(لائبریری ایڈیشن نمبر ۴)

عصر قدیم

عہد سلف کی ایک مختصر اور جامع تاریخ

جس مین

ابتدائے تخلیق عالم سے ولادت حضرت مسیح تک دنیا کی تمام قدیم متمدن
اور ترقی یافتہ قومون کے واقعات مناسب ترتیب سے بیان کیے گئے ہین
اور اسیریا۔ بابل۔ مصر۔ فلسطین۔ یونان۔ روم وغیرہ کے اجمالی حالات درج ہین

مرتبہ

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ایڈیٹر دلگداز مصنف ارض مقدس و تاریخ سندھ وغیرہ

باہتمام

خاکسار محمد سراج الحق منیجر و پرنٹر و پبلشر دلگداز

سنہ ۱۹۱۲ع مین

دلگداز پریس لکھنؤ کٹرہ بزن بیگ خان مین چھپ کے
شائع ہوئی

ڈیڈیکیشن

اُس سچی خالص محبت کے لحاظ سے جو میرے مخدوم
کرم فرما جناب حکیم محمد عبدالولی صاحب کو میرے ساتھ ہے
اور نیز اُس سچے علمی مذاق اور قومی جوش کے خیال سے
جو ہر موقع پر حکیم صاحب ممدوح سے ظاہر ہوا کرتا ہے میں
اپنی اِس مختصر تاریخ کو اُن کے معزز نام سے منتسب کرکے
بکمال ادب اُن کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور امید ہے
کہ میرے محترم دوست قبول فرمائیں گے۔

وفاکیش محمد عبدالحلیم شرر ایڈیٹر دلگداز

مہذب بک ایجنسی

عبرت - ہر سہ حصہ	ے ر	حسرت وصل	۸ ر	گلاب کنور	۴		
حسن سرور - ہر سہ حصہ	عا ر	ثمرۂ نیکی (مسٹر لٹن)	عہ ر	سلیم و مہر النسا	۴		
اختر حسینہ - ہر دو حصہ	عا ر	عمر پاشا	عا ر	منصور و خورشید	۱۴ ر	یا پری	
گل رعنا	عا ر	دلربا (میری اسٹوارٹ)	عا ر	سعید و زکیہ	۱۴ ر	رشید و زہرہ	۱۰۰
جعفر و عباسہ	عہ ر	فسانۂ آزاد (کامل)	عـ	ونیس کا سوداگر	۲ ر	ماریہ سلطانہ	۱۴ ر
نیل کا سانپ	عہ ر	خدائی فوجدار	عا ر	بھول بھلیان	۲ ر	دلسوز	۶ ر
دیول دیوی	عہ ر	سیر کوہسار	عہ ر	نقاب حسن	عہ ر	ونیس کی شاہزادی	۱۲ ر
نشیب و فراز	عہ ر	جام سرشار	عہ ر	کمند گیسو	۱۰ ر	عروج و زوال	۱۴ ر
شادی و غم	عہ ر	ارنسٹ مالٹرویوس لائنس	عا ر	ڈاکٹر یامیجی	عہ ر	لال کپتان	۱۲ ار
مشتاق اور زہرہ	عہ ر	مرقع عبرت	عہ ر	بے وفا	۱۲ ار	مریم	۱۲ ار
مظفر اور راما بائی	۱۲ ار	امراؤ جان	عہ ر	سلیمان عذرا	۸ ر	رزم بزم	عا ر
اسلم و حبیبہ	۶ ر	اندرا	عہ ر	کمسن بی بی مسن شوہر	۱۴ ر	نوابی دربار	۱۰ ر
میٹھی چھری	۱۲ ار	مستی کا خون	۱۴ ر	خضر شباب	عہ ر	ظالم عشاق	۱۰ ر
احمق الذی	۱۲ ار	جنت الفردوس	۱۲ ار	بوالہوس نواب	۱۴ ر	جوان بی بی کمسن شوہر	۱۴ ر
کایا پلٹ	۱۲ ار	خون ناحق	۱۰ ر	ناشاد	۱۴ ر	[illegible]	۸ ار
پیاری	۱۱ ر	کنیز فاطمہ	عہ ر	حسن فرنگ	۱۲ ار	یاقوت کی کان	عا ر
حاجی بغلول	عہ ر	نئے بگڑے	۸ ر	وصال	عہ ر	فریب نیرنگ فریب نما	۱۰ ر
محبوب محترم (پوپ جون)	للعہ	عقد الجواہر	عہ ر	مار آستین	۱۲ ار	قتل نظیر	۸ ر
روز الیمبرٹ	سے	دلستان	عہ ر	افسون	عہ ر	عیار شہزادہ	عہ ر
ویکنیز ونسیڈا	عا ر	مفقود الخبر	عہ ر	ہم خرما و ہم ثواب	۱۴ ر	محبوب محترم	۱۲ ار
زیب حسن (فوسٹ)	عا ر	محبوس گمگشت	عہ ر	رضا و حسینہ	۱۰ ر	ذات شریف	عہ ر
لعبت فرنگ ([illegible])	عہ ر	نشتر	عہ ر	عشق حسرت	عا ر	شریف زادہ	عہ ر
فسانۂ الہ دین و لیلی		ارمان	عہ ر	اورنگ زیب اور تیجپال کماری	۶ ر	جام زہر	عہ ر
(اسٹار آف منگولیا)	عا ر	ٹیپو سلطان	۲ ر	رقص بسمل	عہ ر	عروس رہزن	عہ ر
حاجی بابا اصفہانی	عہ ر	ہیرے کی کنی	۱۰ ر	نئی نویلی	۶ ر	جنگجو و الٹر	عہ ر
شیون عشق (مسٹریس)	عہ ر	گناہ بے لذت	۸ ر	ثمرۂ دیانت	۶ ر	کمسن	۱۴ ر
جادوگر	عہ ر	تسخیر	۸ ر				
بہشت بریں (پوپ جون)	عہ ر	ناول سعید	۶ ر				
سپاہی کی دلہن	۱۲ ار	نیلوفر	۵ ر				
مارگریٹ	عہ ر	خون عاشق	۵ ر				

ان مذکورہ کتابون کے علاوہ اور بھی ہر قسم کی کتابین اس دفتر سے روانہ ہو سکتی ہین۔ تاجرون کے ساتھ خاص رعایت کی جاتی ہے اور جس قدر زیادہ قیمت کا مال لیا جائے اُسی قدر کمیشن بھی زیادہ دیا جاتا ہے۔

المشتہر مینجر مہذب ایجنسی۔ لکھنؤ کٹرہ بزن بیگ خان

کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے قائم کیا تاکہ یہ واقعہ کی نسبت مسلمانون کے بخوبی ذہن نشین ہو سکے کہ آغاز اسلام سے کتنے دنون پیشتر تھا۔

قدیم الایام کے اشخاص اور بلاد کے نام آج کل عموماً انگریزی سے لیے جاتے ہین اور ان کے متعلق وہی تلفظ اختیار کیا جاتا ہے جو انگریزون کا ہے مگر مین نے اس بارے مین عربون اور عربی مذاق کا تتبع کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یونانیون اور رومیون اور نیز سلف کے تمام نامون کو جس قدر انگریزی غارت کرتی ہے دنیا کی کوئی زبان نہین بگاڑتی۔ عرب اس بارے مین زیادہ احتیاط کرتے تھے۔ انگریزی تلفظ کے زیادہ غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا موجودہ تلفظ تو رومیون کا ہے مگر تلفظ رومیون کے اصلی تلفظ سے کوسون دور ہو گیا ہے انگریزی کے مقابلہ فرانسیسی کا تلفظ قدیم رومی سے زیادہ قریب ہے۔ کیونکہ فرنچ ہی فی الحال پرانی لاطینی یا رومی زبان کی جانشین تسلیم کی جاتی ہے۔ عربون نے پرانے زمانہ مین یونانی اور رومی نامون کو جو تلفظ دیا ہے وہ فرانسیسیون کے تلفظ سے بہت قریب ہے مثلاً "[illegible]" کا تلفظ انگریز "پلے ٹانس" کرتے ہین مگر فرانسیسی مین اس کا تلفظ "پلتون" ہے اور اس سے قریب قریب عربون کا تلفظ "فلاطون" ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عربون نے نامون کے لینے مین جو احتیاط برتی انگریزون نے نہین برتی ہے۔ لہذا اس کتاب مین تمام جو نام آئے ہین ان مین بجائے "پ" کے "ف" اور "چ" کی جگہ "ش" نہ لکھا جائے مگر حرکات کا تلفظ وہی رکھا گیا ہے جو عربون کا ہے۔

میرا ارادہ تھا کہ اس تاریخ کو مین ولادت سرور کائنات علیہ السلام کے عہد خیر القرون کے آغاز تک پورا کر دون مگر افسوس کہ تردوات نے مہلت نہ دی اور ولادت مسیح علیہ السلام پر ختم کر دیا گیا۔ چند روز بعد مین اس کی دوسری جلد شایع کرون گا جس مین "زمانہ فترۃ" یعنی اس عہد کے حالات درج ہون گے جو حضرت مسیح کی ولادت سے شروع ہو کے جناب پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر ختم ہوا۔

یہ تاریخ اس قابل ہے کہ اسلامی مدارس کے سلسلۂ نصاب مین داخل کی جائے

ضروری التماس

ہم مسلمانوں کو یقین ہے کہ تاریخی ذخیرہ جتنا ہم نے فراہم کیا اور ہمارے پاس ہے کسی کے پاس نہیں۔ یہ بے شک صحیح ہے مگر اب تو ہم تاریخ مین بالکل بے بصیرت ہو گئے ہین۔ ہمارا جو کچھ اصلی ذخیرۂ تاریخی ہے عربی مین ہے۔ اور ہندوستان کے مسلمان روز بروز بے بہرہ ہوتے جاتے ہین۔ قطع نظر اس کے مقدری بہت واقفیت جو اپنے موجودہ لٹریچر سے ہمین حاصل بھی ہوسکتی ہے وہ زمانہ اسلام تک محدود ہے۔ اسلام سے پیشتر کے حالات سے ہم بالکل ہی ناآشنا ہین۔ اور سخت ضرورت تھی کہ اردو مین ایک ایسی مختصر اور جامع تاریخ مدون و مرتب ہو جائے جس مین حضرت رسالت سے پہلے اور قدیم الایام کے حالات و واقعات اسی طرح سلجھا کے بیان کیے گئے ہون کہ اس کے مطالعہ سے تاریخ قدیم کا صحیح خاکہ اردو دان طلبہ کے دماغ مین محفوظ ہو جائے۔ اگرچہ یہ کام بہت دشوار تھا مگر مین نے باوجود اپنی علمی بضاعتی کے اسے اپنے ذمے لیا۔ اور یہ مختصر تاریخ بہ ادب تمام ہموطنون کے سامنے پیش کرتا ہون۔

اس بارے مین مجھے انگریزی زبان کی "لینڈ مارکس ہسٹری" بہت پسند آئی جس مین تخلیق عالم کے آغاز سے لے کے اسرائیلیون مصریون اسیریا اور بابل والون۔ ایرانیون۔ یونانیون۔ رومیون اور قرطاجنہ والون کے حالات نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ بلحاظ زمانہ مرتب کرکے اور خوب سلجھا کے بیان کردیے گئے ہین۔ لیکن اس کا بعینہ ترجمہ کردینا مناسب نہ تھا۔ کیونکہ اس مین بہت سی باتین مسلمانون کے مذاق و معتقدات کے خلاف ہین۔ چنانچہ مین نے بجائے ترجمہ کردینے کے اس بات کو زیادہ مناسب سمجھا کہ واقعات اپنی زبان مین لے لیے جائین۔ کتب آسمانی کی تحریف کی وجہ سے جو غلطیان ہوئی ہین اُن مین مناسب اصلاح و ترمیم کردی جائے۔ مگر ترتیب وہی قائم رکھی جائے۔ مین نے اس مین اتنی اور زیادتی کی کہ سنین کا حساب بجائے اس کے کہ ولادت مسیح سے رکھا جائے ولادت سرور

پہلا باب

دوسرا باب

تیسرا باب

چوتھا باب

کیونکہ قدیم الایام کی تاریخ سے واقف ہونا مسلمان طلبہ کے لیے لازمی ہے۔ اور اردو میں اور کوئی ایسی کتاب نہیں موجود ہے جس میں عصر قدیم کے حالات ایسی وضاحت سے بیان کیے گئے ہوں۔

اس کتاب کی طبع میں بھی جا بجا غلطیاں رہ گئی ہیں۔ لیکن دو ایسی خطرناک غلطیاں ہیں جن کا بتا دینا بہت ضروری ہے۔

(اول) تیسرے ہی صفحہ میں فصل اول کے نیچے "ہادیان دین" کے بعد سنہ [illegible] قبل محمد سے سنہ [illegible] قبل محمد چھپ گیا ہے درحقیقت اصل میں (سنہ ۲۴۹۷ قبل محمد سے سنہ ۲۲۷۸ قبل محمد تک) ہونا چاہیے

(دوسرے) صفحہ ۱۸۷ میں بارھویں باب کے عوض گیارھواں باب درج ہو گیا جو کہ غلط ہے۔ کیونکہ گیارھواں باب اس سے پیشتر صفحہ ۱۶۳ پر شروع ہوا ہے۔ اس لیے صفحہ ۱۸۷ پر بارھواں باب ہونا چاہیے۔

حضرات ناظرین براہ کرم ان غلطیوں کی اصلاح فرمالیں۔

خاکسار — محمد عبدالحلیم شرر۔ ایڈیٹر دلگداز۔ لکھنؤ

آٹھواں باب

نواں باب

دسواں باب

پانچوان باب

چھٹا باب

ساتوان باب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

پہلا باب

فصل اوّل

ہادیان دین (۲۴۹۰ قبل محمدؐ سے ۲۲۷۰ قبل محمدؐ تک)

طوفان نوح آیا اور ساری دنیا کو غرق کرکے تھما - اس کے بعد پانی اُترتے اُترتے اُتر گیا کشتی نوح کوہ جُودی[ع] پر آکے ٹکی - اور نسل آدم جسے اب اولاد نوح کہنا چاہیے دریاے دجلہ و فرات کے کنارے جو اُسی قرب و جوار سے نکلے ہین بڑھنا پھیلنا اور آباد ہونا شروع ہوئی پھر جب اُن مین جہالت بڑھی اور خدا شناسی کا نور دھندلا پڑا تو اُنھین شوق ہوا کہ کسی تدبیر سے آسمان کے اِس رواق نیلگون تک پہونچ جائین جہان سے روز شام کو روشن تارے ہمین اپنا جمال جہان آرا دکھایا کرتے ہین چنانچہ یہین دریاے فرات کے کنارے والے میدان مین اُنھون نے ایک اتنا اونچا بُرج بنانا چاہا جس کی چوٹی آسمان سے جا ملے - اور اُس عالم بالا کی کیفیت معلوم کرسکین - مگر خیال کی کمند تو کنگرۂ فلک تک پہونچتی نہین اُنھین بھلا کیا کامیابی ہوتی ؟

لوگ اِسی سرزمین مین تھے کہ حسب بیان توراۃ خدا نے اُن کی بولیون مین تفرقہ ڈالا - اور مختلف زبانین پیدا ہوئین - پھر اِس کے بعد سے ایک مدت دراز تک کے حالات ہمین بالکل نہین معلوم

ع وہ سلسلۂ کوہ جو ایران و روم کے درمیان مین جنوب سے شمال کو چلا گیا ہے اُس کے شمالی سرے پر جہان ایران و روم اور روس کی سرحد ملتی ہے ایک قُلّۂ کوہ ہے جسے عربی مین جودی اور انگریزی مین "ارارات" کہتے ہین - اِسی پہاڑ پر کہتے ہین کہ حضرت نوح کی کشتی طوفان کے بعد آکے ٹکی تھی -

گیارھوان باب

دولت روم کا عروج و اقبال (سنہ ۷۷۲ قبل محمد سے سنہ ۷۱۶ قبل محمد تک)

بارھوان باب

رومیوں کی پولٹیکل پارٹیان (سنہ ۷۱۴ قبل محمد سے سنہ ۶۰۱ قبل محمد تک)

اور اُسے اپنی جانب منسوب کرکے ارض کنعان کہتے تھے۔ اس کی وادیون مین اُن لوگون نے اپنی چھوٹی چھوٹی سلطنتین قائم کرلی تھین اور شہرون یا گڑھیون کے ذریعہ سے جو پہاڑیون کی چوٹیون پہ بڑی بڑی چٹانون سے تعمیر کی گئی تھین وہ لوگ اپنی سلطنتون کی حفاظت کرتے تھے۔

حضرت ابراہیم کے خاندان کے ساتھ آپ کے بھتیجے حضرت لوط بھی یہان آئے تھے۔ وہ اپنے چچا سے علٰحدہ ہوکے دولتمند مگر نالائق و ناپاک شہر سدوم مین جا کے مقیم ہوئے۔ اتفاقاً شاہان شنار اور ایلام جنھون نے ارض مشرق سے آکے وادی یردن کے شہرون پر تسلط کرلیا تھا شہر سدوم پہ حملہ کیا۔ اور تمام باشندگان شہر کو اور اُن کے ساتھ خود لوط کو بھی پکڑ لے گئے۔

یہ خبر سُن کے حضرت ابراہیم نے اپنے ملازمون کو مسلح کرکے اُن بادشاہون کا تعاقب کیا اُنھین شکست دی۔ اور اسیرون اور مال غنیمت کو صحیح و سالم واپس لائے مگر اُس مین سے اپنے لیے کچھ نہین لیا۔ اور حسب بیان توراۃ **ملکی زیدک** نام ایک پرانے راہب اور فرمان روا سے جو کوہ سیلم پر رہتا تھا فقط دعا کے خواستگار ہوئے۔ توراۃ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا نام اس سے پہلے ابرام تھا۔ اب خدا نے اُسے بدل کے ابراہام یا ابراہیم کردیا جس کے معنی ہین "ایک جماعت کثیر کا باپ"۔ اور یہ نام بدلنے کے ساتھ ہی اُنھین یہ خوشخبری سنائی کہ تمھارے اولاد ہوگی جس سے وہ اس وقت تک محروم اور کبر سنی کے باعث مایوس تھے۔

اس خوشخبری کے دوسرے دن شہر **سدوم** جس مین حضرت لوط رہتے تھے اپنی سیہ کاریون ہی کی وجہ سے مبتلائے غضب الٰہی ہوا۔ اور عقاب ربانی سے کلیۃً تباہ و برباد ہوگیا۔ اس ہیبت ناک تباہی سے وہ مقام جہان یہ شہر آباد تھا۔ ایک آتش فشان جھیل بن گیا جو کہ آج تک ڈیڈ سی (بحر موت) کے نام سے مشہور ہے اور سب لوگ تو اس عذاب مین مبتلا ہوکے ہلاک ہوگئے۔ اکیلے حضرت لوط بچے تھے جن کی نسل اُسی بحر موت کے آس پاس آباد ہوئی اور **بنی مُواب** اور **بنی عمون** کے نام سے مشہور ہوئی۔

اب حسب وعدۂ الٰہی ابراہیم کے اولاد ہونا شروع ہوئی جن مین سب سے بڑے اور

یہان تک کہ ولادت سرور کائنات صلعم سے تقریباً دو ہزار چھ سو برس پہلے خدانے خاص اُس خاندان کو امتیاز دینا شروع کیا جس سے خود جناب رسالتمآب صلعم پیدا ہونے والے تھے۔

بنی سام تھے جن مین کے چند لوگ دریاے فرات کے شمال جانب ذرا فاصلہ پر رہتے تھے۔ اور جو بیّنی توحید اُن کو حضرت نوح سے پہونچی تھی اُس کی بعض تعلیمون کی ادب و تعظیم کے ساتھ حفاظت کرتے تھے۔ اور اُن پر کاربند تھے۔ یہ لوگ ہبرو۔ (عبرانی) کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے اور دنیامین اکیلے وہی ایک وارث رموز وحدت اور حامل تعلیمات نبوت تھے۔

انھین لوگون مین ایک حضرت ابراہیم تھے جن کو اللہ جل شانہ نے حضرت محمد صلعم سے تقریباً چوبیس سو تیس سال پیشتر ہدایت کی۔ کو آپ کے عظمت وجلال اور اُن کی جاہ و تمکنت سے دھوکے کھاکے اور نسخ عزائم کرکے وہ جوش وخروش سے کہہ اُٹھے "یا قوم اِنی بری مما تشرکون" (لوگو مین تمھارے شرک سے بری ہون) یہ سنتے ہی لوگ دشمن ہوگئے۔ حاکم وقت نمرود نے آگ جلوا کے اُس مین ڈلوا دیا کہ جل کے خاک ہوجائین مگر خدا کو اُن سے اور اُن کی نسل سے ابھی بہت کام لینا تھے۔ لہٰذا ایک طرف تو آتش نمرود کو حکم دیا کہ "یا نار کونی برداً وسلاما علیٰ ابراہیم" (اے آگ! ابراہیم کے حق مین ٹھنڈی اور اچھی بن جا) دوسری طرف خود ابراہیم کو حکم دیا کہ اپنے ملک اور اپنے ماں باپ کے گھر کو چھوڑ کے اُس سرزمین کی راہ لو جو تمھارے لیے مخصوص ہے"

ابراہیم نے اِس حکم خداوندی پر عمل کیا۔ اور اُس قطعۂ زمین پر پہونچے جو صحراے شام اور بحیرۂ روم کے درمیان ایک پتلی سی دھجّی کی طرح دور تک چلا گیا ہے۔ وہان پہاڑیون کی ایک قطار شمالاً وجنوباً فاصلہ تک پھیلی ہوئی ہے جس پر آسمان سے بدلیان اُتر کے برستی ہیں۔ آبشارون کو اُن کے دامنون سے اتارتی۔ اور بہت سی نہرین اور چشمے جاری کرتی ہین جن مین سب سے بڑی ندی نہر یردن ہے۔

حضرت ابراہیم سے اُس وقت جب کہ اُن کے کوئی اولاد نہ تھی خدانے وعدہ کیا کہ یہ خوشنما اور سرسبز وشاداب زمین تمھاری نسل سے وابستہ رہے گی۔ مگر جس وقت آپ پہونچے ہین اُس وقت وہان قوم کنعان آباد تھی۔ جو لوگ کہ حام بن نوح کی نسل سے تھے۔

پھیلی جو لوگ کہ ادومی کہلاتے تھے۔ اور غالباً انھین مین سے حضرت ایوبؑ پیغمبر بھی تھے جن کی صبر اور جن کے رضا و تسلیم کی دنیا مین شہرت ہے۔ ان ادومیون نے ایلورا وغیرہ کے غارون کی طرح اپنے شمالی عرب کی بڑی بڑی چٹانون مین کھود کھود کے اپنے رہنے کے واسطے عجیب و غریب قسم کے غار بنائے تھے جو آج تک حیرت کی نگاہون سے دیکھے جاتے ہین۔

اسحٰق کے چھوٹے بیٹے یعقوب جن کا لقب اسرائیل تھا اپنے دادا کے اصلی وطن مین گئے۔ وہین شادی کی۔ اور ایک بڑے خاندان کے ساتھ پھر اُسی ارض موعودہ مین آ کے اقامت گزین ہو گئے۔ یہان اُن کے لاڈلے بیٹے یوسف کو حاسد و نامہربان بھائیون نے بنی اسمٰعیل کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ جن کا ایک قافلہ اتفاقاً وہان آ گیا تھا۔ وہ اسمٰعیلی یوسف کو مصر لے گئے۔ جہان یوسف کو چندروز تک غلامی و مصیبت مین مبتلا رہنے کے بعد اوج و عروج حاصل ہوا۔ اور بادشاہ مصر (فرعون) کے مشیر خاص یعنی وزیر اعظم بن گئے۔ اب عروج حاصل کر کے یوسف نے اپنے والد اور اپنے بے مہر بھائیون کو مع اُن کے بال بچون اور تمام متعلقین کے مصر مین بلوایا۔ اور نسل ابراہیم اپنی موعودہ زمین کو چھوڑ کے مصر کے زرخیز و شاداب ترین مقامات مین آباد ہو گئی۔

فصل دوم

ملک مصر۔ (۲۷۰۰ قبل محمد سے ۲۰۶۲ قبل محمد تک)

سرزمین مصر جو بر اعظم افریقہ مین ہے ارض کنعان سے ملی ہوئی ہے اور دریاے نیل کے کنارے کنارے دور تک پھیلتی چلی گئی ہے یہان کے باشندے جو حام بن نوح کے بیٹے مصرائیم کی نسل سے بتائے جاتے ہین قدیم الایام مین بڑے قابل اور صاحب علم و فن تھے۔ اُنھون نے اس سرزمین کو بویا جوتا۔ اور دریاے نیل نے ہر سال طغیانی پر آ کے اُن کے کھیتون کی آبیاری کر دی۔ اسی اطمینان و فارغ البالی نے اُن کی نسلین بڑھائین۔ اور اُن کے ہاتھون سے وہ عالیشان اور باعظمت عمارتین تعمیر کرا دین جو آج تک اعجوبۂ روزگار ہین۔ اور سنین مابعد مین ہمیشہ پُر جلال و پُر اسرار چیزین سمجھی گئین۔

اہرام مصر یعنی انسان کے ہاتھ کے بنائے ہوئے سر بہ فلک پہاڑ جن کی بنیاد مربع ہے

حامل وعدۂ ربانی حضرت اسمٰعیل تھے جو ایک مصری خاتون کے بطن سے تھے۔ اور چونکہ وہ دعاے خلیل اور منشاء الٰہی کے خاص حامل تھے اس لیے ابراہیم کو حکم ہوا کہ اولاد اکبر یعنی اسمٰعیل کو حجاز کی وادی غیر ذی زرع مین (جہان کوئی پیداوار نہو سکتی ہو) لیجا کے اُن کی قربانی کرو۔ اور وہین اُس خاص خانۂ خدا کو اپنے ہاتھ سے تعمیر کرو جو دنیا مین انوار قدس کا سب سے بڑا سرچشمہ قرار پائے گا۔ یہ بڑا نازک امتحان تھا۔ مگر توفیق الٰہی نے ابراہیم کو ثابت قدم رکھا۔ میدان منا مین اُنھون نے اسمٰعیل کو لٹا کے ذبح کرنا شروع کیا تھا کہ ہاتھ رُک گیا۔ اب خدا اُنھین اپنی اطاعت مین پوری طرح ثابت قدم دیکھ چکا تھا۔ لہذا اسمٰعیل کی جگہ ایک مینڈھا عطا فرمایا۔ اور حکم دیا کہ اسمٰعیل کے عوض اس کی قربانی کرو۔

الغرض اس طریقہ سے اسمٰعیلؑ خاص طور پر خدا کی نذر کر دیے گئے۔ پھر مقدس باپ بیٹون نے مل کے کعبہ کو تعمیر کیا۔ اور تعمیر سے فارغ ہونے کے بعد دونون نے اُس خانۂ خدا کے پاس کھڑے ہو کے دعاے خیر و برکت مانگی۔ اب ابراہیمؑ نے اسمٰعیل کو تو اس خانۂ خدا کا خادم و متکفل بنا کے مع اُن کی والدہ کے یہین چھوڑا۔ اور اپنی بی بی سارہ اور دوسرے چھوٹے بچہ اسحٰق کی خبر گیری کے لیے ارض کنعان مین واپس گئے۔ آخر کار ایک صابرانہ دیانتداری اور مہمان نوازی کی طولانی زندگی بسر کر کے جناب ابراہیم نے دنیا کو رخصت فرمایا۔ اور مقفلہ کے غار مین قیامت تک کے خواب نوشین کا مزہ لینے کے لیے لٹا دیے گئے۔

آپ کے بعد آپ کے بڑے بیٹے اسمٰعیل ذبیح خاص حرم ربانی کے متکفل اور رسالت محمدی کے حامل بن کے مکۂ معظمہ مین سکونت پذیر ہوئے۔ اور دوسرے بیٹے اسحٰق جو وطنی بی بی سارہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے خاص ارض کنعان اور اپنے پدر بزرگوار کی موعودہ اور خدا کی دی ہوئی سرزمین مین اقامت گزین رہے۔

اسحٰق نے بھی اپنی خدا پرست والد کی سی رضا و تسلیم کی زندگی بسر کی۔ اُس وقت تک اُن کا قیام خیمون مین تھا۔ اور ارض موعودہ یعنی ملک کنعان کے جنوبی حصہ مین اِدھر اُدھر پھرتے رہتے تھے۔ اُن کے دو توام بیٹے ہوئے عیص اور یعقوب بڑے یعنی عیص نے جنوبی پہاڑیون مین سکونت اختیار کی جو سرزمین کہ اُدوم (یعنی سرخ) کے لقب سے مشہور تھی۔ یہین اُن کی نسل بڑھی اور

جس پر بادشاہان مصر آکے چڑھاوے چڑھایا کرتے تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ قدیم اہل مصر دو خاص اور متضاد قوتون کا اعتقاد رکھتے تھے۔ ایک اُسائرس جسے وہ ساری بھلائیون کا سرچشمہ تصور کرتے تھے۔ اور دوسری قوت کا مظہر سیٹ یا ٹائیفون) تھا جو ہر قسم کی بُرائیون کا باعث خیال کیا جاتا۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ یہ دونون برابر کی قوتین ہین۔ اور ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑتی رہتی ہین۔ تمام مویشی (اُسائرس) کی جانب منسوب تھے۔ خاصتہً ایک کالا بیل جس پر خاص قسم کے نشان بنے ہوئے تھے اور اہیس کے نام سے یاد کیا جاتا۔ وہ دار السلطنت ممفس مین رکھا جاتا۔ اور اُسائرس دیوتا کے مظہر کی حیثیت سے اُس کی پرستش کی جاتی۔ گتے بلیان۔ مگرمچھ۔ اور ایک طائر جو آئی بیس کہلاتا تھا ان سب کی پرستش یکسان طور پر کی جاتی۔ جن کی ممیان (مدبّر لاشین) قدیم اہل مصر کی بنائی ہوئی آجتک کثرت سے موجود ہین۔ پروانون کی اُن مین بڑی عزت کی جاتی اس لیے کہ اُن کو وہ لوگ ابدی زندگی کا مظہر خیال کرتے۔

ہندؤن کی طرح مصر والون مین بھی یہ امر جزو مذہب بن گیا تھا کہ لوگ مختلف ذاتون مین بٹے ہوئے تھے۔ یعنی ہر شخص اس بات پر مجبور تھا کہ اپنے آبائی پیشہ کو اختیار کرے۔ رہنمایان دین کے بیٹے رہنما و مقتدا۔ سپاہی کے بیٹے سپاہی۔ اور کسان کے لڑکے کسان ہوتے تھے۔ اور یہ بھی ممکن نہ تھا کہ اپنے خاندانی لقب کو چھوڑ دین چاہے وہ کچھ ہی اور کسی درجہ کا ہو۔ علم زیادہ تر مقتداؤن مین تھا جس سے دوسری مصری محروم تھے۔ خصوصاً جادو کے پُراسرار علم و ہنر کے وہ عامل ہوتے تھے۔ اور اُن کا اثر ملک پر اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ بغیر اُن کی رضامندی کے بادشاہ بھی کچھ نہ کر سکتے تھے۔

اُسی قدیم زمانہ مین ایک مرتبہ مصر پر کسی غیر قوم نے چڑھائی کی تھی جو لوگ ہِک سُوس (گڈریے) بتائے گئے ہین۔ اہل مصر نے اُن کے ہاتھون سے بڑا نقصان اُٹھایا لیکن اس کا پتہ لگانا کہ یہ واقعہ کس زمانہ کا ہے اور وہ کون لوگ تھے دشوار ہے۔ بہت سے لوگون کا خیال اس جانب گیا ہے اور غالباً یہی صحیح بھی ہو کہ یہ عرب لوگ تھے جن کے بعض گردہ اپنے گلہ چراتے چراتے تاج و تخت مصر پر متصرف ہوگئے۔

اندر بہر ضلع اوپر جُھکتے جُھکتے اور گھٹتے گھٹتے ایک نوک پر ختم ہو گیا ہے اُن کی کاریگری کی یادگار رہیں۔ یہ اہرام بالوے لق و دق میدان مین بادشاہون کے مقبرون کی حیثیت سے تعمیر کیے گئے تھے۔ اور آجتک اُسی طرح سر اُٹھائے کھڑے ہین اہل مصر کے مُردون کی لاشین آج بھی بے سڑی گلی مصر کی نفیس ململ مین لپٹی۔ روغنی صندوقون کے اندر محفوظ۔ اور پُر تکلف کمرون مین رکھی ہوئی ملتی ہین جن کمرون مین وہ رکھی ہوتی ہین اُن مین ایسی عجیب و غریب نقاشی اور رنگ آمیزی کی گئی ہے کہ اتنی مدتین گذرنے کے بعد آج بھی اُسی طرح صاف سُتھری اور اسی وقت کی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اُنھین لاشون کے ساتھ اُن کے حالات زندگی بھی لکھے ہوئے موجود ہین۔ جو اُنھیں کمرون کے در و دیوار مین اُن کے پُرانے خط مین جس مین زیادہ تر تصویرون اور علامتون سے کام لیا گیا ہے پتھرون اور سلون پر کھدے ہوئے ہین۔ اور اس گھڑی تک ویسے ہی صاف واضح اور مکمل ہین جیسے کہ پہلے ہون گے۔

دنیا کی دیگر اقوام کی طرح پُرانے مصری بھی بت پرست تھے۔ اور اُن کے بُت بڑے بڑے قد و قامت کے ہوتے تھے جو اس وقت تک دنیا مین کثرت سے موجود ہین اُن کی قوی ہیکل اور بت مورتون کے عظیم الشان خط و خال سے نہایت ہی سنجیدگی و متانت ظاہر ہوتی ہے اور دیکھنے والون پر بنانے والون کی عظمت کا بڑا گہرا اثر پڑتا ہے جیسیں قدیم دار السلطنت مصر جس کے کھنڈر آج دنیا مین نہایت ممتاز ہین کے میدان مین پتھر کی ترشی ہوئی مورتون کی ایک ہی صف چلی گئی تھی جو بڑی بڑی کرسیون پر بیٹھی ہوئی بنائی گئی تھین اور ایک بڑی بھاری مورت کا سر جو کہ فی الحال لندن کے برٹش میوزیم مین رکھا ہوا ہے۔ اور "نیک ممنون" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اُسے دیکھ کے دل مین خیال گذرتا ہے کہ جب مصر مین یہ سب چیزین درست مکمل اور اپنی جگہہ پر قائم ہون گی تو وہان کا منظر کیسا موثر کیسا پُر ہیبت واسرار اور عجیب و غریب ہو گا۔

اہرام مصر مین سے بڑے ہرم کے پاس ایک بہت ہی بڑے قد و قامت کی ہیبت ناک اور عجیب و غریب مورت ہے جو "ابوالہول" کے نام سے مشہور ہے۔ اس مین شیر کے دھڑ پر انسان کا سر لگا دیا گیا ہے اور اتنی بڑی ہی کہ اُس کے دونون اگلے پنجون کے درمیان مین ایک شوالہ بنا ہوا ہے جس کے اندر اُسی ابوالہول کی ایک چھوٹے پیمانے کی پتھر کی ترشی ہوئی مورت موجود ہے

"اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی" فرما کے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھون سے کرادیا۔

فصل سوم

فنیقین (۲۰۲۲ قبل محمد سے ۱۱۶۷ قبل محمد تک)

بنی اسرائیل نے خدا سے جو عہد کیا تھا وہ ہنوز تکمیل کو نہین پہونچنے پایا تھا کہ اُنھین کے ہاتھون سے ٹوٹ گیا۔ اور سرکش بنی اسرائیل کو یہ سزا ملی کہ مصر سے نکلنے کے بعد بجائے اپنی موعودہ سرزمین مین پہونچنے کے چالیس برس تک وہ اُس لق ودق ریگستان مین جو وادی تیہ کہلاتا ہے سرگردان و پریشان رہے۔ اِس طولانی مدت کے ختم ہونے کے بعد جب کہ حضرت موسیٰ رہ گرائے عالم جاودان ہو چکے تھے اُن کے جانشین یوشع بن نون اُنھین لیے ہوئے ارض موعود مین پہونچے جہان پہونچنے کے بعد خدا نے اُن کی اِتنی مدد کی کہ کنعانیون کو جو اُس زمین کے مالک و حکمران تھے کامل شکست ہوئی۔ اور اُس خدا کی دی ہوئی زمین پر وہ اطمینان و فارغ البالی سے آباد ہوئے اب حضرت یعقوب کے بارہ بیٹون کی نسل ہونے کے لحاظ سے اُن کے بارہ گروہ تھے جو بارہ سبط کہلاتے۔ اور جنھون نے اِس زمین کے مختلف اضلاع کو آپس مین بانٹ لیا۔

مگر ابھی بنی اسرائیل کی تعداد اتنی نہ تھی کہ اِس پوری زمین کو گھیر لیتے۔ لہٰذا کنعانیون ہی کے بعض گروہون کو اجازت دی گئی کہ اُن حصون مین بدستور آباد رہین جنھین بنی اسرائیل اپنی کمی تعداد کی وجہ سے نہین آباد کر سکتے تھے۔ لیکن باوجود اِس کے بنی اسرائیل کو اُن سے کسی قسم کے تعلقات رکھنے اور راہ و رسم پیدا کرنے کی قطعی ممانعت تھی۔ کیونکہ وہ بت پرست تھے اور بت پرستون سے ملنا جلنا بنی اسرائیل مین سب سے بڑا قومی اور دینی جُرم تھا۔

یہ کنعانی قومین جن کو رہنے کی اجازت دی گئی اُن مین زیادہ ممتاز دو قومین تھین۔ ایک تو فلسطین جو اِس سرزمین کے (جو اب بجائے ارض کنعان کے ارض یہودا کہلاتی تھی) جنوبی حصہ مین رہا کرتے تھے۔ اور دوسرے زِدونی جو شمال کی جانب سمندر اور کوہ لُبنان کے درمیان مین آباد تھے یہی زِدونی لوگ ہین جو فنیقین کہلاتے تھے۔ یہ ایک بڑی دولت مند اور نہایت زبردست قوم تھی۔ اور اِن کے دو بڑے شہر طائر اور زِدون ہی دنیا کی پہلی بندرگاہین ہین۔ جہان تجارت کا کاروبار

شاہان مصر کی (جو فرعون کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے) ایک بڑی طولانی فہرست موجود ہے۔ لیکن اُن کے ناموں کے سوا اُن کے حالات اور اُن کے عہد کے واقعات کا پتا لگانا نہایت دشوار ہے۔ اور جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ ایسے ہی واقعات ہیں کہ فرعون چیوپس نے ہرم اعظم کو بنایا۔ اور فرعون مَیریس نے وہ جھیل بنوائی جو اُس کے نام کی جانب منسوب ہے اور اس جھیل کے بنوانے کی غرض یہ تھی کہ جب دریائے نیل میں طغیانی ہو تو پانی کے اس جھیل میں بنٹ جانے کی وجہ سے ملک میں سیلاب نہ آنے پائے۔ اس لیے کہ طغیانی نیل کی وجہ سے اکثر بہیا آ جاتی تھی اور ملک کو اُس سے نقصان پہونچ جایا کرتا تھا۔

اب ملک مصر میں حضرت یعقوب کے بارہ بیٹوں کی نسل بڑھی۔ اور یہ حالت ہو گئی کہ باوجودیکہ فراعنۂ مصر اُنھیں روز بروز زیادہ دباتے تھے مگر اُن کی تعداد یوماً فیوماً بڑھتی ہی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ وقت آیا جو حضرت رب العزت نے اُن کی آزادی و ترقی کے لیے مقرر فرما رکھا تھا۔ یعنی ۲۰۶۲ سنہ قبل ولادت محمدی حضرت موسیٰ آل یعقوب یعنی بنی اسرائیل کو لے کے ارض مصر سے نکلے۔

اسی سال کوہ طور پر (جو جبال سینا کی ایک چوٹی ہے اور بحر قلزم کے دونوں شمالی سینگوں کے درمیان چھوٹے جزیرہ نمائے عقبہ میں واقع ہے) حضرت موسیٰ کو وہ احکام خداوندی عطا ہوئے جن پر عمل پیرا ہونا اولاد یعقوب یعنی خدا کی منتخب و محبوب قوم بنی اسرائیل کے لیے لازمی تھا۔ حکمت ربانی کے ان قوانین کے مطابق اُنھیں بت پرست اقوام سے ملنے جُلنے اور اُن سے کسی قسم کے تعلقات پیدا کرنے کی قطعی ممانعت تھی۔ اور اُن سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ نسلاً بعد نسل ہمیشہ اپنے خالق لاشریک لہٗ سے وابستہ رہیں گے جس نے اُن کو اپنی ایک مخصوص و منتخب قوم ہونے کا امتیاز عطا فرمایا تھا۔ اس کے ساتھ یہ وعید بھی تھا کہ اگر وہ ان قوانین کی پابندی نہ کر سکے تو وہ تمام لعنتیں اُن پر پڑ جائیں گی جن سے اُس وقت کی ساری مشرک دنیا بھری پڑی تھی۔

خلاصہ یہ کہ بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ سے اُس سچی شریعت اور دینداری کی تعلیم دی گئی جو خدا کا سچا فطری دین تھا۔ یعنی فطرۃ اللّٰہ التی فطر النّاس علیہا۔ جس کی تعلیم حضرت آدمؑ سے لے کے اس وقت تک کل انبیائے سلف دیتے آئے تھے۔ اور جس کا تکملہ اللہ جل شانہٗ نے "الیوم

چڑھاتین موسم خزان مین تموز کی موت کا ماتم کیا جاتا۔ اُس کے سوگ مین عورتین اپنے سر منڈاتین اور ہر قسم علامات غم کا اظہار کرکے سوگوار رہتین۔ پھر اُس کے بعد موسم بہار مین اس اعتقاد کی بنیاد پر کہ تموز دوبارہ زندہ ہو گئے اپنی معشوقہ سے آملا۔ خوشیان مناتین۔ گاتین۔ بجاتین۔ اور ناچتین۔

بنی اسرائیل بعض ضعیف الاعتقادیان مصر سے اپنے ساتھ لیتے آئے تھے جو اُن مین ایک مدت تک باقی رہین۔ چنانچہ اُنھین کا ایک کرشمہ یہ بھی تھا کہ سامری کے کہنے سے ایک سونے کے بچھڑے کی پرستش کرکے گوسالہ پرست بن گئے۔ کیونکہ اُن کا یہ گوسالہ دراصل مصر والون کے اپیس سے ماخوذ تھا جس کا شوق اُن کے دلون سے ہنوز دور نہین ہوا تھا۔ اب یہان فنیقی لوگون کی قربت نے اُن پر بت پرستی کا اور اثر ڈالا فنیقی لوگ ایک ایسی زبان بولتے تھے جو بنی اسرائیل کی زبان سے بہت ملتی جلتی تھی۔ اور اُن کی دولتمندی اِس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ بنی اسرائیل کے تعلقات لازمی طور پر اُن کے ساتھ روز بروز بڑھتے ہی گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خود بنی اسرائیل بھی شرک و بت پرستی مین مبتلا ہو گئے جس سے شریعت موسوی کو قطعی نفرت تھی۔ اور جس سے الگ رہنے کی خدا نے سخت تاکید کر دی تھی۔

ارض فلسطین مین داخل ہونے کے بعد چار صدیون تک قبائل بنی اسرائیل اپنی قوم کے بزرگون یا قاضیون کے زیر فرمان تھے۔ اور اُن کا کوئی بادشاہ یا سردار۔ سوا اُس حضرت رب العزت اور ذات باری تعالی کے نہ تھا۔ اُن پر خداوند جل وعلی کی حکومت استقلال کے ساتھ قائم تھی جس کے موحدانہ احکام اُنھین اپنی مقتداؤن۔ اور پیمبرون کے ذریعہ سے معلوم ہوا کرتے جن کی وہ صدق دل سے تعمیل کرتے۔ کبھی خدا کی مرضی اُنھین اُن سزاؤن کے ذریعہ سے معلوم ہوجاتی جو شرک و بت پرستی مین مبتلا ہو جانے کی پاداش مین اُن کو ملا کرتین اور کبھی اپنے برگزیدۂ بارگاہ الٰہی پیمبرون کی معجز نمائیون سے۔

فصل چہارم

سلطنت بنی اسرائیل (۱۶۶۵ قبل محمد سے ۹۱۴ قبل محمد تک)

۱۶۶۵ قبل محمد مین بنی اسرائیل کو اس بات کی تمنا ہوئی کہ قرب وجوار کی دیگر اقوام کی طرح وہ بھی کسی بادشاہ کے تابع فرمان بن کے رہین۔ جس طرح پہلے اُنھون نے من وسلوی کی بھی

قائم ہوا۔ اِنھین لوگون نے ایک قسم کی سیپی سے جو بحیرۂ روم مین نکلتی تھی پہلے پہل ایک گہرا سرخ ارغوانی رنگ ایجاد کیا تھا جس کی شاہی کپڑون کے لیے بڑی مانگ تھی۔ لُبنان کے علاقہ مین نہایت اعلیٰ درجہ کا ساگون پیدا ہوتا تھا۔ عمارتون کے لیے دنیا مین اُس کی بھی بہت مانگ تھی۔ غرض اُن کی تجارتون سے فنیقی لوگ بڑی دولت پیدا کر لیتے تھے۔ علاوہ برین مسالہ اور روغن زیتون جو چیزین کہ ارض کنعان کی پیداوار تھین اُن کا مبادلہ مصر والون کے غلہ اور وہان کی نفیس ململ سے نفع بخش طریقہ سے ہو جایا کرتا تھا۔ جب تجارت کی ضرورتین وسیع ہوئین تو اِن فنیقی لوگون نے جو اُن دنون دُنیا کے سب سے بڑے تاجر تھے جہاز بنائے۔ اور تاجرانہ سفر اختیار کر کے ممالک دور دراز مین پہونچنے لگے۔ وہ سونا اور چاندی سِتیم (یعنی ایشیاے کوچک) اور ترشیش (جس سے یقیناً ملک ہسپانیہ مراد ہے) سے لایا کرتے تھے۔ ادھر صحرا نوردی کے قافلہ فنیقی سوداگرون کے قافلون سے آگے بڑھنے لگے۔ جو اپنے مغرب کی طرف کے ریگزار افریقہ سے جواہرات اور ہاتھی دانت۔ اور مشرق کی طرف کے سواحل ہند سے سونا تلاش کر کے لایا کرتے تھے۔ چنانچہ اِسی تاجرانہ لین دین اور کاروبار نے فنیقی لوگون کے دونون شہرون طائر اور زِدون کو تجارت کی بہت بڑی بارونق منڈیان بنا دیا۔

مگر ان دونون دولت مند شہرون مین ایک نہایت ہی جاہلانہ بگڑا ہوا اور قابل نفرت مذہب مروج تھا جس کو دیکھ کے حیرت ہوتی تھی کہ اِس ابتدائی زمانہ ہی مین نسل حام نے انبیاے برحق کی بتائے ہوے کیش و آئین کو کس قدر جلد ہاتھ سے کھو دیا تھا۔ فنیقیون مین بدترین قسم کی بت پرستی تھی۔ وہ بعل کو اپنا سب سے بڑا دیوتا مانتے تھے۔ منجملہ اُن کے دیگر دیوتاؤن کے ایک ملوخ تھا جس کو دنیا مین آسمانی سیارے زحل کی مورت تصور کرتے۔ اور اُس پر اپنے دودھ پیتے بچون کو بھینٹ چڑھایا کرتے۔ اِس دیوتا کی ایک بڑی بھاری برنجی مورت تھی جس کے آغوش مین دونون ہاتھون کے درمیان ایک توا سا تھا اور اُس کے نیچے ایک بھٹی تھی جس مین آگ سلگتی رہتی۔ معصوم شیرخوار بچون کو وہ اُس توے پر لیجا کے رکھ دیتے جس پر سے تڑپ کے وہ نیچے بھٹی مین جا گرتے اور دم بھر مین جل بھُن کے خاک ہو جاتے۔ اِس ملوخ کے علاوہ اِن کی ایک دیوی اشتورات تھی۔ جس سے ماہتاب عبارت تھا۔ اُسے آسمان کی ملکہ کہتے اور اُس کی پوجا بڑی دھوم دھام سے کرتے تھے۔ اُس ملکہ کا عاشق تموز نام ایک اور دیوتا بتایا جاتا جس کے سامنے فنیقی عورتین ٹکیان پکا پکا کے

زمانے سے آج تک ساری دنیا مین ضرب المثل ہے۔ مگر وفات سے پیشتر ہی بذریعۂ وحی الٰہی آپ کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ آپ کے بعد آپ کی سلطنت منقسم ہو جائے گی۔

آپ کی وفات کے بعد سنہ ۹۷۵ قبل محمد مین یوربعم اور بنی اسرائیل کے دس سبطون نے بغاوت کر کے شومرون کی سلطنت قائم کی جسے سامریہ یا سماریہ بھی کہتے ہین۔ اور جو بنی اسرائیل کی مشرک و بت پرست سلطنت تھی۔ یہ تفرقہ پڑتے ہی ارض یہودا کی کمزور سلطنت پر فرعون مصر شیشاک نے چڑھائی کی۔ اِس شیشاک کی نسبت بعض مورخین کا خیال ہے کہ یہی مصر کا فاتح اعظم تھا جو سیسوسطریس کے نام سے مشہور ہے۔ اور جس کی رتھ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُسے صاحب تاج و تخت بادشاہ کھینچا کرتے تھے۔ کیونکہ جو سلاطین و فرمان روا مغلوب و مقہور کیے جانے کے بعد گرفتار کر کے لائے جاتے سونے کی زنجیرون مین باندھ کے اُس کی رتھ مین جوت دیے جاتے۔ اور وہ اُنھین گھوڑون کی طرح ہنکاتا۔

مصر کے ایک مقبرے مین ایک کمرہ برآمد ہوا ہے جس کی چھت اور در و دیوار نقش و نگار سے آراستہ ہین۔ جن کے سلسلہ مین یہ تصویر بنی ہے کہ ایک مصری فاتح نے کسی قوم پر غلبہ حاصل کیا ہے اُس قوم کے چہرے ایسے بنائے گئے ہین جن سے خیال کیا جاتا ہے کہ یہودی مراد ہین۔ کیونکہ اسرائیلیون کے خط و خال اُس قوم کے چہرے مُہرے سے نمایان ہین۔ مگر باوجود اس کے سیسوسطریس کی تاریخ اور اُس کا زمانہ بالکل نامعلوم ہے۔ اور ایسی کوئی بات نہین ملتی جس سے پتہ چلتا ہو کہ اس شیشاک سے وہی سیسوسطریس مراد ہے یا کوئی اور۔

عام طور پر یہ نظر آتا ہے کہ ارض یہودا کی اصلی سلطنت یہودا کے مقابل مین سلطنت شومرون کو زیادہ قوت حاصل تھی۔ چنانچہ اُس کے فرمان روا احاب نے فنیقی لوگون سے ربط و ضبط بڑھایا۔ صیدون والون کی ایک شاہزادی جزبیل سے شادی کی۔ اور فنیقیون ہی کی طرح اپنا کاروبار تجارت بھی جاری کیا۔ لیکن اُس کے خاندان کے گناہ ہی اُس کی تباہی کے باعث ہوے۔ جس کی ایجاہ نبی نے پہلے سے خبر دے دی تھی۔ چنانچہ اُس خاندان کے سب لوگ بادشاہ جیہو کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔

احاب کی بیٹی اتالیہ ارض یہودا کے بادشاہ یہورام کی بیوی تھی۔ جب اُس کا بیٹا احازیاہ

نعمتیں چھوڑ کے کھیتی باڑی اور غلہ کی آرزو کی تھی ویسے ہی اب اُنھوں نے آزادی کو چھوڑ کے غلامی کی تمنا کی۔ خدا نے اُن کی یہ آرزو پوری کی۔ اور اُس زمانہ کے پیغمبر حضرت سموئیل نے بن یامین کے سبط میں سے ساؤل کو تدہین[ف] کے ذریعہ سے بادشاہ منتخب کیا۔ ساؤل نے خدا کی نافرمانی کی جس کے باعث وہ سلطنت اور تاج و تخت سے محروم کیا گیا۔ فلسطین لوگوں کے مقابل کوہ گلبوا کی لڑائی میں جو ولادت سرور کائنات صلعم سے ۱۶۲۷ سال پیشتر ہوئی تھی مارا گیا اور اُس کا بہادر و بیدار بیٹا بھی اُس کے ساتھ ہی قتل ہو گیا۔

اب حضرت داؤد سریر آرائے سلطنت ہوے جو خدا رسیدہ پیغمبر اور ساؤل کے داماد تھے اور بنی اسرائیل میں صاحب لحن مشہور تھے۔ اُنھیں تخت پر جلوہ افروز ہوتے ہی بذریعۂ وحی آسمانی بتایا گیا کہ تمھاری نسل قائم رہے گی۔ اور تمھاری نسل والے اگر خدا کے عہد کو توڑ دیں گے تو اُن کو لغزش کی سزا چھڑی سے اور گناہ کی سزا تازیانہ سے ملے گی۔

اُن کے بعد ۱۶۰۵ قبل محمد میں حضرت سلیمان تخت پر بیٹھے۔ اور آپ نے ۱۵۹۸ قبل محمد میں بیت المقدس کی مبارک مسجد اقصیٰ کو بنا کے کھڑا کر دیا۔ جس کے لیے بڑے بڑے اہتمام کیے گئے۔ اور جس کا افتتاح بھی عجب شان و شوکت سے ہوا۔ حضرت سلیمان کے عہد میں اقبال مندی اور دنیوی سرسبزی کے جتنے وعدے خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کیے تھے سب پورے ہو گئے۔ اُنھوں نے فنیقی لوگوں کے ملک کو فتح کر کے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اہل شام و دمشق کو مطیع و باج گزار بنایا۔ بلقیس ملکۂ سبا آپ کی بی بی اور آپ کی مطیع و منقاد ہوئی۔ الغرض آپ نے اپنی سلطنت کے حدود دریاے فرات سے لے کے سواحل بحیرۂ روم اور حدود مصر تک پھیلا دیے۔ آپ کی دولت مندی تمام سابق بادشاہان ارض سے بڑھ گئی۔ اور آپ کی شان و شوکت اور آپ کے رعب و داب کی یہ کیفیت تھی کہ آپ کی طرف جو کوئی نظر اُٹھا کے دیکھتا اُس کی نظر خیرہ ہو کے نیچے جھک جاتی۔ علم و حکمت وہ خاص نعمت تھی جو آپ کو بارگاہ لم یزل سے عطا ہوئی تھی اور جو اُس

[ف] تدہین کے معنی ہیں تیل لگانا۔ بنی اسرائیل میں اُن دنوں یہ بڑا طریقۂ تعظیم تھا کہ سر میں تیل لگا دیتے چنانچہ سموئیل نے ساؤل کو بادشاہ منتخب کرتے ہی اُس کے سر میں تیل لگا دیا تھا۔ بلکہ اپنے انتخاب کو اسی طریقہ سے ظاہر کیا تھا۔

اسی نقطہ اشوریا کو مغرب والون نے بدل کے اسیریا کردیا ہے۔

نینوا ایک بڑا بھاری عظیم الشان شہر تھا۔ اُس کا رقبہ اتنا بڑا تھا کہ ایک بہت بڑا قطعۂ زمین اُس کے اندر آگیا۔ اُس کے چارون طرف ایک ایسی عجیب وغریب شہر پناہ تھی جس کی دیوارون کا آثار قیاس سے باہر بتایا جاتا ہے۔ یہ دیوار ایسی اینٹون سے بنی تھی جو تارکول میں مٹی گوندھ کے تیار کی گئی تھین۔ اس لیے کہ اُس قرب وجوار مین تارکول کی بہت کثرت تھی۔ اس شہر مین بڑے بڑے قصر وایوان تعمیر ہوئے تھے اُن کی دیوارون پر نقش ونگار بنے ہوئے تھے۔ کثرت سے مورتین کھدی ہوئی تھین۔ محلون صحنون مین جابجا بڑے بڑے قوی ہیکل بُت اور پردار شیرون اور بَیلون کی مورتین قائم تھین جن کا دیکھنے والون کے دل پر بڑا رعب پڑتا تھا۔

تورٰة کی پوری دو کتابین اسی شہر نینوا کے بیان مین ہین۔ جن سے اس کا بھی پتہ چلتا ہے کہ خدائے وحدہ لاشریک کے پیغمبر یہان مبعوث ہوئے۔ اور اُن کی عزت بھی کی گئی۔ اور اگر اور کبھی نہین تو حضرت یونس کے عہد مین یہ شان توحید ضرور نظر آگئی۔

صوبۂ بابل۔ اور صوبۂ میدیا (جو نینوا سے مشرق کی طرف ذرا ہٹ کے ہے) دونون نینوا کے زیرنگین تھے۔ اور ۷۲۱ قبل مسیح مین یہان کے فرمان روا شلما نصر نے بنی اسرائیل کے دس نافرمان سبطون یعنی اُن کی گنا ہگار مشرک سلطنت پر یورش کرکے دارالسلطنت کا محاصرہ کرلیا۔ اس لیے کہ اُن کی نافرمانی کا پیمانہ لبریز ہوگیا تھا۔ اور خدا کو اُنھین سزا دینا منظور تھا۔ چنانچہ یہ محاصرہ قائم رہا۔ یہانتک کہ شلما نصر کا بیٹا شاہ سرغون اُن دسون سبطون کو اسیر کرکے پکڑلے گیا۔ جن مین سے کچھ تو نینوا مین رکھے گئے اور کچھ میدیا مین بھیج دیے گئے۔

اس کے بعد سناخریب بادشاہ ہوا جس نے قرب وجوار کے تمام شہرون کو مغلوب و مقہور کرکے اپنا مطیع ومنقاد بنا لیا۔ فینیقیین کے چند شہر بھی فتح کرلیے۔ اور آگے بڑھا کہ مصر مین پہونچ دولت فراعنہ کو اپنے زیرنگین کرے۔ ارض یہودا یعنی بیت المقدس کا علاقہ چونکہ راستہ ہی مین پڑتا تھا اس لیے اُس نے اپنے ایلچی رب شاکہ کو خاص شہر یروشلم مین بھیجا اور اُس کے

[illegible]

احاب کے خاندان والون کے ساتھ مارا گیا تو اُس نے شاہی نسل کے اور لوگون کو بھی قتل کرڈالا صرف ایک یواش زندہ بچا جس سے نسل داؤد دنیا مین باقی رہ گئی۔

اِس اثنا مین خوبصورت اور شاداب شہر دمشق والے اہل شام عروج پکڑتے جاتے تھے۔ اور بنی اسرائیل کی سلطنت شومرون اور سلطنت ارض یہودا دونون کے خطرناک دشمن بن گئے تھے۔ یہانتک کہ دنیا کی جو چار عظیم الشان شہنشاہیان ان شہرون کے ویران و مسمار کرنے کے لیے قائم ہوئی تھین اُن مین سے پہلی سلطنت نے شام والون کو بالکل پامال کرڈالا۔

دوسرا باب

۲۸۰۰ سنہ قبل محمد سے ۱۳۲ سنہ قبل محمد تک

فصل اول

نینوا (۲۸۰۰ سنہ قبل محمد سے ۱۱۷۵ سنہ قبل محمد تک)

دونون عظیم الشان ندیان دجلہ اور فرات جو آرمینیہ کے پہاڑون سے نکلی ہین ابتدا مین تو دونون ایک دوسرے سے الگ اپنے اپنے راستہ پر بہتی رہی ہین۔ پھر رفتہ رفتہ ایک دوسرے سے قریب ہونے لگی ہین۔ اور آخر کار ایک مین مل گے اور ایک دھارا بن کے خلیج فارس مین گری ہین۔ اور جہان تک یہ ایک ساتھ مل کے بہی ہین وہ حصہ "شط العرب" کے نام سے مشہور رہے۔ جو مسطح اور زرخیز و شاداب خطۂ زمین ان دونون ندیون کے درمیان مین واقع ہے۔ وہی مذکورہ چار بڑی شہنشاہیون میں سے پہلی کا مرکز حکومت تھا۔

یہ مقام ابتداءً میدان شنعار کہلاتا تھا۔ یہین سرکش و خدا فراموش بنی آدم کے ہاتھ سے بابل کا مشہور برج تعمیر ہوا تھا۔ اور یہین حام بن نوح کے پوتے اور کوش کے بیٹے نمرود نے اپنی سلطنت قائم کی جس کا دارالسلطنت شہر بابل تھا۔ اور اُس کے ایک سردار آشور نے دریاے دجلہ کے کنارے شہر نینوا بسایا جس علاقہ کا نام اُسی کی نسبت سے آشوریا ہوگیا۔

حاشیہ: ان سے نینوا اور بابل کی، مادہ، میدیا والون اور ایرانیون کی شاہنشاہیان مراد ہین۔

اس غفلت کا لازمی نتیجہ تھا کہ صوبجات میدیا اور بابل کے ماتحت حکمرانون نے بغاوت کر دی۔ اور اپنی متحدہ فوجون کے ساتھ آکے ۶۱۱ء قبل محمد مین شہر نینوا کا محاصرہ کر لیا۔ مگر ان دشمنون کا سر پر آ پہونچنا بھی سراقس کو خواب غفلت سے نہ چونکا سکا۔ اس لیے کہ بت پرستون کی تاریخون مین ایک پیشین گوئی درج تھی کہ "نینوا پر اُس وقت تک آنچ نہین آسکتی جب تک دریا اس کی دشمنی پر نہ آمادہ ہو جائے" اس پر اُسے پورا بھروسا تھا۔ غالباً یہ ناحوم کی پیشین گوئی تھی جو کہتے تھے "دریاؤن کے پھاٹک کھل جائین گے اور ایوان شہریاری ڈھا دیا جائے گا!"

سراقس اسی دھوکے مین پڑے کے برابر مزے اُڑاتا اور شراب مین لنڈھاتا رہا۔ یکایک خبر پہونچی کہ "نیچے دریاے دجلہ چڑھتا چلا آتا ہے اور شہر پناہ کا ایک حصہ منہدم ہو گیا"۔ یہ سنتے ہی اُس کے ہاتھون کے توتے اُڑ گئے۔ اور اب اُسے یقین آیا کہ میرا وقت آ کے برابر ہو گیا ہے لیکن ذلت ہو اُس مین ایک شاہی آن ضرور موجود تھی۔ دل مین ٹھان لی کہ میری موت کو بھی ویسا ہی نمایان ہونا چاہیے جیسی کہ میری زندگی رہی ہے۔ یہ ارادہ کرتے ہی محل مین آگ لگا دی۔ اور اپنی تمام بی بیون۔ حرمون اور خزانون کے ساتھ جل بھن کے خاک ہو گیا

اس زمانے کے بعد پھر کبھی اس عظیم الشان شہر کا تذکرہ سننے مین نہین آتا۔ لوگون کو بالکل یہ بھی بھول گیا تھا کہ وہ کہان تھا اور کس جگہ تھا۔ جستجو کرنے والون کو اس مین بھی شبہ تھا کہ دریاے دجلہ کے کنارے جو مٹی اور ملبے کے ڈھیر پڑے ہوئے ہین وہ نینوا ہی کے ہین یا کسی اور شہر کے۔ لیکن اِدھر آخر زمانہ مین یہ ڈھیر ہٹائے گئے اور پرانے آثار کھودے گئے تو عظیم الشان شہر نینوا کے پُر شوکت کھنڈر نمودار ہوے۔ جو اُس بالو اور مٹی کے انبار کے نیچے دفن تھے جسے ریگستان کی ہواؤن کے جھونکے اور آندھیان ہزارہا سال سے جمع کرتی جاتی تھین۔ آگ مین جھلسے ہوئے محل۔ شیرون کی مورتین۔ نئے اور پرانے ایوان جن کے در و دیوار پر نقش و نگار بنے ہین۔ یہ سب چیزین خاک کے نیچے دبی پڑی ہین تاکہ اس آخر زمانہ مین آشکارا ہون۔ اور توراۃ کے تاریخی بیانون کی تصدیق کرین جو وحی و الہام کے ذریعہ سے انبیاے سلف کو بتائے گئے تھے۔

"جس خدا پر تمھارے نبی حزقیا کو بھروسا ہے وہ تمھیں میرے ہاتھ سے نہیں بچا سکتا۔"

یروشلیم (بیت المقدس) مین جیسا امن و امان اِن دنون قائم تھا کبھی نہ تھا۔ سناخریب نے جو قہر الٰہی کا ایک مظہر تھا اس سفیر بھیجنے کے سوا اور کوئی کارروائی نہین کی۔ اور ارض یہودا کو چھوڑ کے چلے جانے کو تھا کہ خبر آئی بادشاہ حبشہ اہل مصر کی حمایت مین اُس کے مقابلہ کو آ رہا ہے۔ یہ سنتے ہی سناخریب بادشاہ سخت برہم ہوا۔ اور آمادہ ہو گیا کہ حبشیون سے پہلے یہود سے نپٹ لے۔ چنانچہ جلدی جلدی کوچ کرتا ہوا چلا کہ اہل حبشہ کے آنے سے پیشتر ہی حزقیا پر حملہ کر کے ارض مقدس پر قبضہ کر لے۔ مگر اپنی تمناؤن کے خلاف اُسے میدان جنگ کی صورت دیکھنا بھی نہ نصیب ہوا۔ اور ایک معجزنما طریقے سے یہ قدرت الٰہی نظر آئی کہ ایک ہی رات مین سناخریب کے سارے لشکر کا قلع و قمع ہو گیا۔ اور صبح کو دیکھا تو سب مرے پڑے تھے۔

سناخریب ناکام و نامراد سہما اور گھبرایا ہوا نینوا مین پہونچا تھا کہ خود بھی اپنے دو بیٹون کے ہاتھ سے مار ڈالا گیا۔ اور اُس کا تیسرا بیٹا اسیرحدون باپ کی جگہ تخت پر بیٹھا۔ اس تاجدار نینوا نے اپنے بیٹے کو اِس کام پر مامور کیا کہ دار السلطنت کو نینوا سے میدیا مین منتقل کر دے۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ نینوا پر عذاب الٰہی نازل ہونے کی پیشین گوئیان ضرور پوری ہون گی۔ اور جیسا اُسے اندیشہ تھا ویسا ہوا بھی۔

نینوا کا آخری تاجدار یونانی مورخ ہیروڈوٹس کے بیان کے مطابق بادشاہ سرداناپلس تھا۔ مگر اُس کا اصلی نام سراقس معلوم ہوتا ہے۔ یہ ایک نہایت ہی عیش پرست بادشاہ تھا۔ اُس کی آرام طلبی اور عیش پرستی اس درجہ تک بڑھ گئی تھی کہ اُس کی نظر مین عام قسم کی دلچسپیان بھی کثرت انہماک سے بے مزہ ہو گئی تھین جو شخص کوئی نیا طریقۂ عیش بتاتا یا نیا سامان عشرت لا کے فراہم کر دیتا اُسے بڑے بڑے انعام ملتے۔ مہمات سلطنت مین مشغول ہونے کے عوض اُس نے اپنی بیون اور حرمون کی صحبت اختیار کی جنھین ساتھ لے کے وہ اپنے محل مین بند ہو کے بیٹھ رہا۔ اور اُن کی صحبت و مذاق کا اُس پر یہان تک اثر ہوا کہ خود بھی عورتون ہی کی سی حرکتین کرنے لگا۔ اُنھین کے سے کپڑے پہنتا۔ اُنھین کی طرح بیٹھ کے چرخا کاتتا۔ کپڑا بنتا۔ اور کشیدہ کاڑھتا۔

اس شہر کی عظمت و جلال کے متعلق اسی طرح کی اور بھی بہت سی باتین ہین معلوم ہو سکتی ہین جن کی بنا پر اگلے دنون گویا شہر بابل کو دعویٰ تھا کہ مین ساری دنیا کے شہرون کا سرتاج ہون اور جیسے توریت مین نیز بہ اعتبار دولت و حشمت اور نیز بہ لحاظ زوال و تباہی اس دنیا کا ایک کمل نمونہ قرار دے کے اُس کی حالت نمایان طور پر دکھائی گئی ہے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ کلدانی لوگ جو نینوا کی تباہی کے وقت بابل پر متصرف تھے قدیم قوم اسیریا سے تعلق نہ رکھتے تھے۔ بلکہ شمال کی اُن خانہ بدوش قومون مین سے تھے جنھون نے پہلی قوم کو فتح کیا۔ اور سنہ [illegible] قبل محمد مین شہر بابل کو اپنا مستقر سلطنت قرار دیا۔ نینوس اور زبردست فاتح ملکہ سمیرامیس کے متعلق بہت سے قصے بیان کیے جاتے ہین۔ مگر یہود کے بادشاہ حزقیا سے پیشتر کے شاہان بابل کے متعلق ہمین کوئی امر یقینی طور پر نہین معلوم ہو سکتا۔ حزقیا کے پاس شاہ بابل میرودخ بلادان اُس وقت پہونچا جب کہ حزقیا بیماری کے بعد صحت یاب ہوا تھا۔ کلدانی لوگ بڑے ستارہ شناس تھے۔ اور غالباً چاند کے مہینون کے خلاف آفتاب کی رفتار مین حیرت انگیز تغیر ہوتے دیکھ کے اُنھین اجرام فلکی پر غور کرنے اور اُن کے جدا جدا حرکات کا پتہ لگانے کی طرف توجہ ہوئی۔

حزقیا کا شریر بیٹا منسہ سنہ ۱۲۴ قبل محمد مین گرفتار کر کے بابل مین لایا گیا۔ اس اسیری سے جب وہ اپنے اعمال پر پچھتایا اور نادم ہوا تو پھر اپنی سلطنت پر بحال کر دیا گیا۔ اگرچہ بظاہر اُس کو اپنی سلطنت پھر مل گئی تھی۔ مگر ارض یہودا کے خلاف قسمت کا فیصلہ ہو چکا تھا چنانچہ اس صدمہ کے بعد سلطنت ارض یہودا کو پھر پنپنا نصیب ہوا۔ اس زمانہ مین خیال کیا جاتا ہے کہ یہودت نے ہولوفرنیس کو قتل کر کے علاقہ بیتھولیا کو اُس کے دشمنون کے پنجہ سے چھڑایا تھا۔ منسہ کے بعد آمون شاہ یہود کے جرائم نے سلطنت ارض یہودا کا پیمانہ لبریز کر دیا۔ اور حق پرست یوشع کو جو اُس زمانہ کے پیغمبر تھے پوری طرح یقین تھا کہ قوم یہود کے خلاف تقدیر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اُس عہد کے واقعات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی بادشاہ آمون کلدانیون کا خراج گذار ہو چکا تھا۔ اور اُنھین کی طرف سے غالباً شومرون کے اُس حصہ پر بھی قابض تھا۔ جہان کہ یربعام کی قربان گاہ یعنی اُس کا

فصل دوم

بابل (۶۱۲ قبل مسیح سے ۳۳۱ قبل مسیح تک)

نینوا کے زوال کے بعد شہنشاہی اسیریا کا مرکز فرمان روائی شہر بابل قرار پایا۔ دریائے فرات اُس شہر کے اندر سے ہو کر گزرتا تھا۔ اور یہ اتنا بڑا شہر تھا کہ معلوم ہوتا گویا شہر نہین بلکہ پورا ایک ضلع ہے جس کے گرد شہر پناہ کھینچ کے قلعہ بندی کر دی گئی ہے نصف سے زیادہ حصۂ شہر مین میدان اور باغ تھے۔ اور اُن سب کے مجموعہ یعنی پورے رقبہ کے گرد ایسے چوڑے آثار کی دیوار تھی کہ اُس پر تین رتھین برابر برابر نہایت سہولت کے ساتھ دوڑ سکتی تھین۔ شہر مین داخل ہونے کے لیے برابر کے فصل سے فصیل مین ایک سو برنجی پھاٹک لگے ہوئے تھے جن سے اس سلطنت کی دولت و شوکت کا عجیب اندازہ ہوتا تھا۔ اور بڑے بڑے لوٹے کے پھاٹک دریا کی جانب بھی قائم تھے۔ جو دن بھر کھلے رہتے اور رات کو بند کر دیے جاتے۔

اِس شہر کے ممتاز ترین عجائبات مین وہ حوض اور نہرین تھین جو اِس غرض سے بنائی گئی تھین کہ پہاڑون کی برف کے گھلنے سے جب دریاے فرات مین طغیانی ہو تو ان نہرون اور حوضون کے ذریعہ سے پانی تقسیم ہو کے سیلاب کا زور ٹوٹ جائے۔ شہر کے عین وسط مین بعل کا مندر اور عالی شان شاہی محل تھا۔ یہی بعل کا مندر برج بابل کے نام سے مشہور ہے۔ اور اِس عالی شان محل سے متصل اُس کے باغ اور چمن تھے۔ یہین بابل کے ایک قدیم تاجدار نے اپنی چاہیتی ملکہ کی دلچسپی اور سیر کے لیے ایک مصنوعی پہاڑی بنوائی تھی۔ یہ ملکہ چونکہ میدیا کی شاہزادی تھی اور اپنے وطن کی پہاڑیون کی یاد مین گھلی جاتی تھی۔ لہذا اُس کی دلداری کے لیے یہ پہاڑی بنوادی گئی۔ جو آج تک دنیا مین باوجود اتنی ترقیون اور ایسے ایسے کمالات انجنیری کے نہایت حیرت انگیز چیز تصور کی جاتی ہے۔ اِس کے پہلوؤن پر منتخب قسم کے درخت اور جھاڑیان لگائی گئی تھین چمن درجہ بدرجہ ایک دوسرے سے بلند ہوتے گئے تھے یہانتک کہ آخری چمن نہایت ہی اونچا اور گویا پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہوا تھا۔ یہی باغ ہے جو بابل کا ہوائی باغ کہلاتا ہے۔

اکثر مقامات مین سونا پایا جاتا تھا۔ اِنھین اسباب سے یہان کے فرمان روا کرے سوس کو اپنی دولتمندی پر ناز تھا۔ اور شان وشوکت کے اظہار کو پسند بھی کرتا تھا۔ لیکن اِس اخلاقی کمزوری کے ساتھ وہ ایک شریف النفس قابل عزت اور علم دوست فرمان روا تھا۔ کہتے ہین کہ ایسب (ایزاسعف) نے جو ایک ہوشیار غلام تھا اور جس کی صورت بگاڑ دی گئی تھی اِسی بادشاہ کو نفع پہونچانے کے لیے بہت سے قصے ملا کے تالیف کیے تھے جو اُس کے بعد سے ہمیشہ کے لیے ضرب المثل بن گئے۔

دوسرا نامور شخص جو اُس کے دربار مین آیا وہ سولن تھا۔ جو یونان کے سات مستند عقلا مین شمار کیا گیا ہے۔ کرے سوس نے سولن کے سامنے اپنے خزانہ کی تمام زرق برق چیزین پیش کین اور اِس کے بعد یہ سوال کیا کہ "آپ کے نزدیک سارے آدمیون مین کس شخص کو زیادہ مسرت حاصل ہے؟" اِس کے جواب مین سولن نے ایک یونانی شخص کا نام لیا جو ایک خاموش بکارگذ اور امن وامان کی زندگی بسر کر کے اپنے ملک کی حمایت مین مارا گیا تھا۔ کرے سوس کو تو یہ خیال تھا کہ سولن جواب مین میرا نام لے گا۔ بہ خلاف توقع جواب پا کے پوچھنے لگا "اچھا تو بتائیے کہ اُس شخص کے بعد سب سے زیادہ مسرت کسے حاصل ہے؟" اب کی سولن نے دو نوجوانون کے نام لیے جنھون نے اپنی مان کے ساتھ ایسی خالص محبت کا برتاؤ کیا تھا کہ اُس نے اُنھین دعا دی تھی کہ جنت اپنی جتنی نعمتین دے سکتی ہو وہ سب تمھین اُس کے عوض مین ملین۔ مان یہ دعا دے ہی رہی تھی کہ وہ دونون لیٹ کے سو گئے۔ اور اُن کی یہی نیند ایک پُر امن موت ثابت ہوئی۔ یہ جواب سُن کے کرے سوس دل مین بہت کڑھا کہ یہ عقلمند شخص میری دولت کی کچھ وقعت نہین کرتا۔ آخر عاجز ہو کے پوچھا "تو کیا آپ کے نزدیک مجھے مسرت نہین حاصل ہے؟" اِس پر سولن بولا "افسوس! جو شخص دنیا مین ہنوز زندہ موجود ہو اُسے مسرور کیونکر کہا جا سکتا ہے؟"

اِس واقعہ کے دو سال بعد کرے سوس کو سولن کے اِس جواب کی سچائی مجبوراً ماننی پڑی جبکہ اُس کا بڑا بیٹا ایک حادثے کی نذر ہوا۔ اور اُس کے تھوڑے ہی دنون بعد اُسے میدیا والون اور فارسیون کے مقابلہ پر جا کے میدان جنگ گرم کرنا پڑا۔ میدان تھبرا مین اُسے فارسیون نے سخت شکست دی۔ اور بڑھ کے اُس کے دار السلطنت شہر سارڈیس کا محاصرہ کر لیا۔ تھوڑے ہی زمانہ کے محاصرہ مین لیڈیا والے مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ اور

اُن کا پہلا بادشاہ ڈیوسیس تھا جس کا خاندان مدتہائے اُن لوگون پر حکومت کرتا رہا۔ ایرانی لوگ خواہ اُن لوگون سے تعلقاتِ دوستی رکھتے ہون یا اُن کے زیر فرمان ہون اُن پہاڑون مین آباد تھے جو بحر خزر اور خلیج فارس کے درمیان مین واقع ہین۔ اور اُن قدیم الایام مین وہ میدیا والون سے بہت متمائز تھے۔ اِس لیے کہ میدیا والون نے اسیریا کے سامان عیش و عشرت اور اُن کے تمدّن کو کلیۃً اختیار کر لیا تھا۔ بخلاف اُن کے ایرانیون کی قوم ایک جفاکش اور جنگجو قوم تھی۔

یہ لوگ اپنی اولاد کو سادی زندگی کی تعلیم و تربیت دیتے۔ اور اُنھین بڑے ضبط و تحمّل کے ساتھ لڑائی کی سختیان برداشت کرنے کا عادی بناتے۔ یہ عام طور پر مشہور تھا کہ اُن کی تعلیم مین یہ باتین شامل تھین کہ کمانون کے چلّے کھینچین گھوڑون پر سوار ہون۔ اور سچ بولین۔ اُن کا مذہب بھی اِس قدر زیادہ غارت نہین ہوا تھا جتنا کہ قرب و جوار کی دیگر اقوام کا تھا۔ اگرچہ وہ بت پرستون ہی کی طرح طلوع ہونے والے سورج اور آگ کی پرستش کرتے مگر اس طرح نہین کہ اِن چیزون کو خدا مانتے ہون۔ بلکہ اُن چیزون کو اُس مجرد اور نورانی ذات وحدہ لاشریک کے علامات تصور کرتے تھے۔ اُن کے مقتدایان دین "ماجی" کہلاتے۔ اور اُنھین کے تعلقات کی بنا پر اُن کا لقب مجوس پڑ گیا تھا۔ یہ مذہب چند ممتاز لوگون کے نام سے آج تک زندہ موجود ہے۔ اور اس کا بانی اور سب سے بڑا اور پہلا ہادی زرتشت تھا۔

اِس قوم مین پہلا زبردست نامور سائرس تھا جس کا صحیح نام کیخسرو ہے۔ یہ نام ایک پرانے فارسی لفظ سے ماخوذ ہے جس کے معنی آفتاب کے ہین۔ وہ ایک فارسی فرمانروا کا بیٹا تھا۔ اور میدیا کے بادشاہ اسٹیاغیس کی بیٹی کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اُسے اپنے قومی مذاق کے مطابق جفاکشی اور مستعدی کی زندگی بسر کرنے کی تعلیم ہوئی تھی۔ عنفوان شباب ہی مین وہ میدیا کی دارالسلطنت شہر اقباطنہ مین چلا آیا۔ جہان میدیا والون اور نیز اپنی قوم کے لوگون یعنی فارسیون کی حکومت حاصل کر کے اُس نے شمال و مغرب کی تمام چھوٹی چھوٹی قومون کو مغلوب کر دیا۔ اور یہانتک عظمت حاصل کی کہ اُس کی ترقیان دیکھ کے لیڈیا کے بادشاہ کرمی سوس کو اُس پر حسد آیا۔ جو حصۂ زمین ایشیا مائنر کے نام سے مشہور ہے اُس مین لیڈیا ایک نہایت ہی زرخیز صوبہ تھا۔ اُس کے پہاڑون مین کئی جگہ سونے کی کانین تھین اور دریاے ٹپک تو لوس کی ریتی مین

وہ برنجی پھاٹک اُس کے سدِّ راہ تھے جن کے ذریعہ سے دریا کی روک کی گئی تھی۔ مگر بدقسمتی سے شہر والے عیش و عشرت کی ضیافتوں اور دھوم دھام کے جلسوں مین اِس قدر مصروف تھے کہ اُن پھاٹکون کے بند کرنے کا کسی کو خیال بھی نہ آیا۔ اور وہ کھُلے پڑے رہ گئے۔ حضرت اشعیا نبی کی زبان سے یہ خوفناک پیشین گوئی ظاہر ہو چکی تھی کہ "مین دو دو پٹون والے پھاٹکون کو کھول دون گا! اور بادشاہون کے شہرون کو چھوڑ دون گا!"

جس رات کو فارسی لوگ دھاوے کی تجویزین کر رہے تھے شہنشاہ بابل بلشضّر کا جشن طرب مزے پر تھا۔ اور بنی اسرائیل کے معبد یعنی ہیکل سلیمانی کے مقدس ظروف دعوت کی ضرورتون کے لیے منگوائے گئے تھے۔ اُس کے عیش کو پہلے تو اس بات نے منغص کیا کہ ناگہان دیوار پر ایک ازغیبی تحریر نظر آئی جس کا خوفناک مضمون حضرت دانیال پیغمبر نے بلشضّر کو پڑھ کے سنایا اِس لیے کہ وہ اُس کے مشیر سلطنت تھے۔ اِس کو چند ہی گھنٹے گذرے ہون گے کہ ناگہان سائرس اپنی اُولوالعزم و رفیع منزلت فوج کے ساتھ شہر کے بیچون بیچ مین نمایان ہوا۔ شہر مین گھستے ہی اُس نے یورش کر کے بلشضّر کو قتل کر ڈالا۔ اور اہل شہر پر تلوار بلند ہو گئی۔ دم بھر مین وہ عظیم الشان شہر جس کے عظمت و جبروت کے افسانے آج تک حیرت کے الفاظ مین بیان کیے جاتے ہین مغلوب و مقہور ہو گیا۔ اور اُس کے مغلوب ہوتے ہی ساری قلمرو سائرس کی زیر نگین تھی۔

ایک آناً فاناً مین زمانہ کا رنگ بدل گیا۔ اور وہ پُرشوکت و عظمت شہنشاہی مع اپنے تمام صوبون کے جس مین ممالک شام۔ فنیقیہ۔ اور فلسطین شامل تھے سائرس کے قبضہ مین آ گئی۔ یون سائرس نے فتحیاب ہو کے ۵۳۸ قبل محمد مین مشیت ربانی کی وہ خدمت ادا کر دی جس کے لیے وہ منتخب کیا گیا تھا۔ یعنی یہود کو آزادی عطا کی۔ اور بنی اسرائیل کو اجازت دی کہ اپنے اصلی وطن ارض یہودا مین جا کے اپنے قدیم معبد الٰہی کو پھر تعمیر کرین۔

یہ قرین قیاس ہے کہ حضرت دانیال نے سائرس کو حضرت اشعیا کی قدیم پیشین گوئیان بتا دی تھین جن مین اُس کا نام اِن الفاظ مین لیا گیا تھا کہ "وہ گڑریا جسے خدا نے برتر نے مامور کیا ہے۔" یہ الفاظ سُن کے خود سائرس نے بھی اپنے گڑریے ہونے کا اعتراف کیا۔ اور کہا کہ "بادشاہ کو اپنی قوم کا گڑریا ہی ہونا چاہیے۔" چنانچہ بعد کے زمانون مین یہ اصطلاح

سائرس نے یورش کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور کریسوس کو گرفتار کر کے حکم دیا کہ وہ آگ مین زندہ جلا دیا جائے۔ اِس حکم کی تعمیل کے لیے لکڑیون کی چتا تیار کی گئی۔ اور کریسوس زنجیرون مین جکڑ کے اُس پر بٹھا دیا گیا۔ اِس نازک گھڑی مین یک بیک اُسے سولن کا قول یاد آیا کہ جو دنیا مین زندہ موجود ہے مسرور نہین ہو سکتا۔ فوراً دنیوی شان و شوکت کی بے ثباتی کی تصویر اس کی آنکھون کے سامنے پھر گئی۔ اور بے تحاشا زور و شور سے چلا اُٹھا "اے سولن! سولن! سولن!"

یہ آواز سائرس کے کان مین گئی تو لوگون سے پوچھا یہ کیا کہتا ہے۔ اور جب کسی سے یہ معمہ نہ حل ہوا تو حکم دیا کہ "اس قیدی کو میرے سامنے لاؤ۔ تاکہ پوچھون کہ یہ اُس نے کیا کہا۔" لوگ اُسے چتا پر سے اُٹھا کے سائرس کے سامنے لے گئے۔ اور جب اُس نے اپنا اور سولن کا قصہ بیان کیا تو سائرس پر بڑا اثر پڑا۔ دنیا کی عظمت و شوکت خود اُس کی نظر مین حقیر ہو گئی۔ فوراً کریسوس کا قصور معاف کر دیا۔ اور اتنے ہی پر کفایت نہین کی۔ بلکہ اُسے اپنا دوست و مصاحب اور مشیر خاص بنا لیا۔ اور دل مین خیال کیا کہ "اس کی مصیبت مجھے عبرت کا سبق دیتی ہے کہ اپنی دولت و قوت و عظمت پر زیادہ بھروسہ نہ کرون۔"

فصل دوم

زوال بابل (سنہ ۱۱۰۹ قبل محمد سے سنہ ۱۱۰۰ قبل محمد تک)

اِس فتح کے بعد سائرس نے شہنشاہی اسیریا کی طرف توجہ کی۔ اور شہر بابل کا محاصرہ کر لیا۔ اہل بابل کو اپنے شہر پناہ کی مضبوطی پر اس قدر غرور اور ناز اور شہر کے اندر والے کھیتون کی پیداوار پر اس قدر بھروسہ اور اطمینان تھا کہ سائرس کی اس اُلوالعزمی کو اُنھون نے حقارت کی نظر سے دیکھا۔ اور تمسخر کی راہ سے اور زیادہ عیش و عشرت مین مشغول ہو گئے۔ اللہ جل شانہ کی جانب سے بابل کی تباہی کی خبر بہت پہلے ہی دے دی گئی تھی اور سائرس جس کا نام دو سو برس پہلے سے اس اُلوالعزمی کے کام کے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ اُسے ان خود پرست لوگون پر غالب آنے کے لیے مناسب تدبیرین بھی بتا دی گئین۔ اُس نے اپنے آدمیون سے نالیان اور نہرین کھدوائین جن مین دریا کا پانی بٹ آیا۔ اور وہ زمین نکل آئی جس پر دریا بہ رہا تھا۔ لیکن اب بھی

لڑائی مین وہ مارا گیا۔ طومیرس ملکہ نے اُس کا سر کاٹ لیا۔ اور اُسے ایک خون سے لبریز تھیلے مین ڈال دیا۔ مگر سر کاٹنے سے پہلے اُسے اجازت دے دی تھی کہ جن جن چیزون کی تمنا وہوس ہو پوری کرلو۔

پُرانی فارسی نظمون مین یہ بتایا گیا ہے کہ کیخسرو بڑی عظمت وجلال اور شان وشوکت کے ساتھ نوّے برس تک زندہ رہا۔ اس عمر کو پہونچ کے اس نے ارادہ کیا کہ تاج وتخت کو چھوڑ دے۔ اور زندگی کے باقیماندہ ایام خاموشی وبے فکری مین بسر کرے۔ چنانچہ اپنے دوستون اور رفیقون کو لے کے پانی کے ایک خوشگوار چشمہ کے پاس گیا۔ اور سب سے رخصت ہو کے کہین چلا گیا جس گھڑی کے بعد سے پھر پتہ نہ چلا کہ وہ کیا ہوا اور کہان گیا۔ اُس کے دوست اور وابستگان دامن اِس واقعہ کے بعد ایک مدت تک منتظر رہے کہ وہ بڑی عظمت وجبروت کے ساتھ پھر نمودار ہوگا۔ اور مدتون بادشاہی کرے گا۔ مگر ایسے جانے والے کو اُن کا بہت انتظار ہوتا رہا کبھی نہین آئے ہین۔ فارسی لوگ ایک محترم باپ یا ایک خدارسیدہ پیغمبر کی طرح اُس کی عظمت کرتے تھے۔ اور ہمین بھی اُس کے نام کی عزت ہی کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ اُس کا نام بھی اگرچہ اُن بادشاہون کی فہرست مین ہے جو خدا کی مقبول ومنتخب قوم سے نہ تھے۔ مگر اُس نے خدا شناس وموحد قوم بنی اسرائیل کو مدتہاے دراز کی غلامی کے بعد آزادی دی۔ اور حضرت یہودا کا خانۂ خدا یعنی بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ اُس کی رحم دلی کی بدولت پھر تعمیر ہو کے خدا پرستون کا مرجع وماویٰ بنی۔ اور یہی سبب ہے کہ توریت کی الہامی کتابون مین اُسکی نسبت اچھے الفاظ استعمال کیے گئے ہین۔

مگر باوجود اس کے اُس کا یہ فعل قابل ملامت ضرور ہے کہ بابل کے سے عجیب وغریب اور عظیم الشان شہر کو فتح کر کے اُس نے اِس طرح تباہ ومسمار کردیا کہ اُس شہر کا اور اُس کے ساتھ فلسفۂ اشراق کے پہلے دقیقہ رس ماہرون یعنی صابئین کا نام ہمیشہ کے لیے دنیا سے مٹ گیا۔ سچ یہ ہے کہ بابل کی تباہی سے قدما کی علمی کمائی اور مشرقی الٰہیات کے علم کو بہت بڑا نقصان پہونچ گیا۔ خصوصاً علم ہیأت کو تو نہایت ہی صدمہ پہونچ گیا جس کے دنیا مین وہی موجد تھے۔

بادشاہوں کے لیے اکثر استعمال کی گئی جو بہ ظن غالب انبیا کی پیشین گوئیوں ہی سے ماخوذ ہے۔
آزادی ملنے کے بعد ارض یہودا کے شاہی خاندان کا سرگروہ **زروبابل** اور
اُن کے مقتداے اعظم **یوشع** اپنی قوم کو لے کے ارض مقدس میں واپس آئے۔ مگر ابھی
اُنھیں کسی قسم کے اختیارات حکومت نہیں ملے تھے۔ کیونکہ اُس وقت سے ارض یہودا دولت
ایران کا ایک صوبہ تصور کی جاتی تھی۔

فتح بابل کے بعد سائرس کا ماموں کیاکزارس جو میدیا والوں میں سے تھا بابل
میں اقامت گزین ہوا۔ اور گرد و نواح کے ملک پر حکومت کرنے لگا۔ اُس نے بابل والوں
کے مذہب کو نہایت ضرر پہونچایا۔ اُن کے مندر مسمار کر دیے۔ اور بہت بابلی بھاگ بھاگ
کے ارض عرب میں پناہ گزین ہوئے۔ جن کی نسلیں مدت ہاے دراز تک قائم رہیں۔ چنانچہ
یہی لوگ تھے جو وہاں صابئین کہلاتے تھے۔ اور حضرت رسالت کے عہد خیر القرون تک موجود تھے۔

کیاکزارس کی نسبت یقین کیا جاتا ہے کہ یہی وہ بادشاہ ہے جو کتاب الہامی تورٰۃ میں
ڈیریوس (دارا) کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ اُس نے اپنے شریر النفس درباریوں اور مشیروں
کے فقروں میں آ کے حکم دے دیا تھا کہ حضرت دانیال پیغمبر شیروں کے کھبٹ میں ڈال دیے جائیں
فارسی زبان میں لفظ "دارا" کے معنی حاکم اور بادشاہ کے ہیں۔ یہ اُس کا نام نہ تھا بلکہ ایک
شاہی لقب تھا مگر یونانیوں کی غلطی سے اُس کے اصلی نام کی حیثیت سے استعمال کیا جانے لگا۔

سائرس کے باقی ماندہ حالات نہایت غیر تنقیح ہیں۔ کیونکہ وہ ہمیں دو یونانی مورخوں ہیرڈوڈٹس
اور زنوفن سے ملے ہیں۔ اِن دونوں میں سے پہلے کو سچے واقعات کا پتہ لگانے کا موقع ہی نہیں
حاصل تھا۔ اور دوسرے نے اس کا ارادہ ہی نہیں کیا کہ ایک ایسی تاریخ لکھے جس میں سائرس
کو ویسا ہی دکھائے جیسا کہ وہ تھا۔ اور اُس کے حالات اُس طرح بیان کرے جس طرح کہ
کسی بادشاہ کے حالات بیان کیے جانے چاہییے۔ اُس کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ سائرس
ایک اچھی عمر تک جیا۔ اور نہایت امن و امان اور اطمینان اور فارغ البالی سے اپنے بچوں
کو عاقلانہ نصیحتیں کرتا ہوا مرا۔ بخلاف اِس کے ہیرڈوڈٹس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس
سے میدیا والوں یعنی اہل خطا کی ملکہ ٹومے ریس سے ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی اور اُس

رقم پرسی پولیس (اصطخر) اقبا طنہ- بابل- سوسا (شوستر) کے خزانون مین جمع کی جاتی- خاندان شاہی کے مصارف چند خاص شہرون سے وصول کیے جاتے جو صرف خاص کے علاقہ ہوتے - اور اُن مین سے ہرایک کے ذمہ بجاے نقد روپیہ کے کسی خاص چیز کا فراہم کرنا تھا- مثلاً کہین سے غذا کے لیے غلہ لیا جاتا- اورکہین سے کپڑے لیے جاتے-

سائرس کا بیٹا کم بی سیس ایک ظالم اور جھکّی بادشاہ تھا- اُس نے مصر پر چڑھائی کی- اور وہان سے قدم آگے بڑھا کے ارض حبشہ پر چڑھ گیا- جہان اُس کی فوج رسد کا بند وبست نہ ہونے کے باعث مارے بھوک اور فاقون کے تباہ ہو گئی- وہان سے ناکام ونامراد واپس آیا تو اپنے بھائی سمیر دیس کی جو رُو پر ایسا فریفتہ ہوا کہ رقابت کے مجنونانہ جوش مین بھائی کو قتل کر ڈالا- اور اپنی بہن آتوسا سے اصرار کرنے لگا کہ مجھ سے شادی کر لو- ازراہ حماقت اہل مصر کے مقدس ومحترم بیل ایپس کے زانو پر ایک ایسی تلوار ماردی کہ سارے مصر والے برہم ہو گئے- اور رعایا کے ہر طبقہ اور ہر گروہ سے ناراضی کے آثار ظاہر ہونے لگے- اُس کے تھوڑے ہی دنون بعد ایک ناگہانی اُفتاد سے اُس نے خود اپنی ہی تلوار سے اپنے آپ کو بھی زخمی کر لیا- اور ایسا زخمی کہ جان بر نہ ہو سکا- الغرض جب ۱۰۹۲ سنہ قبل محمد مین وہ مرا ہے تو لوگون مین علی العموم خوشیان منائی گئین- اور ہر جگہ خوشی کے چرچے تھے-

کمبی سیس کے بعد ایک مکار مجوسی نے ازراہ فریب دعوی کیا کہ مین ہی بادشاہ متوفّی کا بھائی سمیر دیس ہون جس کی موت کی خبر غلط مشہور ہو گئی تھی- دھوکے ہی دھوکے مین وہ تقریباً ایک سال تک ایرانیون کا بادشاہ بنا رہا- لیکن آخر کار اُس کا فریب کھل گیا- اس مجوسی کی نسبت لوگون مین مشہور تھا کہ کسی جرم کی سزا مین اُس کے کان کاٹ ڈالے گئے تھے- اُس کی تحقیق کے لیے اُمراے فارس مین سے ایک نے اپنی بیٹی کے پاس جو ایوان شہریاری کے اندر رہا کرتی تھی کہلا بھیجا کہ "تم ذرا غور سے دیکھو تو بادشاہ کے کان بھی ہین یا نہین" لڑکی کے پاس سے جواب آیا کہ بادشاہ کے کان کٹے ہوے ہین- یہ حال معلوم ہوتے ہی لوگون کو اُس کی مکاری کا پتہ چل گیا- اور اُس لڑکی کے باپ اور چھ اور اُمراے فارس نے محل مین گھس کے اُسے قتل کر ڈالا- اب چونکہ سائرس کے خاندان مین صرف اُس کی بیٹی آتوسا باقی رہ گئی تھی- اس لیے

فصل سوم

سائرس کے جانشین (۱۱۰۰ قبل محمد سے ۹۰۰ قبل محمد تک)

اسیریا کے فتح کرلینے کے چند ہی روز بعد ایرانیون نے اپنی اگلی سادگی اور جفاکشی کی وضع ہاتھ سے کھو دی۔ اور وہ عشرت پرستیان سیکھ لین جن سے ابتدا ے عہد مین اُنھین نفرت تھی۔ اب بادشاہون کے قصر و ایوان دولت و حشمت اور شان و شوکت کے سامانون سے بھر گئے۔ اُن مین ہزارہا لونڈیان اور بے شمار غلام بھرے ہوئے تھے جن کا محض یہ کام تھا کہ عیش و طرب کی جو نئی صورت خیال مین آئے اُسے بادشاہ کے لیے موجود کرین۔ اُن کی حرم سرا اُن مین محلات شاہی اور خوبصورت لونڈیون کا بڑا بھاری ہجوم تھا۔ جن کے چہرے پر اگر کسی غیر کی نظر بھی پڑ جاتی تو وہ فوراً قتل کر ڈالا جاتا۔ اُن کے بیٹون کی تعلیم و تربیت کاہلی اور عیاشی کے آغوش مین ہوتی۔ جس کی وجہ سے وہ کمزور۔ مغرور۔ متکبر۔ نفس پرست خود غرض۔ اور آشفتہ مزاج ہو گئے۔ دنیا مین اکثر دیکھا گیا ہے کہ بانی خاندان چاہے کیسا ہی قابل اور جفاکش شخص ہو مگر اُس کی اولاد امارت مین پرورش پانے کے باعث اکثر بہت ہی جلد غارت ہو جایا کرتی ہے۔

اب فارسیون مین بادشاہ کو اُمراے ملک سے یہ امتیاز تھا کہ اُس کے سر پر تاج رہا کرتا جس سے مراد ایک قسم کی ٹوپی تھی جس کی نوک سیدھی اوپر کی طرف اُٹھی ہوتی اُس کے مقابل دیگر اُمرا مجبور رہتے کہ ایسی ٹوپیان پہنین جن کی نوکین پیچھے کی طرف جھکی ہوئی۔ قلمرو سلطنت صوبجات پر بٹی ہوئی تھی جن کے والی "سترپ" کہلاتے۔ یہ لقب ایک فارسی لفظ سے ماخوذ تھا جس کے معنی چھتر کے ہین (غالباً "ستر" اور ہندوستان کا "چھتر" ایک ہی لفظ ہین۔ اور کیا عجب کہ "سترپ" یہان کے "چھترپت" کا مرادف ہو۔ اگرچہ یہان یہ لقب خاص راجاؤن کے لیے مخصوص تھا۔ اسلامی دور مین یہان بھی اکثر امرا کو چھتر کا اعزاز دیا جاتا تھا۔ مگر یہ نہین معلوم کہ اسلامی سلطنت سے بیشتر بھی اُمرا کو یہ عزت دی جاتی تھی یا نہین) اور وجہ یہ تھی کہ تمام والیان ملک کا خاص طور پر یہ اعزاز کیا جاتا کہ وہ صاحب چتر قرار دیے جاتے۔ اور جب برآمد ہوتے تو چھتر اُن کے سرون پر سایہ افگن رہا کرتا۔ ہر صوبہ دار خراج اور محاصل ملک ادا کرتا جس کی

نہ اُڑ سکین۔ ایک مینڈک کی طرح پانی مین تیر سکین آپ ہمارے تیرون سے بچ کے نہین جا سکتے۔

آخرکار وہ واپسی پر مجبور ہوا۔ مگر جالاک دشمن اُس کے تعاقب مین لگے ہوئے تھے۔ جو ہمیشہ قریب ہی رہتے۔ دشمنون کا آ پڑنا۔ پھر اُس کے ساتھ قحط و فاقہ زدگی کی مصیبت۔ غرض اسی مہم کے انجام مین وہ ایک ایسی آفت مین مبتلا ہوگیا جس سے جان بری دشوار نظر آتی تھی۔ چنانچہ وہ خود کہا کرتا کہ اس موقع پر مین صرف اپنے ایک وفادار اونٹ کی بدولت جان بچا کے واپس آیا۔ اُس اونٹ کی پیٹھ پر کھانے کا سامان لدا ہوا تھا۔ اور وہ ہمیشہ میرے پیچھے پیچھے رہا کرتا۔ اِس اونٹ کا وہ اِس قدر زیر بار احسان تھا کہ اپنے وطن مالوف سوس مین پہونچتے ہی اُس نے اِس اونٹ کی داشت اور خبر گیری کے لیے ایک پورا ضلع جاگیر مین دے دیا۔ گویا وہ اونٹ بھی خاندان شہریاری کا ایک رکن تھا۔ کیونکہ جاگیرین اُس وقت صرف اخوان سلطنت اور شاہزادون کے لیے مخصوص تھین۔

داریوس نے اور کئی دشمنون پر بھی حملے کیے مگر اُن کے حالات بیان کرنے کے لیے ہمین کتاب کو زیادہ طول دینا پڑے گا۔

چوتھا باب

مملکت یونان۔ (سنہ ۱۹۰۰ قبل محمد سے سنہ ۱۰۰۰ قبل محمد تک)

فصل اول

اُن کا مذہب اور اُن کے دیوتا

ارض شام اور ایشیاے کوچک کے مغرب جانب جو سمندر واقع ہے اُسے اہل عرب عموماً بحیرۂ روم کہتے تھے۔ اور انگریزی جغرافیون مین وہ میڈی ٹرے ن یوسی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس مین بہت سے سنگستانی جزیرے پھیلے ہوے ہین۔ بہت سے جزیرہ نما اُس کے پانی کے اندر گھس آئے ہین جن کے باعث اس مین بہت سے خلیج اور چھوٹے چھوٹے سمندر بن گئے ہین۔ یہ جزیرے جن کو توریت و انجیل مین جزائر کا لقب دیا گیا ہے تاریخی دنیا کے بعض خاص واقعات کے منشا و مصدر رہ ہو چکے ہین۔ اسی قدر نہین۔ بہت سے خیالات

تمام اُمرا نے باہم مشورہ کرکے یہ رائے قرار دی کہ امراے ملک مین کوئی اُتوسا کے ساتھ نکاح کرے اور وہی اُس کا شوہر جن کے ملک پر حکومت کرے۔ رہا یہ امر کہ کون سا امیر اِس عزت کے لیے منتخب ہو اس کے واسطے یہ قرار پایا کہ سورج سے مدد لی جائے۔ یعنی وہ ساتون امیر جنھون نے سمرڈس مجوسی کو قتل کیا تھا طلوع آفتاب کے ساتھ ہی گھوڑون پر سوار ہو کے شہر سوسا (شوسٹر) سے روانہ ہون۔ جس کا گھوڑا سب سے پہلے ہنہنائے وہی شہزادی اُتوسا سے شادی کرے۔ اور وہی ملک کا فرمان روا بنایا جائے۔ دارا ابن گشتاسپ جسے یونانی ڈاریوس ہستاسپیس کے نام سے یاد کرتے ہین اُس کا گھوڑا سائیس کی سازش سے پہلے ہنہنایا۔ اور اِسی تقدیری فیصلہ کے مطابق سنہ ۵۲۱ قبل مسیح مین وہی اتوسا کا دولھا اور سلطنت کا مالک قرار دے دیا گیا۔

وہ ایک عقلمند اور لائق بادشاہ تھا۔ اُس کی سلطنت دریاے اٹک کے کنارے سے لے کے سواحل بحر اسود تک پھیلی ہوئی تھی۔ سارا ایشیاے کوچک اُس کے زیرنگین تھا۔ اور اپنی فتوحات کو اُس نے بحر اِسے ج یَن کے جزیرون یعنی مجمع الجزائر یونان تک پہونچا دیا۔ اُس کی اُلوالعزمی یہان تک بڑھی ہوئی تھی کہ یورپ سے زیر فرمان کرنے کی بھی کوشش کرنے لگا جس کی ابتدا سیتھیا والون سے کی جو کہ ایک وحشی قوم تھی۔ یہ لوگ یوزائن (بحر اسود) کے شمالی مرغزارون مین اپنے گلّہ چرایا کرتے۔ ہمیشہ گھوڑون کی پیٹھ پر رہا کرتے۔ تیر اندازی مین کمال رکھتے۔ اور خانہ بدوش ہونے کی وجہ سے اپنے خیمون اور خاندانون کو ساتھ لیے ہوئے اِدھر اُدھر پھرا کرتے۔ اِن لوگون کے مغلوب کرنے کے لیے وہ ہلسپانٹ (آبناے ڈارڈنیلز) کے پار اُترا اور دریاے ڈینیوب پر کشتیون کا پُل باندھ کے اُن کی سرزمین مین داخل ہوا۔ مگر وہان پہونچ کے نظر آیا کہ زمین اُوسر خشک و بےگیاہ ہے۔ غذا کہین ملتی نہین اور نہ کہین دشمنون کا پتہ ہے کہ اُنھین مغلوب و مفتوح کیا جائے۔ کیونکہ سیتھیا والے ہمیشہ اُس سے بھاگتے رہے۔ نہ کبھی اُس کے سامنے آئے اور نہ کبھی اُسے جم کے لڑنے کا موقع دیا۔ کسی کسی جگہ جو تھوڑی بہت روئیدگی تھی اُسے بھی اُن لوگون نے اُس کے پریشان کرنے کے لیے فنا کر دیا۔ اور آخر بےوقوف بنانے کے لیے اُس کے پاس ایک نذرانہ بھیجا جس مین ایک چوہیا۔ ایک چڑیا۔ ایک مینڈک۔ اور پانچ تیر تھے جس سے یہ اشارہ تھا کہ جب تک آپ ایک چوہیا کی طرح زمین کے اندر نہ جا سکین۔ ایک چڑیا کی طرح ہوا مین

کی تمام روایتوں کو تلف کردیا تھا۔ ہر کام کا پھل جو دنیا ہی میں ملا کرتا ہے۔ جیسے نکوکار کو اپنی نیکی کا پھل ملنا اور بدکار کو اپنی برائی کی پاداش بھگتنا۔ بس اِسی قسم کی باتوں سے جو کچھ نتائج اخذ کیے جا سکتے ہون وہی اُن کے ہاتھون مین تھے اور فقط اُنھین سے وہ روحانی فائدہ اُٹھانا چاہتے تھے۔ اُن کے شعرا اور فلسفیون نے حق کا پتہ لگانے اور آخر کار جہالت و بت پرستی کے اندھیرے مین ہاتھ پاؤن مار کے اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کے نورانی چند شعاعین پا لینے کی بے انتہا کوشش کی۔

اُن کی دیومالا یعنی اُن کے مذہب کی کہانیون کے مطابق تمام دیوتاؤن اور کُل آدمیون کا باپ زِیُوس جو "جیوپی ٹر" کے نام سے زیادہ شہرت رکھتا ہے ایک ایسے مقام مین رہتا تھا جس کا بیرونی دیوانخانہ علاقۂ تھسلی مین ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر تھا جو کوہ اُلِمپس کہلاتا ہے۔ بجلی اُس کی تلوار تھی جس سے وہ اپنے دشمنون پر حملہ اور حربہ کیا کرتا۔ اور سارے آسمان و زمین پر اُس کی حکومت قائم تھی۔ مگر باوجود اس حکومت کے اُسے فیصلۂ تقدیر سے مفر نہ تھا۔ یہ تقدیر ایک ایسی پُراسرار قوت تھی جس کے عنوان سے غالباً وہ اُس حضرت رب العزت جل جلالہ کی مشیت کا اعتراف اپنی جہالت و کفر مین بھی کرتے تھے۔

زیُوس کا بھائی نپ چیُون سمندر کا حکمران تھا۔ اور پلوٹو تحت الثریٰ کے دھندھلکے مین مقیم تھا جہان شریر و بدکار لوگون پر ابد الآباد تک عذاب ہوتا رہے گا۔ بہادر اور اچھے لوگون کو اُن کے خیال مین اگرچہ یکسان درجہ کی مسرت نہین حاصل تھی مگر اُن کی نسبت اعتقاد تھا کہ خیالی سایون کی طرح سے جھاڑیون کے قریب رہ کے وہ اپنی گذشتہ زندگی پر ہمیشہ افسوس کرتے رہتے ہین۔ مابعد الموت کے متعلق اُن کی کہانیان اسی قسم کی تھین۔ مگر یونانی فلسفیون کو اس قسم کی ایک بے لطف و بے مزہ عشرت گاہ کی موجودگی کے ثبوت مین کوئی اطمینان بخش دلیل نہین ہاتھ آئی تھی۔

زیُوس کی آتش مزاج جورو ہیرہ آسمانون کی ملکہ تھی۔ اور دوسرے دیوتا اُس کے بچے تھے۔ "پل لاس اے تھی نہ" ابدی دانائی کی کنواری دیوی پورے اسلحہ سے مسلح ہیرہ کے سر سے نکلی تاکہ اُن شیطانون سے مقابلہ کرے اور اُن کے روکنے کے لیے جنھون نے آسمانون پر

جو اُس وقت سے آج تک سمندروں کی لہروں کے ساتھ دور دور تک پہونچتے اور طبائع انسانی پر نسلاً بعد نسلٍ تصرف کرتے رہے ہین اُن کا سرچشمہ اُس زمانہ سے اِس گھڑی تک یہی جزیرے اور ممالک رہے ہین۔

وہ جزیرہ نما جو مجمع الجزائر اور بحر اڈریاٹک کے فیمابین واقع ہے مع اُس چھوٹے جزیرہ نما کے جسے خاکنائے کارنتھ اِس بڑے جزیرہ نما سے وابستہ کرتی ہے عموماً یونان کے نام سے مشہور تھا۔ اور اِس مین ایسے لوگ بستے تھے جو ایک ہی زبان بولتے تھے ایک مذہب کے پابند تھے اور بہت سی باتون مین اپنے آپ کو باہم یکسان اور متحد تصور کرتے تھے۔ بلند سلسلہ ہاے کوہ اور گہرے خلیج اِس سرزمین کو اِس طرح قطع کرتے ہین کہ بہت سی قدرتی تقسیمین ہو گئی ہین۔ چنانچہ یہان کی ہر ایک وادی جو پہاڑون اور سمندر مین گھری ہوئی ہے ایک چھوٹی ریاست بنی ہوئی تھی۔ جس کی سلطنت اور اُس کے باشندون کے جذبات اور مقاصد و اغراض سب جداگانہ تھے۔ جو واقعات اِن مین پیش آئے وہ ایسے ممتاز ہین اور اِس تفصیل سے بتائے گئے ہین کہ مشکل سے باور ہوتا ہے کہ ایسے چھوٹے قطعۂ زمین مین ایسے واقعات پیش آئے ہون گے۔

یہ یونانی لوگ یافث بن نوح کی نسل سے تھے۔ اور تمدن و تہذیب کو اُنھون نے مصر والون اور فینیقی لوگون سے حاصل کیا تھا۔ اُن کے اوج و عروج کی ابتدا کے متعلق بس اِسی قدر بیان کیا جا سکتا ہے جو کہا گیا۔ کیونکہ اِس کے علاوہ اور کوئی بات قابل اعتبار نہین۔ اُن کی تاریخ قدیم کہانیون کا ایک مجموعہ ہے۔ جن مین سے بعض اچھی معلوم ہوتی ہین۔ بعض لغو ہین۔ اور بعض مین بدمذاقی کی بو آتی ہے۔ لیکن اِنھین داستانون مین سے چند جن پر شعرا نے طبع آزمائیان کی تھین علی العموم بہت مشہور ہو گئی ہین۔ اور دنیا کی مہذب اقوام پر اُن کا اتنا اثر پڑا ہے کہ چند محدود الفاظ مین اُن کو مختصر طور پر ظاہر کر دینا نہایت ضروری ہے۔

یونانیون کی ضعیف الاعتقادیان یا بدعقیدگیان مشرق کی بدعقیدگیون سے زیادہ بدتر لغو اور قابل الزام تھین۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ مشرقی تو مہبط انوار قدس کے سرچشمہ سے زیادہ قربت رکھتی تھین۔ اور اُن سے اُن لوگون سے اکثر خلا ملا رہا کرتا تھا جن مین وحی و الہام کا سلسلہ جاری تھا۔ اور جن کے انبیا و رسل حامل انوار توحید تھے۔ اہل یونان نے علم الٰہی کے متعلق سلف صالح

بارہ مرتبہ اپنی زور آوری کے کمالات دکھا کے دیوتاؤن مین چلا گیا اور آن مین اپنی شیر کی کھال
اوڑھے ہوئے آرام کر رہا ہے اور جب کبھی دنیا مین زور آزمائی یا تحمل کی ضرورت پیش آتی ہے تو
منفعل ہو کے جاگ اُٹھتا ہے۔ کیس تور اور پولک س نام دو شخص جو یونان مین سے پہلا شہسوار
اور دوسرا پہلوان تھا اُن کی نسبت یقین تھا کہ زندہ آسمان پر اُٹھا لیے گئے اور ستارون کے مجموعہ
یعنی گچھون مین سے ایک عقد جو تؤن کہلاتا ہے اُس کے دو روشن ستارے آج تک اُنھین
نام سے یاد کیے جاتے ہین۔ یہ تھے یونانیون کے دیوتا اور یہ تھے اُن کے عقائد جن سے واقف
ہونے کے بعد اِس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ عقل انسانی چاہے کتنی ہی ترقی کر جائے
کُنہ حقیقت اور رموز ربانی کے سمجھنے مین کہانتک قاصر و بے بس ہے۔

فصل دوم

شہر ٹراے کا محاصرہ (سنہ ۱۷۵۳ قبل محمد)

تمام یونانی مورخین اپنی تاریخون کو اُس عہد سے شروع کرتے ہین جو اُن مین ہیروون کا
عہد کہلاتا ہے۔ یعنی جبکہ مذکورۂ بالا ہیرو آسمان پر نہین گئے تھے بلکہ زمین کے اوپر موجود تھے۔
اور اُن کی کہانیون کے بموجب خود دیوتا بے تکلف آ کے انسانون کے کاروبار مین شریک
ہوتے اور اُن کے معاملات مین دخل دیا کرتے تھے۔

ان داستان آمیز واقعات مین سب سے زیادہ مشہور واقعہ شہر ٹراے کے محاصرہ کا ہے۔
جسے یونانی شاعر ہومر کی مثنوی اِلی یڈ نے ساری دنیا مین مشہور کر دیا ہے۔ اِس کا اصل
واقعہ یہ ہے کہ یونان کے شہر اِسپارٹا کی حسین و مہ جبین ملکہ ہیلن اپنے شوہر لاؤس کو
چھوڑ کے پیرس کے ساتھ بھاگ گئی جو بادشاہ ٹراے پرئی ام کے پچاس بیٹون مین
سے ایک تھا۔ شہر ٹراے کا نام اِلیوم بھی تھا جو کہ ایشیائے کوچک مین واقع تھا۔
ہیلن جب پیرس کے ساتھ بھاگ کے ٹراے مین پہونچی تو تمام شاہان یونان برہم ہو کے
منے لاؤس کے بھائی آگا ممنون کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے جو مِی سی نہ کا بادشاہ
تھا۔ یہ مجموعی لشکر جہازون پر سوار ہو کے روانہ ہوا۔ اور ٹراے کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ دس

دھاوا کر دیا تھا وہ چڑھتے آتے تھے اپنی مان کی مدد کرے۔

اُس کنواری دیوی کی ڈھال مین گارگن[ع] کی مورت بنی تھی۔ جس کا یہ اثر تھا کہ جو کوئی مقابلہ کے لیے سامنے آتا اُسے وہ پتھر کا بنا دیتی۔ آرس لڑائی کا دیوتا تھا۔ ہرمیس فصاحت اور حیلہ بازی کا۔ اور افرُودِتا حُسن و عشق کی دیوی تھی جو سمندر کے پھین سے پیدا ہوئی تھی۔ (یونانیون کی یہ دیوی غالباً فنیقی لوگون کی دیوی آس تارتہ سے ماخوذ ہے) یونانیون کے دو اور توأم دیوتا اپالو اور آرتہ مِی سِس بھی تھے۔ چاند کی نسبت کہا جاتا کہ آرتمیس کی رتھ ہے۔ اور اپالو سورج پر حکمران تھا۔ جس کی شعلہ بار رتھ روز ایک پھاٹک سے نکل کے آتی۔ جسے خوبصورت دیوی اِیُوس اپنی گلابی اُنگلیون سے کھولتی۔ اور پھاٹک سے نکلتے ہی وہ رتھ آسمان کی منزلین طے کرنا شروع کر دیتی۔ یہ دورہ ختم کرنے کے بعد اپالو سمندر کی لہرون مین جا کے سو رہتا۔ یہی اپالو اُن کے وہان شعر و سخن کا بھی دیوتا تھا۔ وہ موسِز نام نو بہنون کا رہنما تھا جو کوہ پارنس سُوس پر رہتین۔ اور خیال آفرینی کی تمام باتین لوگون کے دلون مین القا کیا کرتین۔

انھین دیویون سے نغمہ سرائی کے فن کو بھی تعلق تھا۔ اور انھین کے نام سے اخذ ہو کے مشرقی زبانون مین موسیقی اور مغرب مین میوزک کے الفاظ بنے ہین۔

یہ تو یونانیون کے بڑے دیوتا تھے۔ مگر انھین کے ساتھ اور بہت سے چھوٹے چھوٹے دیوتاؤن کی پرستش کی جاتی۔ ہر جنگل کا ایک خاص نیا دیوتا تھا اور ہر چشمہ کی نگہبان و محافظ ایک خاص پری تھی۔ ان دیوتاؤن کے علاوہ یونانیون مین بہت سے "ہیرو" تھے۔ یعنی وہ انسان جو اپنے اچھے کامون کے صلہ مین زمین سے اُٹھا کے آسمان پر چڑھا دیے گئے یا انسانیت سے ترقی کر کے دیوتاؤن مین شامل ہو گئے۔ ڈائی اُونی سس جس نے اُن کے خیال مین ہندوستان فتح کیا تھا شراب کا دیوتا تھا۔ ہرکیولیس (ہرقل) جس کو یونانیون نے یقیناً بنی اسرائیل کے سمسون کی کہانیون سے جو فنیقی لوگون مین بہت مشہور تھین اخذ کر لیا تھا اُس کی نسبت یہ روایت بیان کی جاتی تھی کہ دنیا کو موذیون کے دست بُرد سے بچانے مین

ع یہ یونانی دیومالا مین ایک نہایت ہی بُرے بدصورت اور مہیب ساکشش سے مراد ہے جس کی صورت ایسی ڈراؤنی تھی کہ جو دیکھتا پتھر کا ہو جاتا۔

ٹراے کے اور بھی بہت سے لوگ قتل ہوے - اور سوا اُن چند لوگون کے جو ٹراے کے ایک شاہزادے اِسے نیاس کے ساتھ (جس کا ذکر بعد آئے گا) بھاگ گئے تھے یونانیون نے کل اہل ٹراے کو غلام بنا لیا - یہ نمایان اور یادگار زمانہ فتح حاصل کرکے اہل یونان اپنے ملک کی طرف واپس روانہ ہوئے - لیکن واپسی مین تمام یونانیون کو سخت مصیبتین پیش آئین - اور کہا جاتا تھا کہ یہ صرف اِس بات کا نتیجہ تھا کہ ان لوگون کے ہاتھون سے ٹرائے کے مندرون اور اُن کے دیوتاؤن کی نہایت بے ادبی و بے حرمتی ہوئی تھی -

آگامم نون کو اُس کی جورو کلی ٹم نسٹرا نے مار ڈالا - اور اِس شوہر کشی کی پاداش مین وہ خود اپنے بیٹے اُوریسٹس کے ہاتھ سے قتل ہوئی - اور اس خاندان کی تباہیان جو اپنے مورث اَٹ رِیُوس اور بھی اِس تیس کی شرارتون اور بدکاریون کا نتیجہ سمجھی جاتی تھین اہل یونان مین ضرب المثل ہوگئین - اُلس سیس اپنے جزیرہ اِتھا کا مین پہونچنے سے پہلے دس سال اِدھر اُدھر مارا مارا پھرتا رہا - اور اِسی تباہی کے سفر مین اپنا تاج و تخت حاصل کرنے کے لیے اُسے بڑی بڑی دشواریون کا مقابلہ کرنا پڑا - اُس کے سوانح کو جن سے اَیکی لیس کے غضب اور ہکٹور کے زوال کی داستان مراد ہے یونان کا مشہور واس (اندھا گویا) ہومر یونانیون کے سامنے گایا کرتا تھا - جو دنیا کے تمام شاعرون مین سب سے پہلا ہے ان داستانون کے یہ موزون گیت جو چنگ کے نغمہ پر گائے جاتے تھے سالہا سال تک زبانی کہانیون کی طرح لوگون اور نسلون مین منتقل ہوتے رہے - یہان تک کہ ایتھنیا (ایتھنز) کے بادشاہ پی سس ترا ٹوس نے اُنھین دو نظمون یا مثنویون مین جمع کر دیا جو اِی لی یَڈ اور اوڈسی سے کے نام سے مشہور ہوئین - اِن مین سے پہلا نام اِی لی یَم سے ماخوذ ہے جو کہ شہر ٹراے کا لقب تھا - اور دوسرا نام اوڈِس سُوس سے جو کہ اولِس سیس کا یونانی نام تھا - اُس زمانہ کے بعد سے یہ نظمین ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی شاعری کی حیثیت سے لوگون مین پھیلین اور بڑی قدر کی نگاہون سے دیکھی گئین -

ٹراے کا واقعہ ارض مغرب مین بعینہ ہندوستان کی رامائن کا جواب ہے - اور

سال سے کم زمانہ تک نہین قائم رہا جس مین پری ایم کے بیٹے ہکٹ تور نے بڑی شجاعت سے یونانیون کے حملون کو روکا۔ اور اس کے مقابل یونانیون کا سب سے بڑا سورما پہلوان اور مرد میدان اچلی لیس تھا جو ایک سمندر کی پری کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ وہ بہادر تھا اور سب سے زیادہ کمالات اُس کی ذات مین جمع تھے۔ لیکن تقدیر نے یہ فیصلہ کر دیا تھا جس کی اُسے خبر بھی مل چکی تھی کہ محاصرہ اور لڑائی کے ختم ہونے سے پہلے ہی اُس کی زندگی ختم ہو جائے گی۔

محاصرے کے دسوین سال ٹرائے کا پہلوان ہکٹ تور یونانی سورما اچلی لیس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور اُس کے بعد ہی سے پیرس کی کمان کے ایک تیر سے جو کمال دغابازی کے ساتھ پھینکا گیا تھا اچلی لیس کا کام بھی تمام ہو گیا۔ آخر کار اُلیسی سیس کے عقلمند بادشاہ اِتھاکا نے شہر ٹرائے مین داخل ہونے کی ایک تدبیر نکالی۔ وہ یہ کہ لکڑی کا ایک بڑا بھاری گھوڑا بنایا گیا جو اندر سے خالی تھا۔ اُس کے اندر بہت سے مسلح یونانی بھر دیے گیے۔ اِس کے بعد تمام یونانی لوگ بظاہر تو لشکرگاہ کو جو ٹرائے کے سامنے تھی ویران اور اُجاڑ چھوڑ کے جہازون پر سوار ہوے اور لنگر اُٹھا دیا۔ مگر دراصل اِدھر اُدھر قلعہ ٹرائے کے آس پاس چھپے رہے۔ مگر اُس وقت ایک یونانی جاسوس بھی چھوڑ دیا گیا۔ جس نے اپنے آپ کو ٹرائے والون کے ہاتھ مین گرفتار کرا دیا۔ اور اُن لوگون سے جا کے بیان کیا کہ ایک بڑے باکمال یونانی کاہن نے خبر دی ہے کہ یونانیون۔ اگر اس گھوڑے کے اپنے ساتھ لیجانے کی کوشش کی تو تباہ ہو جائین گے۔ مگر اس کے ساتھ وہ کہتا تھا کہ اِس کے برعکس ٹرائے والون کی سلامتی اسی مین ہے کہ اس گھوڑے کو اپنے شہر کے اندر اُٹھا لیجائین۔

ٹرائے والے اُس کے فقرے مین آ کے اُس گھوڑے یا اُس عجیب الخلقت جانور کو اپنے شہر کے اندر اُٹھا لے گئے۔ یونانی جو اُس گھوڑے کے پیٹ مین بھرے ہوئے تھے اُسی رات کو ہر طرف خاموشی اور سناٹا پا کے نکل پڑے۔ اور پھاٹک کھول کے یونانیون کے باقی ماندہ لشکر کو بھی اندر داخل کر لیا جو قلعہ کے آس پاس چھپا اور اِدھر اُدھر لگا ہوا تھا۔ یون موقع پاتے ہی یونانیون نے شہر مین آگ لگا دی۔ اور قتل و خون کا بازار گرم کر دیا۔ پری ایم اور اُس کے باقی ماندہ بیٹے مارے گئے۔

ہین جن کے حاصل کرنے کا وہ مجاز و مستحق نہین - یہ مطلب نہ تھا کہ وہ لازمی طور پر ظالم وجابر بھی ہو جیسا کہ ٹائرنٹ کے معنون سے اب سمجھا جاتا ہے۔

مگر اُن کی جمہوریت مین بھی عام باشندگان شہر اور رعایا کو ملکی معاملات مین کسی قسم کا دخل نہ تھا - کیونکہ اُن کی وہ پُرانی جمہوریت ایک قسم کی حکومتِ امرا تھی جس مین صرف وہ لوگ دخل رکھتے جو آزاد تھے اور امرا مین شمار کیے جاتے - باقی ماندہ لوگون مین زیادہ حصہ غلامون کا تھا جو کسی قانون کے تابع نہ تھے - بلکہ اپنے مالکون کے زیر فرمان اور اُن کے ہر قسم کے احکام بجا لانے پر مجبور تھے۔

مگر ان سب ریاستون پر ایک اور کونسل حکومت کرتی تھی جو اَیم فک ٹِی یُون کی کونسل کہلاتی - اُس کے ارکان انھین قومون مین سے منتخب ہوتے - اور سال مین دوبار اُس کونسل کے اجلاس ہوتے - ایک بار دِےمِے ٹِر کے مندر مین جو تھرموپولی کے قریب تھا - اور ایک بار اَپُولُو کے مندر مین جو ڈل فائی مین تھا -

یہ کونسل ان مقامات مین اجلاس کر کے ریاست ہاے یونان کی باہمی نزاعون کا تصفیہ کرتی - ملک کی عام حفاظت کی تدبیرین سوچتی - اور دیوتاؤن پر قربانیان چڑھانے کے احکام نافذ کرتی - ڈل فائی کا مندر اِس کونسل کے اجلاس کے لیے بہ ظن غالب اس لیے مقرر کیا گیا تھا کہ ملک مین اور کوئی ایسا مقام نہ تھا جو عام اہل یونان کی نظر مین اِس قدر متبرک اور محترم ہو - اس مقام کی نسبت مشہور تھا کہ یہان اپولو نے پی تھون اژدہے کو مار اتھا اور یہین وہ اپنی پوجارنون کے منھ سے تمام لوگون کو جو اپنی آرزوئین مرادین اور تمنائین دل مین لیے ہوئے دُور دُور سے آتے اور طرح طرح کے سوالات کرتے الہامی جواب دیا کرتا - جواب مین جو الفاظ پوجارنون کی زبان سے نکلتے "اُوریکل" (فال) کی لفظ سے تعبیر کیے جاتے - اس مین شک نہین کہ بعض اوقات وہ پورے اُترتے - اور اس مین بھی شک نہین کہ ایسے معنی بند زبان مین اور ایسے پیچیدہ ہوتے کہ اُن مین آسانی سے بیسیون طرح کے معنی پہنائے جا سکتے - اور دشوار نہ تھا کہ ہر صورت مین پورے اُترین - مثلاً کرے سوس نے جب اپنی اور ایرانیون کی لڑائی کے متعلق سوال کیا تو اُسے یہ جواب ملا کہ اگر تو نے سائرس (شہنشاہ ایران)

دونون کا زمانہ بھی قریب ہی معلوم ہوتا ہے - وہان یونانی مین اِلی ایڈ لکھی گئی - اور یہان
رامائن - مگر ہندوستان کی عفت شعار شوہر پرست اور اعلیٰ درجہ کی مظہر عصمت و حرمت رانی
سیتا جی کے مقابلہ مین بدکار اور بے وفا ہلین کا نام لینا درحقیقت ایک بڑا بھاری اخلاقی جرم ہے
اور اُن دونون رانیون کے کیرکٹر ہی سے پتہ چل جاتا ہے کہ قدیم الایام مین مغرب و مشرق مین
کیا اور کتنا فرق تھا -

فصل سوم

اہل یونان کے عادات و اطوار

پُرانے یونان کا ٹھیک اور مختص نام ہِل لاس تھا - اور کُل اہل یونان اپنے آپ کو ایک ہی دادا ہیل لِن کی نسل سے بتاتے تھے جس کی جانب منسوب ہونے سے اس سرزمین کا نام ہِل لاس مشہور ہوا - اِسی ہِل لِن سے اُن کی مختلف قومین نکلین جو اُس کے بیٹون اور پوتون کے نام سے مشہور ہوئین جن مین زیادہ ممتاز - آیو لی ین - ڈورین - ایونی ین اور اکیا ئی ان لوگ تھے - تیسری قوم اِیونی ین ہی سے یونان کا لفظ نکلا ہے جو عربون مین اور اُن کی تقلید سے ساری مشرقی دنیا مین اِس ملک کا عام نام قرار پا گیا - بعض اور قومین بھی تھین جو مذکورۂ بالا قومون سے کم شہرت رکھتی تھین - یہ سب قومین ایک ہی زبان بولتین گو کسی قدر اختلاف لغات ضرور تھا - اور سب مین ایک قسم کی یکسانی و یکرنگی تھی گو ہر ایک قوم اپنے جداگانہ خصائص بھی رکھتی تھی -

اُن کے ہیروؤن کے عہد کی روایتون سے پتہ چلتا ہے کہ وہان اِن سب گروہون کی چھوٹی چھوٹی ریاستین قائم تھین جن کی حکومت کسی ایک شخصی فرمان روا کے ہاتھ مین تھی - لیکن جب وہ زمانہ شروع ہوا جس عہد کے واقعات کو صحیح معنون مین تاریخ کہا جا سکتا ہے تو ہر چیز کی حالت بدل کے کچھ اور ہی ہو گئی - اب تقریبًا اُن سب ریاستون مین جمہوری حکومت تھی - اور اگر کسی ریاست مین کوئی خود مختار حکمران ہوتا تو ٹائی رنٹ کہا جاتا - اِس لفظ سے یونانیون مین اُن دنون صرف یہ مقصد ہوتا کہ اُس نے اپنے ہاتھ مین ایسے اقتدارات لے لیے

مکان عموماً شہر میں بھی ہوتے اور دیہات میں بھی - اس طبقہ کے لوگ اپنے آپ کو سٹی زن کہتے -
شہر اُن کی زبان میں پولس کہلاتا - اور اسی لفظ سے انگریزی کا لفظ پالیٹکس نکلا ہے جس طرح
انھیں معنوں میں ہماری زبان میں "مدینہ" کے لفظ سے جس کے معنے شہر کے ہیں "تمدن" کا لفظ بنا ہے
اُن کے مکان گرمیوں کے موسم کے لیئے زیادہ مناسب ہوتے - کیونکہ گرداگرد چھتی ہوئی عمارت
ہوتی - درمیان میں ایک فوارہ ہوتا - اور دونوں جانب باہر کی آمد و رفت کے لیئے دو دہلیزیں
ہوتیں - اِن کے خاندانوں کی زندگی انھیں مکانوں میں بسر ہوتی - اور اندرونی کمرے زیادہ تر
شب باشی کے کام آتے - صحنوں میں علی العموم کسی دیوتا کی قربان گاہ بھی بنی ہوتی - جو اگر دیوتا
کی طرف نہیں تو خاندان کے کسی پُرانے مورث کی جانب منسوب ہوتی - کھانے کی دعوت یا صحبت
شراب شروع ہوتے وقت ہمیشہ معمول تھا کہ تھوڑا سا کھانا یا تھوڑی سی شراب دیوتا کی بھینٹ
کیے جانے کی غرض سے اُس قربان گاہ پر چڑھا دی جاتی -

اُن کا لباس ایک سفید لمبا ڈھیلا ڈھالا کرتا تھا جس کے اوپر کمر کے پاس ایک پٹی کس
کے باندھ لی جاتی - ہتھیار لگانے کی غرض سے اُس کرتے کے دونوں جانب چاک ہوتے
اور شانوں کے اوپر وہ کُرتا آہنی پنوں کے ذریعہ سے اٹکا دیا جاتا - یہی لباس عورتوں کا بھی
تھا - مگر اتنا فرق تھا کہ عورتوں کے کرتے لمبے اور پاؤں تک لٹکتے ہوتے - بخلاف اس کے
مردوں کے کُرتے گھٹنوں کے اوپر ہی تک ہوتے -

اُن کے سامان جنگ اور اسلحہ میں ایک تو خود تھا جس میں گھوڑے کے بالوں کی کلغی
لگی ہوتی - ایک چار آئینہ یعنی سینہ پر لگانے کی فولادی چادر تھی جس میں نیچے کی طرف چمڑے کی بہت سے
تسمے لگے ہوتے جو گھٹنوں کے نیچے تک جھالر کی طرح لٹکتے رہتے تاکہ رانوں کو حریف کے
حربے سے بچائیں پنڈلیوں کی حفاظت کے لیے کبھی تو وہ ایک آہنی چادر کا خول چڑھا لیتے
اور کبھی ایک اونچا چرمی موزہ پہن لیتے - جوتوں کی جگہہ وہ لوگ علی العموم کھڑاؤں یا محض
چمڑے کے تلے (نعلین) پہنتے جو کہ چمڑے کے تسموں سے پاؤں میں بندھے اور کسے رہتے -
نیزے اور تلواریں اُن کے حربے تھے - اور نیزوں کو وہ بجائے اُن سے وار کرنے کے کبھی دشمن پر
پھینک کے بھی مارتے -

سے لڑائی چھیڑی تو ایک بڑی شہنشاہی کی بنیاد منہدم ہو جائے گی۔" وہ تو یہ جواب سُن کے خوش ہو گیا کہ شہنشاہی سے مراد ایرانیون کی سلطنت ہے مگر بعد کو یہ کھُلا کہ نہین خود اُسی کی سلطنت مراد تھی — لیکن بعض معاملات مین یہان کی پیشین گوئیان ایسی بجا طور پر سچی ثابت ہوئین کہ ہمین متحیر ہو کے کہنا پڑتا ہے کہ خدا جانے وہ کون سی قوت تھی جو ان پوجارنون کی زبان سے ایسے سچے الفاظ نکلے نکلوا دیا کرتی تھی۔

وہ کھیل جو یونانی لوگ ہر چوتھے سال اُلم پیا مین کھیلا کرتے اُن کے مذہبی کھیل تصور کیے جاتے تھے۔ اُلم پیا مین ایک چھوٹا میدان تھا جہان تمام یونانی جمع ہوتے۔ اور دیکھتے کہ اُن کے نوجوانون نے شہسواری رتھ ہنکانے۔ پیدل دَوڑنے۔ کشتی لڑنے۔ مُشت زنی کرنے اور چکر (ایک قسم کا ہتھیار جو اکثر سکھون کے پاس ہوا کرتا ہے) پھینکنے مین کیا کیا کمالات حاصل کیے ہین۔ اِن کھیلون کے شروع ہونے سے پہلے دیوتاؤن کے سامنے عاجزی سے دعا کی جاتی۔ اور اُن کے خاتمہ پر جیتنے والے برجی تپائیون مین بٹھائے جاتے۔ زیتون کا درخت اُن کے اعتقاد مین متبرک و محترم تھا اس کے پتون کے ہارون کے تاج بنا کے اُن کے سرون پر پہنائے جاتے۔ جو سند کے طور پر حفاظت سے رکھ چھوڑے جاتے۔ اور یہ مُرجھائے ہوئے سوکھے ہار اتنی بڑی اعلیٰ ترین عزت تصور کیے جاتے جس کی کسی شخص کے دل مین آرزو ہوتی۔ مرور ایام کا اندازہ انھین کھیلون سے کیا جاتا۔ مثلاً کہا جاتا کہ پہلی اُلم پیاڈ اور دوسری اُلم پیاڈ اور اسی طرح تیسری اور چوتھی۔ پہلی اُلم پیاڈ ۷۷۶ء قبل محمد مین یعنی آج سے ۲۶۸۲ برس پہلے ہوئی تھی۔ اِن کے علاوہ اِسْتھمی اَن کھیل تھے۔ چونکہ یونانی خاکنائے کو اِسْتھمُس کہتے تھے اور یہ کھیل خاکنائے کورِنْتھ مین کھیلے جاتے اِس لیے اِس نام سے مشہور تھے۔ اُن مین بھی لوگ کثرت سے شریک ہوتے مگر اُن کا درجہ اُلم پیا کے کھیلون سے کم سمجھا جاتا۔

یونانیون کے اکثر شہرون کے گرد شہر پناہ تھی۔ اور ہر ایک مین ایک گڑھی بھی ہوتی جو اُس دیوتا کی نذر سمجھی جاتی جسے شہر کا دیوتا خیال کرتے۔ اور وہی شہر کی سلامتی کا ذمہ دار اور اُس کا محافظ مانا جاتا۔ اِن گڑھیون کی قلعہ بندی بڑی مضبوطی سے کی جاتی تاکہ اگر کبھی بستی پر کسی حریف کا قبضہ ہو جائے تو اہل شہر اُس گڑھی کے اندر بھاگ کے پناہ لے سکین۔ آزاد باشندون کے

اُن کے قریب بھی پہونچ سکے ہون-اُن کے ٹوٹے پھوٹے آثار ہمارے عہد تک باقی ہین جن کی خوبی اور عظمت دیکھ کے ہم مبہوت اور حیرت زدہ ہوجاتے ہین - ہمارا کام ہے کہ اُن کے ظاہری محاسن پہ بہت گہری نظر ڈالین اور اُس اصلی جوہر کا پتہ لگائین جو اُس قدیم زمانہ کے ان عظیم الشان اور باکمال لوگون مین تھا- دراصل وہ خدائے عزوجل کا پُرعظمت ہاتھ تھا جو اُن کی رہبری کرتا- اور اُن کے کامون سے اپنی خوبیون اپنی برکتون اور اپنی عظمت و جلال کی شعاعون کو چمکاتا اور نمایان کرتا تھا-

فصل چہارم

اسپارٹا (۱۶۷۵ قبل محمد سے ۸۳۱ قبل محمد تک)

یونان کے دو بڑے شہرون مین سے ایک تو اِیُونی اُن لوگون یعنی خاص یونانیون کا شہر اثینہ (ایتھنز) تھا- اور دوسرا علاقۂ ڈوریا کا شہر اسپارٹا- جو لاسِتی دَے مون بھی کہلاتا تھا- اول الذکر شہر کی نسبت اعتقاد تھا کہ اِس پر لاس اسٹے نا دیوتا کی مہربانی ہے- یہ اپنی مختصر قلمرو اٹی کا کے وسط مین واقع تھا- خلیج سلانیک مین سامنے نمایان نظر آتا تھا- یونان کے تمام شہرون سے زیادہ خوبصورت تھا- اور یونان کے کل شہرون سے بڑھ کے خدا کی رحمتون اور برکتون کا سرچشمہ اور منشا و منبع تھا- کیونکہ یہان علم و فضل اور اخلاق و کمالات انتہائی درجۂ ترقی کو پہونچے ہوئے تھے- بہ لحاظ مذاق و عادات یہ شہر اسپارٹا کے بالکل مخالف تھا جو کہ کوہستانی علاقۂ لَوتونِیا کا مستقر اور صدر مقام تھا- وہان کا مذاق یہ تھا کہ ہر چیز جس مین ذرا بھی نرمی- ملائمت- نفاست اور لطافت تھی نکال ڈالی گئی تھی- اور ایسی کوئی چیز بھی نہین باقی رکھی گئی تھی جس کو عیش پرستی سے کچھ بھی لگاؤ ہو- وہ تمام چیزین جو نظر یا ذوق کو بھلی معلوم ہون اور انسان کو اپنی طرف متوجہ کرسکین- کلیتہً شہر سے دُور کردی گئی تھین- اور ہر باشندے کا جسم- اُس کے خصائل- اور اُس کے جذبات سب لڑائی و ہنر آزمائی کے لیے تھے- اور محض ہنر آزمائی کے لیے-

اہل اسپارٹا کو دعوی تھا کہ ہم لوگ اپنے قومی تہمتن ہر قیولیس (ہرقل) کی نسل سے ہین ہرقیولیس کے دو توام بیٹے بتائے جاتے تھے- اور انھین کے لحاظ سے ہمیشہ اُن کے دو بادشاہ ہوا کرتے- جن مین سے ایک ایک کی نسل سے ہوتا اور دوسرا دوسرے کی نسل سے- یہ دونون

اُن کے جہاز بہت ہی چھوٹے چھوٹے ہوتے جن کو کشتیون سے کچھ تھوڑا ہی امتیاز حاصل تھا۔ بلیون کے ذریعہ سے وہ کھیئے جاتے۔ اور کھینے والون کے لیے اُن پر جہاز کی حالت وحیثیت کے مطابق کبھی ایک ایک کبھی دو دو کبھی چار چار اور کبھی پانچ پانچ نشستین بنی ہوتین۔ بادبانون کا استعمال شاذ و نادر ہی کیا جاتا۔ اور چونکہ قطب نما کا اُس وقت تک پتہ نہین لگا تھا اِس لیے اپنے جہازون کو وہ خشکی سے اتنی دُور کبھی نہ لے جاتے تھے کہ کنارہ نظر سے غائب ہو جائے جہازون کے آگے ایک بڑی سی لمبی نوکدار دھنی رہتی جس کی نوک پر لوہا چڑھا ہوتا۔ یہ جہاز کی چونچ کہلاتی۔ سمندر کی لڑائی مین اپنے جہازون کی یہ چونچین زور سے مار کے حریف کے جہازون کو وہ اکثر توڑ ڈالتے اور ڈبو دیتے۔

یونانیون مین زیادہ تر مُردون کے جلانے کا رواج تھا۔ جنازون کو لیجا کے لکڑیون کی ایک چتا پر رکھ دیتے۔ اُن کے ساتھ بعض مسالے بھی رکھ دیے جاتے۔ اور بڑی متانت کے ساتھ آگ لگا دی جاتی۔ جل چکنے کے بعد اُن کی خاک ایک ظرف مین بھر کے رکھ چھوڑی جاتی۔ اور اُس کی نہایت ہی حفاظت اور تعظیم وتکریم کی جاتی۔

تقریباً تمام یونانی تعلیم یافتہ تھے جو لکھنا پڑھنا بخوبی جانتے ہوتے۔ تحریرین چمڑے پر ہوتین یا پاپائرس عـہ پر۔ فلسفیون کے مدارس مین وہ تعلیم پاتے۔ اور مذاق کی اصلاح۔ اور دل کا تزکیہ کرنے کی فن مین بڑی قدر تھی۔ اسی تعلیم نے وہ یونان قدیم بنایا تھا جس کی علمی ترقیون کو دیکھ کے ہم عش عش رجاتے ہین۔ اور ہمین نظر آتا ہے کہ انسان تعلیم کے ذریعہ سے کس درجۂ کمال کو پہونچ سکتا ہے۔ اُنھون نے دانائی مین بیحد ترقی کی۔ اور تھوڑے ہی زمانہ مین اِس چھوٹے ملک مین مصنفون بُت تراشون۔ فن تعمیر جاننے والون۔ فصیح البیانون۔ اور سپاہیون کی اتنی بڑی جماعت موجود ہو گئی تھی جو اُس وقت سے آج تک دنیا مین ترقی وتکمیل کا ایک بے مثل نمونہ تصور کی جاتی ہے۔ مختلف کمالات مین اس زمانہ تک کوئی اُن سے آگے نہین بڑھ سکا۔ بلکہ بہت ہی کم لوگ ہین جو

عـہ۔ ایک درخت ہے جو مصر کی مرطوب زمینون مین ہوتا ہے اُس کا تنہ گول ہوتا ہے اور پتے نہین ہوتے اُس کے تنہ کے پتلے پتلے ورق اُتار کے سکھائے اور لکھنے کے قابل بنائے جاتے۔ اِس کو مصر والون نے ایجاد کیا تھا اور یونانیون مین بھی اُس کا رواج تھا۔

اُن کی ساری زندگی سپہگری کے کھیلوں - زور آزمائیوں - اور ورزشوں میں بسر ہوتی - صبح سے شام تک دن بھر بغیر ستانے یا دم لینے کے وہ انھیں مشغلوں میں مصروف رہتے - بڑے بڑے کمروں میں ایک ساتھ بیٹھ کے کھانا کھاتے - جہاں اُن کو نہایت ہی سادی غذا دی جاتی - اس میں ایک کالا شوربا ہوتا جسے اُن کے پڑوسی یعنی دوسرے شہروں کے یونانی نہایت ہی ناپسند کرتے - نفرت کی نگاہ سے دیکھتے - اور اُس کے کھانے میں اپنی توہین تصور کرتے - اُس کی بدمزگی کی یہ حالت تھی کہ اسپارٹا کے نوجوان بھی اُس کو اُسی وقت کھا سکتے جب خوب بھوک لگی ہوتی - جب کوئی بچہ پہلے پہل اِن لوگوں میں لا کے شریک کیا جاتا اور اُن کے عام دسترخوان پر بیٹھتا تو بڑے لوگ اُسے ڈراتے کہ "یہاں فضول باتیں کرنا نہایت ممنوع ہے" اور دروازہ کی طرف اشارہ کر کے کہتے کہ "کوئی فضول بات منھ سے نکلی اور تم اِس کے باہر کر دیے گئے" یہ لوگ جہاں تک ممکن ہوتا بہت ہی کم الفاظ استعمال کرتے - چنانچہ اِن لوگوں کی خاموشی ہی کی وجہ سے مختصر بیانی کا نام ہی "لی قونِق گفتگو" یعنی اسپارٹا کی گفتگو مشہور ہو گیا -

اُن میں کوئی چیز اتنی اہمیت نہ رکھتی تھی جتنا کہ اسلحہ کا استعمال کرنا اور ضبط و تحمل کی قوت بڑھاتا تھا - اِس بارۂ خاص میں اہل اسپارٹا کو جو تعلیم دی جاتی تھی - وہ اِس قدر سخت تھی کہ اُن لوگوں کے لیے لڑائی کا زمانہ بمقابل اُس زمانہ کے جبکہ وہ اپنے شہر اور اپنے گھروں میں ہوتے زیادہ آرام و آسائش کا زمانہ نظر آتا - درد - چوٹ یا تکلیف پر اُف کرنا بزدلی کی کوئی علامت ظاہر کرنا اِس قدر شرمناک تصور کیا جاتا کہ ایک لڑکا جو کسی بھیڑیے کو اپنے کرتے کے اندر چھپائے ہوتا اِس بات کو گوارا کر لیتا کہ بھیڑیا بوٹیاں نوچ نوچ کے اور جسم کو چیر پھاڑ کے اُسے مار ڈالے مگر یہ نہ ہو سکتا کہ زبان سے اُف کرے یا اِس اذیت سے بچنے کے لیے اُسے چھوڑ ہی دے - لڑکے آرتھمیس کی مورت کے سامنے کھڑے کر کے پیٹے جاتے - اُن کی مائیں سامنے کھڑی ہو کے اُن کے پٹنے کا تماشا دیکھتیں - ایک آدھ لڑکا پٹتے پٹتے گر کے مر بھی جاتا مگر کسی کی زبان سے آہ یا اُف کا لفظ نہ نکلتا - اِسی کی برکت تھی کہ اسپارٹا والوں کی مائیں اپنے بیٹوں کو میدان جنگ میں بھیجتے اور رخصت کرتے وقت تحفے کے طریق سے ایک ڈھال دیتیں اور کہتیں کہ "اِس کے ساتھ یا اِس کے اوپر" مطلب یہ کہ یا تو اِسے غرت

بادشاہ برابر کے اقتدارات رکھتے۔ دونوں کی حکومت یکساں ہوتی۔ لیکن اتنی تقسیم ضرور تھی کہ ایک ہمیشہ اور ہر موقع پہ فوج کی سپہ سالاری کرتا اور دوسرا شہر میں بیٹھ کے نظم و نسق سلطنت کا کام چلاتا۔ مگر باوجود اس کے سچ یہ ہے کہ شہر کے اندر ان دونوں حکمرانوں کے اختیارات بہت ہی محدود رہتے کیونکہ عنان حکومت دراصل چند خاص قاضیوں کے ہاتھ میں تھی۔ جو افورس کہلاتے تھے۔ اُن کا طرز حکمرانی اولی گارکی یا ارسٹوکریسی کے لقبوں سے یاد کیا جاتا۔ پہلا لقب یونانی لفظ اولی گوس سے نکلا ہے جس کے معنی "چند" کے ہیں۔ اور دوسرا یونانی لفظ ارس ٹوس سے جس کے معنی "بہترین" کے ہیں اور ان لقبوں سے صرف وہ ریاستیں یاد کی جاتی ہیں جن کی حکومت چند بہترین اشخاص کے ہاتھ میں ہوتی۔ یا جہاں انتظام سلطنت میں دخل دینے کا حق صرف چند اعلیٰ درجہ کے لوگوں کو حاصل ہوتا۔

اسپارٹا والے ابتداءً نہایت کاہل زنانہ مزاج اور عیش پرست ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ سنہ ۱۴۲۲ قبل محمد میں لی قورغوس نام ایک شاہزادہ جو ہرقولیس کی نسل سے تھا اپنے نابالغ بھتیجے چارلی لاؤس کی جانب سے سلطنت کے سیاہ و سفید کا ذمہ دار قرار پایا۔ چارلی لاؤس کو اس کی شریر نفس ماں مار ڈالنا چاہتی تھی۔ مگر لی قورغوس نے اُسے بچا لیا۔ اور اُس کی پوری حفاظت اور نگہبانی کی۔ اب لی قورغوس نے ارادہ کیا کہ اسپارٹا کے لوگوں میں ایک بڑی بھاری اصلاح کرکے اُن کی کاہلی و زنانہ مشتی کو بالکل دُور کر دے اور ایک ایسی تعلیم جاری کرے جس کے اثر سے اُس کے ہم وطن ساری دنیا کے لوگوں سے زیادہ جفاکش بہادر اور اپنی جگہ سے قدم نہ ہٹانے والے سپاہی بن جائیں۔

اس اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے ہی اُس نے قلمرو کی ساری زمین لوگوں میں بانٹ دی۔ سونے چاندی کی قسم سے جو کوئی چیز کسی کے پاس پائی لے لی۔ تاکہ کسی جگہ سے سامان عیش فراہم کرنے کے ذرائع بھی اُن کے ہاتھ میں نہ باقی رہیں اور روپیہ پیسہ کے عوض لوہے کے بھاری اور کم قیمت ٹکڑے اُن کے ہاتھ میں دے دیے جن کو کوئی سوداگر پوچھتا ہی نہ تھا۔ اور اُن کے معاوضہ میں کوئی چیز نہ دیتا تھا۔

مردوں کو اپنے گھروں میں رہنے کی مطلقاً اجازت نہ تھی۔ بلکہ بچپن سے لے کے بڑھاپے تک

درزی اور لغو وبے نتیجہ مارپیٹ کے یہ طریقہ نہایت ہی مناسب ومفید ہوگا۔ کم از کم وہ درخواست تو دے دین دیکھین سرکار برطانیہ جو قدیم یادگارون کے باقی رکھنے اور زندہ رکھنے کی بڑی مربی ہے ایسی کسی درخواست کا کیا جواب دیتی ہے۔

فصل پنجم

اثینیہ (۱۶۷۵ قبل محمد سے ۸۰۰ قبل محمد تک)

اثینیہ جسے انگریزی مین اسے ایتھنز کہتے ہین اور جس کا کچھ ذکر چوتھی فصل کے شروع مین آچکا ہے ساحل پر سے تھوڑے فاصلہ پر کوہ ایک روپولیس کے دامن مین واقع ہے اس پہاڑی کے اوپر ایک گڑھی بنی تھی۔ اور ایک مندر تھا جس کے صحن مین زیتون کا ایک متبرک درخت لگا ہوا تھا۔ اور لوگون کو عقیدت تھی کہ یہ درخت اِس شہر کی محافظ دیوی اینے ٹین کے حکم سے اُگا ہے۔ اِسی پہاڑی کے ایک دوسرے قُلّہ پر ایک دوسری دیوی کا مندر تھا جو پارتھ نون یعنی کنواری دیوی کا مندر کہلاتا۔ اِس مندر کی عمارت مین سے سنگ مرمر کے ستونون کی ایک خوبصورت قطار آج تک موجود ہے۔

شہر کے دوسرے جانب آریو پاغوس یعنی اُرس دیوی کی پہاڑی ہے جو یہان کا دارالقضا تھی۔ اثینیہ کی قلعہ بندی خوب مضبوطی سے کی گئی تھی۔ اور سارا شہر خوبصورت عمارتون سے بھرا ہوا تھا۔ جن کے آس پاس جھاڑیان۔ فوارے۔ دہلیزین۔ وقیقہ رس۔ فلسفیون۔ اور نازک خیال شاعرون کی نشست گاہین بنی ہوئی تھین۔ اِس کی بندرگاہ۔ پی رے اُوس کے نام سے مشہور تھی۔ اور اُس کی خوب قلعہ بندی کی گئی تھی۔ اور یہان جہازون کی اس قدر تعداد کثیر ہر وقت موجود رہا کرتی کہ اتنے جہاز کسی دوسری یونانی ریاست کے قبضہ مین نہ تھے۔

اثینیہ اِیُونِی اَنْ یعنی خاص یونانیون کا شہر تھا۔ اور قدیم الایام مین یہان بھی بادشاہون کی حکومت رہا کرتی تھی۔ جن مین سے تھیسی یُوس نام ایک بادشاہ کو زیادہ ناموری حاصل ہوئی۔ اُسے ہیرو کا درجہ مل گیا اور دیوتاؤن مین جا ملا۔ یہان کے شاہی خاندان کا خاتمہ قودرُوس نام ایک فرمان روا پر ہوا۔ اُس کی نسبت اپولو کی فال مین پوجارن کی زبان سے

ناموری کے ساتھ گھر پر لانا اور یا اس پر پڑ کے آنا۔یعنی تمھاری لاش اس پر ڈال کے گھر لائی جائے ایسا نہ ہو کہ تم اسے ہاتھ سے کھو کے ناکام و نامراد آؤ۔ اہل یونان کی ڈھالین مشرقی ڈھالون کی طرح گول نہین بلکہ لمبی لمبی ہوتی تھین جن پر انسان کی لاش ڈال کے اٹھائی جاسکتی تھی ضروری فنون اور صنعت و حرفت کے کام یا زمین کو بونا جوتنا وہ لوٹ لوگون کا کام تھا جن سے بدنصیب غلامون کی قوم مراد تھی۔ اُن کے ساتھ ذرا بھی رحم کا سلوک نہ کیا جاتا۔ بلکہ بہت ہی بُرا برتاؤ ہوتا۔ اور اُن کی سخت توہین کی جاتی۔ وہ شراب پلا کے بدمست بھی بنائے جاتے۔ تاکہ اُن کی بدمستی کی ذلیل حالت دکھا کے نوجوانان اسپارٹا کے دلون مین میکشی کی طرف سے سخت نفرت پیدا کی جاے۔ ان غلامون کی تعداد جب کبھی بڑھ جاتی۔ اور اندیشہ ہوتا کہ ایسا نہ ہو اپنی کثرت کے باعث یہ اپنے مالکون کے حق مین خطرناک بن جائین اُس وقت وہ فوراً قتل کر کے تھوڑے کر دیے جاتے۔

ہمارے یہان بعض پٹھانون کی بستیون کا مذاق اسپارٹا والون سے بہت ملتا جلتا ہے خموشی اور امن و امان کی زندگی کو وہ بالطبع ناپسند کرتے بلکہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ اور کوئی لڑنے بھڑنے کو نہین ملتا تو خود آپ ہی لڑ بھڑ لیا کرتے ہین اُن کے لیے بجاے اِن بے نتیجہ ہنگامہ آرائیون کے زیادہ بلکہ بہت زیادہ مناسب ہوگا کہ گورنمنٹ سے درخواست کرین کہ اُن کو اپنے محدود حلقون مین اسپارٹا والون کا طریقہ اور لی تورغوس کے فوجی قوانین جاری کرنے کی اجازت مرحمت کی جاے۔ ممکن ہے کہ گورنمنٹ جدت طرازی کے خیال سے یا ایک پُرانے طریقہ کی تجدید کے لحاظ سے اُنھین اِس کی اجازت دے دے اجازت کے ساتھ ہی اُن سے معاہدہ لے لیا جائے کہ کبھی بغاوت نہ کرین گے۔ اور اپنی جنگ آزمائی کے کمالات سے ضرورت کے اوقات مین ہمیشہ سرکار کی خدمت بجا لایا کرین گے اور اگر ایسا ہوا تو ایک طرف ان بہادر خواجوان کو اپنے مذاق کے مطابق ہر وقت لڑنے بھڑنے مشق و زور آزمائی کرنے اور یونان کے سے سپاہی اس جدید عہد مین سرکار کے لیے پیدا کرنے کا موقع ملے گا۔ اور دوسری طرف سرکار کو بھی ایک اچھی جانباز فوج ملکی حفاظت کے لیے ضرورت کے وقت مل جایا کرے گی۔ بہر تقدیر ہمارے خان صاحبون کے لیے بجاے قانون کی خلاف

واحد حد سے زیادہ قوت نہ پکڑنے پائے۔ اور اسی بنیاد پر قانون نے اہل شہر کو یہ حق دیا تھا کہ جس شخص کو ریاست کے حق مین مضر یا خطرناک تصور کرین گو اُس کے ذمہ کوئی جرم عائد نہ کیا جا سکتا ہو اُسے اپنے شہر سے نکال کے جلاوطن کر دین۔ عام مجمعون کے مقامات پر ایک ظرف رکھا رہتا تھا۔ ہر شہر والا اُس شخص کا نام جسے جلاوطن کرانا ہوتا کسی سیپی یا اینٹ کے ٹکڑے پر لکھ کے اُس ظرف مین ڈال دیتا۔ یہ ٹکڑے اگر چھ ہزار کی تعداد کو پہونچ جاتے تو اُس شخص کا جلاوطن کیا جانا لازمی تھا۔ اور چاہے وہ کتنا ہی بڑا شخص ہو چند معین برسون کے لیے واجب تھا کہ علاقۂ اتی کا کو چھوڑ دے۔

مگر ایسا سخت قانون اور اس قسم کی پیش بندیاں بھی اس جمہوری سلطنت کو اُس کے قیام کے تھوڑے ہی زمانہ بعد ایک عظیم الشان خطرے سے نہ بچا سکین۔ پی سیس ترا توس نام ایک قابل شخص نے جو لوگون مین نہایت ہر دلعزیز تھا اپنے آپ کو خود ہی زخمی کر لیا اور لوگون سے بیان کیا کہ میرے دشمنون نے میرے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر مین زخمی ہو کے اُن کے ہاتھ سے بچ گیا۔ اور چونکہ وہ لوگ میری جان کے درپے ہین لہذا آیندہ کے لیے مجھے اس کی اجازت دی جائے کہ اپنی حفاظت کی غرض سے سپاہیون کا ایک گروہ رکھون۔ لوگون نے فقرے مین آکے اجازت دے دی۔ اور وہ چند روز مین ایک بڑا زبردست شخص اور سب سے بڑا رئیس بن کے اثینیہ پر حکومت کرنے لگا۔ ایک بار وہ جلاوطن بھی کیا گیا۔ مگر جلاوطنی کی مدت گزر جانے کے بعد ایک شاندار رتھ مین سوار ہو کے اثینیہ مین داخل ہوا اور اس شان سے کہ اُسی رتھ پر اُس کے پہلو مین ایک کشیدہ قامت حسین و نازنین عورت جلوہ افروز تھی جو اثینیہ کی دیوی اثین کے روپ مین تھی۔ اسی دیوی نے آبادی مین داخل ہوتے ہی اہل شہر کو جو اُس کے سامنے تعظیم کے لیے جھکے رہتے تھے حکم دیا کہ "اس شخص کی فرمان برداری کرو۔ کیونکہ یہ میرا پسندیدہ خادم ہے اور اسی کی رضامندی میری رضامندی ہے۔"

اثینیہ والون مین سے جو لوگ جاہل تھے فریب مین آ گئے۔ اور بڑی دھوم دھام سے اُس کا استقبال کیا۔ مگر باوجود اس کے یہ شخص پھر جلاوطن کیا گیا۔ لیکن جب دوبارہ پلٹ کے آیا تو اثینیہ کا ایک خود سر بادشاہ بن کے اُس نے ایسے قدم جما دیے کہ اُس پر کسی کا زور نہ چل سکتا تھا۔ یہ ظالم نہ تھا۔ بلکہ ایک رحم دل فرمان روا تھا۔ اور اُسے یہ شہرت و ناموری حاصل ہے کہ

یہ الفاظ نکلے کہ "ملک کی بھلائی کے لیے بادشاہ کی ہلاکت ضروری ہے"۔ اِس حکم کی بجا آوری کے لیے وہ فوراً کمال شریف النفسی سے مستعد ہوگیا۔ اور خود ہی اپنی جان دے دی۔

سنہ ۹۰۰ قبل مسیح تک یہان کی سلطنت کے کچھ بھی حالات نہین معلوم ہین۔ مگر سنہ مذکور مین ڈرا قو نام یہان کے ایک حکیم نے ملک کے لیے ایک قانون مدوّن کیا جو اِس قدر سخت تھا کہ اُس پر عمل درآمد غیر ممکن تھا۔ کیونکہ ادنیٰ سے ادنیٰ قصور اور خفیف سے خفیف جرم کی سزا قتل رکھی گئی تھی۔ سنہ ۶۲۳ قبل مسیح مین سُولن نے جو یونان کے سات عقلا مین شمار کیا جاتا تھا ایک دوسرا قانون مرتب کیا۔ اور اُس کی نسبت خود ہی یہ کہا کہ "جیسے قوانین مین مرتب کرسکتا ہون اُن کے لحاظ سے تو مین اِسسے بہتر قانون نہ بنا سکا ہون گا۔ ہان اِس لحاظ سے البتہ اِس کو تمام قوانین پر فوقیت حاصل ہے کہ اثینیہ والے اِس کے متحمل ہوسکین گے"۔ اِس قانون کی رو سے حکمرانی کی باگ تو چیف مجسٹریٹون (قاضیون) کے ہاتھ مین دی گئی تھی جو آرچون کے لقب سے یاد کیے جاتے۔ یہ نوؤن قاضی قرعہ اندازی کے ذریعہ سے آزاد اہل شہر مین سے منتخب کرلیے جاتے۔ لیکن کسی کو معرض انتخاب مین آنے کا موقع اُس وقت تک نہ مل سکتا۔ جب تک شہر والون کی غالب جماعت اُس کی نسبت اچھے خیالات نہ رکھتی یا اُس پر اپنی رضامندی نہ ظاہر کردے۔ اِس قسم کی سلطنت جس کو خود اہل ملک چلاتے اُن لوگون مین ڈیموکریسی کہلاتی تھی۔ لیکن آزاد اہل شہر مین شہر کی ساری رعایا نہین شامل تھی۔ اثینیہ مین بہت سے ایسے لوگ بھی رہتے تھے جو باہر کی پیدایش تھے یا اپنے آپ کو وہان کے کسی معزز خاندان کا رکن نہ ثابت کرسکتے۔ ایسے لوگون کی رائے کو معاملات ریاست وسلطنت مین کسی قسم کا دخل نہ تھا۔ اثینیہ مین بہت سے غلام بھی تھے جو اسپارٹا کے غلامون سے لوٹ کے دیکھتے اچھی حالت مین تھے۔ کیونکہ اُن پر اتنا رحم کیا گیا تھا کہ یہان کے قانون نے اُن کی جانین بچادی تھین۔ اہل شہر کی تعلیم و تربیت کے لیے یہان کوئی ایسے غیر معمولی قانون نہین جاری تھے جیسے کہ اسپارٹا مین تھے۔ مگر باوجود اِس کے اہل اثینیہ بہادری اور معرکہ آرائی کے اعتبار سے لاثانی دُنیا یعنی اسپارٹا والون سے کسی بات مین کم نہ تھے۔ اور شجاعت کے علاوہ تمام دوسرے کمالات مین تو بدرجہا زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔ سولن کے قانون دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے اجرا مین سب سے بڑی یہ غرض پیش نظر رکھی گئی تھی کہ کوئی شخص بذات

مین ایک تو لاقون یا کی ریاست تھی اور اس کے علاوہ اور بھی کئی چھوٹی ریاستین تھین
خاکناے کورنتھ اور آٹی کا کے شمال مین بےیوتیا یا بےیوشیا کی سرزمین تھی جہان کئی
شہر باہم متحد تھے۔ اور اپنے حکمران کی حیثیت سے ایک مجسٹریٹ منتخب کر لیا کرتے تھے جو بیوٹارچ
کے لقب سے یاد کیا جاتا۔ ان شہرون مین سب سے زیادہ اہم تھےبس تھا۔ اہل تھےبس کو
دعوی تھا کہ ہمارے شہر کا بانی قدموس نام ایک شخص تھا جو منجملہ ان لوگون کے تھا جو پہلے
پہل آکے ارض یونان مین آباد ہوئے تھے۔ اُس کی تاریخ یونان کی کہانیون مین سے لغو
ترین کہانی ہے۔ چنانچہ اُس کی نسبت کہا جاتا تھا کہ اپنی بہن اُروپا کی تلاش مین یونان چلا آیا۔
اس لیے کہ جیوپیٹر ایک بیل کے روپ مین جاکے اُسے اقریطش (کریٹ) سے بھگا لایا تھا۔ جس
جگہ تھےبس آباد ہے یہان پہونچ کے ایک اژدہے سے اُس کا سامنا ہوگیا۔ جیوپیٹر نے اُس
اژدہے کو مار ڈالا۔ اور اُس کے دانت زمین مین بو دیے کیونکہ اُسے دانتون کے بونے مین
مہارت حاصل تھی۔ وہ اژدہے کے دانت اُگے۔ اور بڑھ کے مسلح سپاہی بن گئے۔ اور آپس
مین اس قدر لڑے کہ آخر سب کٹ کے مر گئے۔ اُن مین سے صرف پانچ سپاہی بچ رہے تھے۔
اُنھین پانچون نے شہر تھےبس کی بنیاد ڈالنے مین قدموس کی مدد کی۔ اور یقین کیا جاتا تھا کہ معزز
باشندگان تھےبس کی مورث اعلی وہی تھے۔ قدموس ڈلوڈیوس کا دادا تھا۔ اور اسی قدموس
کی نسبت لوگون کو یقین تھا کہ آدمی کا روپ چھوڑ کے سانپ بن گیا تھا۔

تھےبس کے آخری فرمان روا اُڈی پوس نے نادانستگی سے اپنے باپ کو مار ڈالا۔
اور اس جرم مین جلاوطن کیا گیا۔ اُس کے بڑھاپے اور اندھے پن کے زمانے مین اُس کی وفادار
بیٹی اَن ٹی غونہ نے تو اُس کی بڑی خدمت کی۔ مگر اُس کے دو بیٹے ایک دوسرے سے لڑے
چنانچہ اس ناشاد گھرانے کے جرائم اور اُن کے نتیجہ مین اُس کی بدبختیان خاندان اگامیمنون کی
تباہی کے واقعات بھی دوسرے درجہ پر شعراے یونان کی طبع آزمائی کے لیے ایک دلچسپ افسانہ
تھین تاریخ کے زمانہ مین جیسا کہ بیان کیا جا چکا یہان کی حکومت انتخابی یا جمہوری تھی۔ بےاُدش یا
دالون کو دوسرے علاقون کے یونانی بلید اور کُند ذہن خیال کر کے اُن کی تحقیر کرتے تھے
اگرچہ پنڈار جو یونان کے اعلی ترین شعرا مین شمار کیا جاتا ہے اسی قوم کا تھا۔

خوبصورت باغ جو لی سے اُم لیسیم کہلاتا تھا اِسی کا بنوایا ہوا تھا - وہان فلسفی لوگ بیٹھ کے
علیم دیتے تھے اور نوجوان جمع ہوکے ہر قسم کی جسمانی وروحانی ورزشین اور ریاضتین کیا کرتے
تھے اور یہی شخص ہے جس نے پہلے پہل ہوم کی نظمون کو جمع کرکے مرتب کرایا -

۵۲۷ قبل محمد مین جب وہ مرا ہے تو اُس کے دو بیٹے ہپ پی آس اور ہپ پارچوس
اس کے جانشین ہوئے - جنھون نے سختی کے ساتھ حکومت کی - اور لوگون مین اُن کی اطاعت
سے متعلق بددلی اور ناراضی پیدا ہوئی - چنانچہ اتھینیہ کے دو نوجوان بھائیون نے جن مین سے
ایک کا نام ہارموڈیوس اور دوسرے کا آرس توغی تون تھا چونکہ اُن کے خاندان کی ان
دونون حکمرانون کے ہاتھون سے بے عزتی ہوئی تھی ارادہ کیا کہ ایک دعوت کے موقع پر اُن
دونون کو مار ڈالین - مگر صرف ہپ پارچوس کے قتل مین اُنھین کامیابی ہوئی اور دوسرا
بھائی بچ گیا جس کے بچ رہنے کے باعث اِن دونون بھائیون کو قتل کی سزا ہوئی اور اکیلا ہپ پی آس
حکومت کرنے لگا - مگر بھائی کے قتل نے اُسے ایک ایک سے بدگمان اور ظالم بنا دیا تھا -
اس کی جفاکیشی روز بروز بڑھتی ہی گئی - یہان تک کہ اہل اتھینیہ نے اُسے دھمکی دی کہ اگر تم ان بے
عتدالیون سے باز نہ آؤ گے تو ہم تم کو مار ڈالین گے - اور اُس سے سوا اس کے کوئی بات نہ
ن پڑی کہ ایک دن سب سے چھپ کے بھاگ کھڑا ہوا - اور چند سال کی صحرانوردی کے بعد
اریوس یعنی دارائے ایران کے دربار مین پہونچ گیا اُسے پناہ ملی - ہپ پی آس ۵۱۰
قبل محمد مین اتھینیہ سے بھاگا تھا جس کے جاتے ہی پھر وہان جمہوری سلطنت قائم ہو گئی - اور
مقتول بھائیون ہارموڈیوس اور آرس توغی تون کی مورتین بنا کے شہر مین نصب کی گئین - اس لیے
وہی اپنے ملک کو بچانے اور اُسے غلامی کے عذاب سے چھڑانے والے تسلیم کیے گئے -

فصل ششم

یونان کی اور ریاستین اور نوآبادیان ۷۸۲ قبل محمد سے ۵۱۲ قبل محمد تک

یونان کا جنوبی جزیرہ نما پے لوپون نے سوس یعنی پے لوپون کا جزیرہ کہلاتا تھا - قدیم شاہان
یاستہ زمین سے ایک کا نام پے لوپ تھا اور اُسی کی جانب یہ لوگ منسوب تھے - اِس جزیرہ نما

بھی قبضہ کیا۔ اور اِس کی تدبیرین کرنے لگا کہ خود یونان کو بھی فتح کر لے۔ اِن کوششون پر اُسے سب سے زیادہ ہپ پی آس نے اُبھارا۔ یعنی اتھینیہ کے اُسی ظالم و دغاباز فرمان روا نے جس نے یہان سے بھاگ کے دربار ایران مین پناہ لی تھی۔ اور جس کی سب سے بڑی تمنا یہی تھی کہ اتھینیہ والون سے انتقام لے۔ اور اُن کی تباہی سے اپنے غصہ کی آگ فرد کرے۔ ایران کی ملکہ آتوسہ کو اتھینیہ اور اسپارٹا کی کنیزون کا بیحد شوق تھا۔ اور خود دارا ے گشتاسپ ایک کشیدہ قامت حسین و مہ جبین یونانی دوشیزہ کی صورت دیکھ کے مبہوت رہ گیا تھا۔ جو اِس وضع و حالت سے جا رہی تھی کہ سر پر پانی کا گھڑا اٹھا۔ سوت بٹتی جاتی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ایک گھوڑے کو بھی لیے جاتی تھی جس کی لگام اُس کی نازک کلائی مین اٹکی ہوئی تھی۔ اِس حسینہ کو دیکھ کے گشتاسپ اِس قدر محو حیرت ہوا کہ یونان کے حُسن و جمال کا دلدادہ ہو گیا اور یہ چیز اُس کے لیے فتح یونان کی اور محرک ہوئی۔ پھر جب اُسے یہ خبر پہونچی کہ سنہ قبل محمد مین اتھینیہ کے یونانیون کے برتے پر ایشیاے کوچک کے یونانی اُس کے سردارون کے خلاف بغاوت کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے اور شہر سارڈیس مین آگ لگا دی تو وہ اِس مہم کے لیے بلا تامل اُٹھ ہی کھڑا ہوا۔

پانچوان باب

یونان پر ایرانیون کی چڑھائی (سنہ ۱۰۵۹ قبل محمد سے سنہ ۱۰۳۱ قبل محمد تک)

فصل اول

معرکۂ ماراتھون (سنہ ۱۰۶۰ قبل محمد)

سنہ ۱۰۶۱ قبل محمد مین داراے ایران نے یونان پر چڑھائی کرنے کی پوری تیاریان کر لین۔ اور اپنے والیون دارتیس اور اَرتافرنِس (دارا فرن) کے زیر نظم ایک معتد بہ لشکر اور جہازون کا ایک بیڑا روانہ کر دیا۔ چونکہ اِن لوگون کو خاص اتھینیہ پر حملہ کرنے کا حکم تھا۔ لہٰذا یہ بیڑا اے ری ٹاکا کی طرف روانہ ہوا۔ اور ہپ پی آس کی رہبری سے

یونان کی سب سے زیادہ شمالی ریاست تھس سالی (تھسلی) تھی۔ اور آپی رُوس (یعنی (ایپائرس) مقدونیہ اور اُسے لڑلی آجو علاقہ کہ اُس کی سرحد سے باہر تھے وحشی علاقہ تصور کیے جاتے تھے۔ مگر اس تعصب کے ساتھ تمام یونانیون کا یہ حال تھا کہ اپنے ملک کی تنگ سرزمین مین بند نہ رہتے تھے۔ اُن کی معزز قومون کی بہت سی نوآبادیان اُن کے قرب و جوار کے جزائر اور نیز ایشیا مین قائم ہوگئی تھین۔ ایولیا والون نے ایشیاے کوچک کے شمالی مغربی حصہ پر قبضہ کرلیا تھا۔ ایورنیا والے دریاے میئے نڈرس اور ہرمس کے درمیان مین جاکر بس گئے تھے۔ جہان کا صدر مقام شہر افی سُوسُ تھا۔ اس شہر کا عالیشان مندر جس مین آرتے میس یعنی ڈیانا دیوی کی مورت تھی دُور دُور مشہور تھا۔ یہ ایک کالی مورت تھی اور اس کی نسبت لوگون کو دعوی تھا کہ آسمان سے گری ہے۔ بحر ایجی اُن مین بھی اُن کے بہت سے جزیرے تھے۔ اور یونان کے مغربی جانب بھی چند جزیرے تھے جو اب تک جزائر یونان کہلاتے ہین۔ ایشیاے کوچک کے جنوب مین ڈوریا والون کے بھی کئی شہر تھے۔ لیکن اُن کی خاص نوآبادیان جزیرۂ صقلیہ مین تھین جس کا سب سے بڑا شہر سیراقوس تھا۔ اور اُس کے گرد اور کئی شہر تھے ایطالیا (اٹلی) مین اس کثرت سے یونانی جاکے بس گئے اور رہ پڑے تھے کہ اُس کا جنوبی حصہ مدت دراز تک میگنا گریشیا۔ یعنی بڑا یونان کہلاتا رہا۔ اور یہین شہر سی باریس تھا جس کی کاہلی اور عشرت پسندی ضرب المثل ہو رہی تھی۔ حتی کہ کہا جاتا تھا کہ وہان کے باشندون نے اپنے مرغون کو اس لیے پکڑ پکڑ کے ذبح کر ڈالا کہ یہ ہمین سونے نہین دیتے اور صبح سویرے جگا دیتے ہین۔

یہ تمام نوآبادیان یونان کی اصلی ریاست سے تعلقات قائم رکھتی تھین۔ اور یونان کی عظمت فلاح کو خود اپنی عظمت و فلاح تصور کرتی تھین۔ ہومر شاعر یا تو ایشیا مین پیدا ہوا تھا یا جزائر یونان مین سے کسی مین لیکن سات مقامات سے کم نہ تھے جو اس رتبے کے ساتھ لڑ جھگڑ رہے تھے کہ اس کا وطن ہونے کی عزت ہم ہی کو حاصل ہے۔

لی ڈیا کی فتح کے بعد کیخسرو نے یونان کی بہت سی نوآبادیان اپنے قبضہ مین کرلین۔ اور دارے عجم گشتاسپ نے اُس کے بعد اور فتحین حاصل کین۔ یہان تک کہ پورا جزیرہ نما اُس کے زیر فرمان اور اُس کے ممالک محروسہ مین شامل ہوگیا تھا۔ اب اُس نے چند جزیرون

بھی ایرانیون کا قدم اُکھڑ گیا۔ اور اُنھین پوری شکست ہوگئی۔ اب ایرانی نہایت ہی بے ترتیبی و بدحواسی سے بھاگے اور ان کا ہر شخص اسی کوشش مین تھا کہ کسی طرح بھاگ کے جہازون پر پہونچ جائے۔ لیکن تعاقب کرنے والے پیچھے ہی لگے ہوئے اور اس قدر قریب تھے کہ ایرانیون کے سات جہازون پر یونانیون نے قبضہ کرلیا۔ اور جو ایرانی فوج کنارے پر رہ گئی تھی کثرت سے ماری گئی۔ بیڑے کا باقی ماندہ حصہ اپنی جان لے کے بھاگا۔ اور خلیج پر چکر کھا کے اتھینز کے قریب نمودار ہوا تاکہ فتح پا کے یونانیون کے پہونچنے سے پہلے ہی اتھینز پر قبضہ کرلے۔ لیکن ملتیادیس شاید ان کے ارادے سے واقف ہو گیا تھا کہ جھٹ پٹ کوچ کر کے اتھینز مین آگیا۔ اور جس طرح جب ایرانی آئے تھے ویسی ہی پھرتی دکھا کے وہ بھی آ پہونچا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایرانیون کے بنائے کچھ نہ بنی۔ اُنھین یورش کی جرأت ہی نہ ہوئی۔ اور ناکام و نامراد ہو کر وہ ان کو واپس چلے کہ اپنی شکست کی داستان جا کے اپنے وطن کو سنائین۔

اتھینز مین اس فتح پر بڑی خوشیان منائی گئین۔ اور ملتیادیس کی بھی بڑی عزت کی گئی۔ مگر وہ اگرچہ ایک بے مثل سپہ سالار تھا مگر اچھے اخلاق کا آدمی نہ تھا۔ تھوڑے ہی زمانہ مین اس پر دغل فصل اور دو فصلی کارروائیون کی بدگمانی کی جانے لگی۔ اُس پر یہ بدگمانیان ہو رہی تھین کہ وہ لشکر لے کے جزیرہ پاروس کے فتح کرنے کو روانہ ہوا۔ وہان لڑائی مین زخمی ہوا۔ اور اتھینز مین مجبوراً واپس آیا۔ لیکن یہان آتے ہی اُس پر یہ الزام لگا کے کہ اِس لشکر کشی مین وہ صاف باطن اور نیک نیت نہ تھا ایک مقدمہ قائم کر دیا گیا۔ اور جرم کے ثابت ہو جانے کے بعد عدالت نے اُسے قتل کی سزا دی۔ باوجود اس کے محض اُس کے کارنامون اور قومی خدمات کا لحاظ کر کے یہ سزا پچاس ٹیلنٹ کے جرمانے سے بدل دی گئی۔ مگر وہ اِس رقم کو ادا نہ کر سکا جس کے باعث قید خانے مین ڈال دیا گیا۔ اور وہین تھوڑے دنون بعد اُن زخمون کی وجہ سے جو اُسے میدان جنگ سے واپس لائے تھے مر گیا۔

ان دنون اہل اتھینز پر اپنے شہر کے دو معزز لوگون کا اثر تھا جن پر اُنھین بھروسا تھا۔ ایک تو آرس ٹے دیس (ارسٹائڈیز) اور دوسرا تھے مس ٹوکلیز (تھمسٹاکلیز) ارس تی دیس عادل کے لقب سے مشہور تھا۔ اس لیے کہ راست بازی اور بے غرضی

جاکے خلیج مراتھن مین لنگر انداز ہوا - جہان اتھینیہ سے اور اُن کے درمیان بیچ صرف پہاڑیون کا
ایک سلسلہ حائل تھا -

اس یورش کی خبر سنتے ہی اتھینیہ والون نے گرد کی تمام ریاستون مین آدمی دوڑا کے
کمک طلب کی - مگر اسپارٹا والے وقت پر نہ پہونچ سکے - اور جو لوگ اُن کی مدد کو آسکے
وہ ریاست پلاٹیا کا ایک چھوٹا گروہ تھا - اتھینیہ والے ایرانی غنیم سے تعداد مین بہت
کم تھے - لیکن اُنھون نے اِس کی پروا نہ کی لڑائی کے لیے بہادری سے تیار ہو گئے اور اپنے
تمام سپاہیون کو جنگ آزمائی کے لیے جمع کیا - وہان کے مروجہ قانون کے مطابق فوج دس
سپہ سالارون کے ماتحت تھی - اور دسون کے اقتدارات یکسان تھے جس کی بنا پر ہر سپہ سالار کو باری
باری کل فوج کی سپہ سالاری کا حق حاصل تھا - لیکن ان دسون مین سے ایک کو جس کا نام
آرس تی دیس (ارسٹائی ڈیز) تھا یہ خیال گذرا کہ اِس طرح مقابلہ کیا گیا تو کامیابی دشوار
ہے - اِس لیے اُس نے اپنی باری مل تی آدے س (مل تشیا دیز) کو دے دی - اور اپنی ایک
نظیر قائم کر کے دوسرے سپہ سالارون کو بھی آمادہ کیا کہ اپنی باری چھوڑ دین - اس طرح
مل تی آدے س لڑائی ختم ہونے تک کے لیے لشکر یونان کا سپہ سالار رہا جو اُن دنون
اُن مین قابل ترین شخص تھا -

مل تی آدیس اپنی چھوٹی فوج لے کے مقابلہ کو روانہ ہوا - اور پہاڑیون کے اس پار آیا -
جہان ایرانیون کے لشکر کا عظیم الشان سمندر لہرین مار رہا تھا یہان یونانی ایرانیون کے
سامنے صف آرا ہوئے - ایرانی لشکر کی صفین میدان مراتھون مین اس سرے سے
اُس سرے تک پھیلی ہوئی تھین - دونون حریفون کا سامنا ہوتے ہی لڑائی چھڑ گئی - مگر تھوڑی
ہی دیر مین میدان جنگ کا خاتمہ ہو گیا - کیونکہ یونانی اس قدر جوش مین بھرے ہوئے تھے -
بغیر اس کے کہ اپنے تیرون یا تیرزن (؟) کو جنھین اکثر چھاپے مارا کرتے تھے کام مین لائین یکایک ایرانیون
پر ٹوٹ پڑے - اور دست بدست لڑائی ہونے لگی - قلب فوج مین یونانیون کو شکست ہو گئی -
لیکن اُن کے جناحین یعنی دونون بازون کے لشکر نے بڑھ بڑھ کے فتح حاصل کر لی - اور یہ دونون
جناح اپنے سامنے والے ایرانیون کو پسپا کر کے جب قلب فوج کی طرف جھکے تو وہان

صورت اختیار کرلی۔ اور اسی عنوان سے ٹریجڈیون کا کھیل جو یونان کی قدیم کہانیون پر مبنی تھا شروع ہوا۔ ایس شی لوس کی بعض ٹریجڈیان جو دست برد زمانہ سے بچ کے آج تک محفوظ رہ گئی ہین اور ہمارے ہاتھ مین ہین نہایت اعلیٰ درجہ کی ہین اور دنیا کی اعلیٰ ترین شاعری کا نمونہ ہین۔ اور اُس عہد قدیم کے سارے مستند لٹریچر کی بہ نسبت اُن سے اس بات کا زیادہ پتہ لگتا ہے کہ ان پُرانے یونانیون کو اُس قادر مطلق کی کس قدر تلاش تھی جس کا اُنھین پتہ نہین لگا تھا۔

فصل دوم

معرکۂ تھرموپی لے (۴۸۵ء قبل محمد سے ۶۱۱ء قبل محمد تک)

میدان مرتھون مین یونانیون کو فتح حاصل ہوجانے سے صرف اتنا ہوا کہ ایرانیون مین زیادہ کد و کاوش اور انتقام کی پُرجوش خواہش پیدا ہو گئی۔ اور داریوس نے یونان پر دوبارہ چڑھائی کرنے کے واسطے بڑی بڑی تیاریان کین۔ لیکن اس مہم کے پورے ہونے کی نوبت نہین آنے پائی تھی کہ ۵۸۶ء قبل محمد مین وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔ یقین کیا جاتا ہے کہ مجموعۂ عہد قدیم (توراۃ) کی کتاب عزرا نبی مین جس بادشاہ کا ذکر آیا ہے۔ اُس سے یہی بادشاہ داریوس مراد تھا اُس نے سماریہ والون کو اس بات سے روکا کہ ہیکل سلیمانی کے از سر نو تعمیر کرنے مین بنی اسرائیل کے مزاحم ہون اور اُنھین ستائین۔

اُس کا جانشین اور مالک تاج و دیہیم کیخسرو ہوا جسے یونانی لوگ زرکسیز کہتے ہین۔ حضرت دانیال پیغمبر نے پہلے سے خبر دے دی تھی کہ "چوتھا (بادشاہ سائرس کے بعد) سب سے زیادہ باعظمت و جلال ہوگا۔ اور اپنی قوت سے وہ سب لوگون کو اپنی دولت و حشمت کی بدولت یونان کے خلاف اُٹھا کے کھڑا کر دے گا۔" لہٰذا دیکھنا چاہیے کہ یہ پیشین گوئی کیونکر پوری ہوئی۔

کیخسرو نے بڑے جوش و خروش سے لڑائی کی تیاریان کین۔ جہازون نے ساحل ہی ساحل جو سفر کیا (اس لیے کہ اُس وقت کے جہاز رانون کو اس کی ہرگز جرأت نہ ہو سکتی تھی کہ بہ خط مستقیم روانہ ہو کے بحر ایجین کے پار ہو جائین) اُس مین اکثر طوفان سے سابقہ رہا۔ اور

کے میدان مین اُس کے قدم کو کبھی لغزش نہین ہوئی تھی۔ اُسے فقط اپنے ملک کی فلاح وبہبود اور اُس کی سچی عزت کی، دُھن تھی اور بس۔ ذاتی دولتمندی وترقی کا اُسے بہت ہی کم خیال آتا۔ اِس کے مقابل تھے مس تو قلیس زیادہ سیانا اور چالاک تھا۔ اُسے اثینہ سے بڑی محبت تھی۔ مگر اُس کی خدمت محض اپنی عظمت اور اپنے اقتدارات کے خیال سے کرتا۔ لوگون مین ہر دلعزیز بننے کے لیے راست بازی اور شریف النفسی کا جوہر دکھانے کے عوض وہ اُن کے پاس تحفہ اور ہدیہ بھیجا اور اُن کی خوشامدین کرتا۔ ایک زمانہ تک وہ ایسی ہی تدبیرون سے لوگون کے موافق بنانے کی کوششین کرتا رہا۔ مگر جب دیکھا کہ ارس تی دیس بے کچھ صرف کیے اور بغیر خوشامدون اور سازشون کے ہر دلعزیز بنا ہوا ہے اور میرے اغراض ومقاصد مین مزاحم تو اُس عادل شخص کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا۔ اور اُس کے خلاف ایک نہایت سازش قائم کرکے اُسے جماعت سے باہر اور شہر سے جلا وطن کر دیا۔ کہتے ہین کہ ایک دن یونان کا ایک شریف آدمی جسے معاملات سلطنت مین راے دینے کا حق حاصل تھا اور کسی دہات سے آرہا تھا راستہ مین ارس تی دیس کو ملا۔ ارس تی دیس کو وہ پہچانتا تھا اور چونکہ پڑھا لکھا نہ تھا۔ اِس لیے اُس سے التجا کرکے کہا "اس سیپی کے ٹکڑے پر مجھے اُس شخص کا نام تو لکھ دو جسے مین خارج البلد کرانا چاہتا ہون۔" اور جب ارس تی دیس نے سیپی ہاتھ مین لے کے نام پوچھا تو ارس تی دیس ہی کا نام یعنی اُسی کا نام بتایا۔ ارس تی دیس نے بے تکلف نام لکھ دیا اور وہ سیپی اُس کے حوالے کرکے پوچھا۔ ارس تی دیس کو لوگ کیون جلا وطن کرتے ہین؟" اُس نے کہا "مین اس بارے مین تو کچھ نہین کہہ سکتا۔ لیکن مجھ سے سچ پوچھو تو یہ کہون گا کہ اُسے عادل سنتے سنتے اس قدر اُکتا گیا اور تنگ آگیا ہون کہ چاہتا ہون کہ اُس سے کسی طرح پیچھا چھوٹ جائے۔"

الغرض کثرت آرا کی بنا پر جو غالباً کسی صحیح اصول پر نہ ہوگی ارس تی دیس اثینیہ سے جلا وطن کیا گیا۔ اور اُس کے خارج البلد ہوتے ہی تھے مس تو قلیس سلطنت مین سب سے بڑا صاحب اثر شخص ہو گیا۔

ایس شی لوس جو سب سے بڑا مصنف ٹریجڈیون یعنی حسرت ناک ناٹکون کا گذرا ہے انھین دنون اثینیہ مین رہتا تھا۔ شراب کے دیوتا ڈیونی سوس یعنی باخ چوس کی جاترا مین معمول تھا کہ اُس دیوتا کی عزت کی یادگار مین ہمیشہ ناچ گانا ہوا کرتا۔ اور لوگ دیوتاؤن یا معزز ومشہور یا ہیرؤن کے بہروپ مین آکے تقریرین کیا کرتے۔ اِن تقریرون نے چند روز کے اندر مکالمہ کی

مگر یہ ایک وقتی خیال تھا۔عبرت ہوئی۔ مگر یہ نہ ہوا کہ اُس کی اولوالعزمی کے حوصلہ مین ذرا بھی فرق آتا۔ یا جس خلقت عظیم کو تقدیری فیصلہ کی طرف لیے جاتا تھا ان مین سے ایک متنفس کے بچانے کی بھی کوشش کرتا۔

اِسی اثنا مین اہل یونان نے جن کا حوصلہ مراتھون کی فتح سے بڑھ گیا تھا اس خطرے کا سامنا کرنے کے لیے باہم ایکا کر کے ایک کونسل کی اطاعت قبول کر لی۔ چونکہ کورنتھ مین جمع ہوئی تھی۔ پہلا مقام جس کے بچانے اور جہان جم کے لڑنے کا اُنھون نے ارادہ کیا وہ تھرموپلے تھا یہ کوہ اے ٹا کی ایک نہایت تنگ گھاٹی تھی۔ اور خشکی کی راہ سے ارض یونان مین داخل ہونے کا یہی ایک راستہ تھا۔ اِس لیے کہ اِس راستہ کے سوا اور سب طرف ناقابل گذر کوہستان تھا۔ اور ساحل بحر کے قریب ایسی گہری دلدل تھی کہ اُسے طے کر کے پار ہونا بالکل غیر ممکن تھا۔

اِسپارٹا کے دو بادشاہون مین سے ایک کے ذمہ جس کا نام لے اونی ڈاس تھا یہ خدمت کی گئی کہ اِس گھاٹی کو حریف کے قبضہ سے بچائے اور وہین ایرانیون کا مقابلہ کرے۔ وہ اسپارٹا کے تین سو جوانون اور دیگر ریاست ہاے یونان کے چند اور گروہون کو لے کے تھرموپلے مین پہونچا۔ ایرانیون کے لشکر کا دریاے مواج جب یہان تک پہونچا تو اُنھون نے گھاٹی کے اندر ان چند اسپارٹا والون کو اِس حال مین دیکھا کہ بعض تو اپنے ہتھیارون کو رگڑ رگڑ کے چمکا رہے ہین۔ اور بعض بالون مین کنگھی کر رہے ہین جیسا کہ ہر لڑائی کے پیشتر اُن کا معمول تھا کیخسرو نے ایک آدمی بھیج کے انھین حکم دیا کہ یہان حاضر ہو اور ہتھیار ڈال دو۔ لے اونی ڈاس نے جو اہل اسپارٹا کے مذاق کا مکمل نمونہ تھا کمال سادگی اور بے پروائی سے جواب دیا "تو آپ خود ہی آ کے لے لیجیے"!

اِس جواب کے بعد کیخسرو مین بھلا ضبط کی کہان تاب تھی؟ فوراً حملہ کا حکم دے دیا۔ مگر باوجودیکہ ایرانی مسلسل تین روز تک حملہ اور یورشین کرتے رہے کسی طرح قابض نہ ہو سکے۔ یہ ایک تنگ مقام تھا جہان فقط چند ہی آدمی ایک وقت مین سامنے آ کے مقابلہ کر سکتے تھے۔ اس سبب سے ایرانی اپنی کثرت سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ مشرق کے خودمختار شہنشاہ کے سپاہی بہ نسبت غلامون سے زیادہ وقعت نہ رکھتے تھے بار بار حملہ کرنے کے لیے ہنکائے اور بڑھائے جاتے تھے۔ مگر صرف اسلیے کہ اُن چند آزاد بہادرون کے ہاتھ سے زخمی ہو کے اور کاری ضرب کھا کے جانین دین جو اپنے وطن

جہاز خطرے مین مبتلا رہے۔ جس وقت یہ بیڑہ کوہ آتھوس کی سنگستانی راس کا چکر کاٹ رہا تھا کیخسرو نے حکم دیا کہ زمین اور پہاڑون کو کاٹ کے ایک اتنی وسیع نہر نکالی جائے کہ اُس مین سے ہو کے اُس کے جہاز گذر جائین۔ کہتے ہین کہ اُس نے پہاڑ کے دیوتا کے پاس اپنا ایک ایلچی بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ میرے کاریگرون اور نہر کھودنے والون کے راستہ مین چٹانین اور پہاڑ نہ آئین ورنہ تمھارا یہ پہاڑ کاٹ کے گرایا اور سمندر مین پھینک دیا جائیگا۔ کیخسرو نے ایک پل ہلسپانٹ یعنی آبنائے ڈارڈنیلز پر بھی تعمیر کرایا جو ایک میل لنبا تھا۔ یہ پل جہازون کو دوہری قطارون مین باندھ کے اور لنگرون کے ذریعہ سے اُنھین اپنی جگہ پر روک کے بنایا گیا تھا۔ اس طرح جہازون کی دو صفین قائم کر کے اُن پر دو سڑکین نکالی گئین۔ اتفاقاً اُسی زمانہ مین ایک طوفان آیا۔ اور سمندر کے تلاطم سے اُن جہازون کی ترتیب مین فرق پڑا تو کیخسرو نے غصہ مین آکے موجون کو پٹوایا۔ اور ایک زنجیر سمندر مین ڈال کے خیال کیا کہ موجون کے پاؤن مین بیڑیان ڈال دی گئین۔ اور بڑے بڑے کاریگر اس جرم مین کہ سمندر نے اُن کے کام کو کیون بگاڑ دیا یا تو کوڑون سے پٹوائے گئے۔ یا جان سے مار ڈالے گئے۔

پل کے اُس پار اُتر کے اُس کے نکاس ہی پر ایک اونچا تخت بچھوا کے کیخسرو بیٹھ گیا تاکہ اپنی فوج کا معائنہ کرے۔ ہر قوم جب سامنے سے گذرتی تو دیوان اُس کا نام اور پتہ پڑھ کے سناتا۔ اُس کے علم کے نیچے ہزارون گروہون کا مجمع تھا۔ دس ہزار خاص ایرانی سوار تھے جو غیر فانی کہلاتے تھے۔ اُن کے لباس پر سونے چاندی کا کام جگ مگ جگ مگ کر رہا تھا۔ اسیریا والون کے ہاتھون مین لکڑی کے گرز تھے۔ ہندوستانی بہادر روئی کے شلوکے پہنے ہوئے تھے۔ لیڈیا والون کے اسلحہ یونانیون کے ہتھیارون سے ملتے جلتے تھے۔ عرفی سوارون کے ہاتھون مین کمانین تھین حبشی جن کے کالے بدن آدھے لال اور آدھے سفید رنگے ہوئے تھے اُنکے ہاتھون مین نیزے تھے جن کی نوکون پر بارہ سنگھون کے سینگ چڑھے ہوئے تھے۔ یہ تو خشکی کی فوج تھی جس کے مقابل سمندر مین نہایت ہی ہنرمند فنیقی جہاز ران تھے جو طلوع ہونے والے سورج کی شعاعون مین اپنے جہازون کو حرکت دے رہے تھے خلقت کے اس مجمع عظیم کو دیکھ کے کیخسرو کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے۔ اور دل مین یہ خیال گذرا کہ چند ہی سال کے اندر ان تمام لوگون مین سے ایک بھی روئے زمین پر باقی نہ ہوگا

کہ جزیرۂ نمائے کورنتھ اور یونان کے درمیان مین جو خاکنائے واقع ہے اُس مین اِس سرے سے اُس سرے تک ایک دیوار کھینچ کے علاقۂ پےلوپون نےسوس کی حفاظت کرین۔ اس تجویز کی رو سے چونکہ اے تی نیا جو اسی طرف واقع تھا گویا دشمنون کے ہاتھ مین دے دیا گیا تھا اور اُس کے تباہ و مسمار ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ لہذا لوگون نے ڈِل فی مین جا کے فال دیکھی اور دیوتا کے سامنے یہ سوال پیش کیا کہ "اِس آنے والی آفت سے بچنے کی کون تدبیر ہے؟" جواب ملا کہ "اِس شہر کی قسمت مین تو تباہ ہی ہونا ہے مگر ایک چوبی دیوار اہل شہر کو بچا لے گی - اور شہر سلامیس مین عورتین لاولد ہو جائین گی"۔

اب اِس جواب کے معنے لگائے جانے لگے۔ بعض نے خیال کیا کہ چوبی دیوار سے مراد یہ ہے کہ شہر اثینیہ والے اےکروپلیس مین جا کے پناہ لین جو ایک دفعہ لکڑیون کا ایک جنگلہ چارون طرف قائم کر کے کسی حریف کے حملون سے بچایا گیا تھا۔ لیکن تھےمس توقلیس نے اُنھین یہ خیال دلایا کہ اُن کی لکڑیون کی دیوار سے مراد اُن کے جنگی جہاز ہین - اور اِس فال کا یہ مطلب ہے کہ ہم سب شہر سے نکل کے جہازون پر چلے جائین۔ سوا اُن چند لوگون کے جنھین پہلی رائے سے اتفاق اور شہر اکروپلیس مین پناہ ملنے کا یقین تھا سب نے آخری تجویز کو پسند کیا کہ جہازون پر جا کے پناہ لین۔ چنانچہ عورتین اور بچے تو جہازون پر لاد لاد کے مقامات اےجی نا اور ترےزے نہ مین پہونچا دیے گئے اور مرد جہازون پر سوار ہو کے باقی ماندہ یونانی بیڑے کے قریب ٹھہرے جو جزیرۂ سالامیس کے پاس تھا۔

اب ایرانیون نے آگے بڑھ کے شہر اثینیہ کو بغیر اِس کے کہ کوئی مقابل و مزاحم ہو مسمار کر دیا۔ مکانون مین آگ لگا دی - مورتون اور تمام آرائش کی چیزون کو لوٹ لیا۔ اور دوسری طرف ساحل پر اُن کا بیڑہ اِس عظمت و شان سے اور ایسے کثیر التعداد جہازون کو لیے ہوے سالامیس کی جانب بڑھا کہ بعض یونانی ہمت ہارنے لگے۔ اور اُن مین تجویزین ہونے لگین کہ جب تک ایرانی جہاز خلیج سُونی اُدم مین پہونچین پہونچین ہم اپنے جہازون کو کہین اور بھگا لے جائین۔ وہ اسی تذبذب اور تردد کے عالم مین تھے کہ کسی اجنبی شخص نے آ کے تھےمس توقلیس کو الگ بُلایا۔ یہ ارس تے دیس تھا جس نے اپنے وطنی حریف سے کہا "تھےمس توقلیس! ہم تو آپس مین جیسے

اور اپنے بال بچون کی حمایت مین سچے دل سے لڑ رہے تھے۔ کیخسرو کو یہ حالت دیکھ کے غصہ بھی تھا اور ایک گونہ نا امیدی بھی اُس کے دل مین پیدا ہو چلی تھی۔ اسی اثنا مین یونانیون کا ایک قومی نمک حرام جو اِس ملک کا رہنے والا اور اُس سرزمین سے خوب واقف تھا ایرانی لشکرگاہ مین آیا۔ اور ایرانیون سے کہا "مین آپ کو ایک اور راستہ سے جو ذرا چکر کا ہے پہاڑ کے اُس پار پہونچا دونگا۔ اور آپ کو موقع حاصل ہو جائے گا کہ اِن اسپارٹا والون پر آگے پیچھے دونون طرف سے حملہ کر کے انھین مغلوب و مقہور کر دیجیے"۔

اِس کے دوسرے دن صبح تڑکے لی اونی ڈاس کو خبر پہونچی کہ حریف کو راستہ مل گیا۔ اور اب دشمنون پر کوئی زور نہ چل سکے گا بلکہ وہ قطعاً غالب آجائین گے۔ اگرچہ ابھی اُسے واپس جانے کا موقع حاصل تھا مگر یہ بات اسپارٹا والون کی عادت و شان کے خلاف تھی کہ لڑائی مین دشمن کی طرف سے منھ پھیرین۔ خلاصہ یہ کہ لی اونی ڈاس مع اپنے تین سو اہل اسپارٹا اور سات سو تھس پیا والون کُل ایک ہزار ہمراہیون کے جنھون نے مرتے دم تک رفاقت کا وعدہ کیا تھا اپنے دوستون سے رخصت ہوا اور مرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ آخر کار پشت کی طرف سے بھی ایرانی آپہونچے اور دونون جانب سے اُن پر نرغہ ہوا۔ اب یونان کے اِن ایک ہزار بہادرون پر ہزارون برچھون اور گُرزون کی دوہری مار پڑ رہی تھی۔ سب سے پہلے لیونی ڈاس مارا گیا جس کے گرتے ہی اُس کے وفادار اہل اسپارٹا نے اُس کی لاش بچانے کی کوشش کی اور سب اِسی کوشش مین لڑتے ہوئے اپنے سردار کی لاش کے گرد ڈھیر ہو گئے۔ مگر اپنے خون کا انتقام اُنھون نے مرنے سے پہلے اپنی زندگی ہی مین لے لیا۔ اِس لیے کہ اِن سر بکف جانبازون کی لاشون کے گرد ایرانیون کی لاشون کا بھی ایک بڑا بھاری انبار لگا ہوا تھا اور دونون جانب کے مقتولون مین تعداد کا جو نمایان فرق تھا وہ اِن تھوڑے سے یونانیون کی عظمت کو رہتی دنیا تک برقرار رکھے گا۔

فصل سوم

کیخسرو کی شکست۔ (۱۰۵۱ قبل محمد سے ۱۰۳۶ قبل محمد تک)

تھرموپلے کی گھاٹی کے ہاتھ سے نکل جانے کی خبر پہونچی تو کورنتھ کی کونسل نے ارادہ کیا

جہان بہ ہو سکتے تھے اپنی جانین لے کے تسلی اور تھرس مین پہونچے - اور وہان سے بڑے بھاری نقصان اُٹھانے اور طرح طرح کی مصیبتین جھیلنے کے بعد اُنھین وطن کی صورت دیکھنا نصیب ہوئی

ان بلاؤن کے دفع ہونے کے بعد اہل اِتھنیا اپنے پیارے شہر مین واپس آئے اور اُس کی منہدم اور ویران عمارتون کو اُنھین پہلے آثار پر پھر تعمیر کیا - اور پہلے سے زیادہ شان و شوکت کے ساتھ قائم کیا - تھےمس توقلیس نے شہر کے از سر نو تعمیر کرنے اور خوش نما بنانے مین اپنے بیش بہا مشورون سے بڑی مدد دی - لیکن اِس کار فرمائی مین اُس کا حوصلہ اور اُس کے دعوے روز بروز بڑھتے جاتے تھے اور یہ چیز اہل شہر کو ناگوار گزری - چنانچہ سنہ ۴۷۱ قبل محمد مین وہ یونان سے جلاوطن کر دیا گیا - تقریباً اسی زمانہ مین اسپارٹا کا حکمران پوسانی اُس جواپنی منقسمہ حکومت اور صرف برائے نام بادشاہی سے خوش نہ تھا - (۲) بات کی سازش کرتا نظر آیا کہ ... پھر یونان پر چڑھائی کرے مگر جیسے ہی دیکھا کہ میرا جرم کھل گیا ہے بھاگ کے ایک مندر مین چھپ رہا - اسپارٹا والون کو اس کی جرأت تو نہ ہوئی کہ اُسے شوالے سے زبردستی نکالین - مگر چارون طرف سے گھیر لیا - اور باہر نکلنے کے سب راستہ بند کر دیے - چنانچہ وہ اُسی بت خانہ مین فاقہ کر کر کے اور سوکھ سوکھ کے مر گیا - اس سازش مین تھےمس توقلیس بھی شریک تھا جیسے ہی اُس کا حال کھلا بھاگ کے علاقہ ... مین چلا گیا - جو بحر ایڈریاٹک کے ساحل پر واقع تھا - وہان کا بادشاہ اَدمے طُوس اُس کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا - جس کے باعث تھےمس توقلیس سے سوا اِس کے کوئی تدبیر نہین بن پڑی کہ اُس کے گھر کے اندر گھس گیا - گھر کے دیوتاؤن کے درمیان قربان گاہ کا جو آتش خانہ تھا اُس پہ جا کے بیٹھ گیا - بادشاہ مولوس سی کے ایک ننھے بچے کو پکڑ کے اپنے دونون گھٹنون مین دبا لیا - اور فریاد کی کہ مجھے امان دی جائے" ملک کا عام قاعدہ تھا کہ جو کوئی اِس طریقہ سے پناہ مانگتا اُس کی درخواست منظور کرنے مین تامل نہ کیا جا سکتا - الغرض یون تھےمس توقلیس خود اپنے ایک جانی دشمن کی پناہ مین آ گیا -

چند روز بعد وہ یہان سے بھاگ کے دارائے عجم کے پاس ایران مین پہونچا - جو اُس سے نہایت لطف و کرم کے ساتھ پیش آیا - اور یونان کے فتح کے متعلق اُس نے جو نئی تدبیرین بتائین اُن کو شاہ عجم نے بڑے شوق سے سُنا - دربار ایران مین اُس کی بڑی قدر و منزلت ہوئی - بادشاہ نے

دشمن ہین ویسے ہی دشمن بنے رہین۔ لیکن ہمارا تمھارا مقابلہ اس بات مین ہو کہ وطن کی بہترین خدمت کون کر سکتا ہے۔ مین یہ کہنے کو آیا ہون کہ یہ گفتگو فضول ہے کہ سالامیس کو چھوڑ دیا جائے یا نہ چھوڑا جائے۔ کیونکہ اب ہم چارون طرف سے گھرے ہوئے ہین۔ اور اُسی صورت مین بھاگ کے بچ سکین گے جب کہ دشمنون کے جہازون کی صفین توڑ کے اپنا راستہ نکالین"۔

اور یہ بالکل سچ تھا۔ اس لیے کہ کیخسرو کے جہازون کا بیڑا سر پر آ پہونچا تھا۔ اور اُس نے پورا محاصرہ کر کے خلیج کا راستہ ایسا بند کر دیا تھا کہ ارس تی دیس بھی بڑی مشکلون سے رات کے اندھیرے مین یہ خبر دینے کے لیے آ سکا تھا۔ اِس بحری لڑائی کا تماشا دیکھنے کے لیے کیخسرو نے قریب کے سلسلۂ کوہ کی ایک بلند چوٹی پر اپنا تخت بچھوایا تھا تاکہ اپنے بہادرون اور جہاز رانون کی فتحمندی کا تماشا دیکھے۔ مگر جو تماشا اُسے نظر آیا وہ اُس کی امید و آرزو کے بالکل خلاف تھا۔

اِس دریائی لڑائی مین حملہ کی ابتدا یونانی سپاہیون نے کی۔ اور بہت جلد دیکھتے ہی دیکھتے اُنھون نے کامل فتح حاصل کر لی۔ تقریباً دو سو جہازون کو اُنھون نے ڈبو دیا یا پکڑ کے اپنے قبضہ مین کر لیا۔ باقی ماندہ جہاز اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے اور بھاگے۔ کیخسرو کا اتنا بڑا نقصان ہوا تھا اور اس معرکہ مین اپنی قسمت یون ناگہان بگڑتی نظر آئی تھی کہ اُسے خود اپنی جان خطرے مین نظر آئی۔ اور سوا اس کے اُس سے کوئی بات نہ بن پڑی کہ اپنے بیڑے اور فوج کے ایک حصہ کو اپنے والی اندر ہتر پ مَردونی اُوس کی ماتحتی مین چھوڑ کے ایران واپس چلا گیا۔

مَردونی اُوس نے موسم سرما تھسلی مین بسر کیا۔ اور اُس کے بعد پھر فوج ملے کے جنوبی یونان کی طرف بڑھا۔ پلاطیہ کے تاریخی میدان مین حریف سے مقابلہ ہوا۔ اِس لڑائی مین بھی قسمت مشرقی حملہ آورون کے خلاف تھی۔ اسپارٹا والون نے اپنے بادشاہ پوسانی اس کے زیر علم اور اے تھی نیہ والون نے اپنے فرمان روا ارس تی دیس کے زیر کمان لشکر عجم کو شکست دی۔ اور مردونیوس میدان مین مارا گیا۔ اِس موقع پر یونانیون نے سونے اور جواہرات کی مقدار کثیر، نرم و نازک قالینون گھون اور ہر قسم کے مشرقی سامان عیش کو شکست خوردہ ایرانیون کی لشکر گاہ مین پہلے پہل دیکھا۔ اور اُن چیزون پر نفرت و حقارت کی نظر ڈالی۔ کیونکہ اِنھین چیزون کی وجہ سے ایرانیون کو نقل و حرکت مین بڑی زحمتین اور دشواریان پیش آیا کرتی تھین۔ بدقسمت بقیۃ السیف ایرانی جو بڑی مشکلون سے

تاہم اِس مین شک نہین کہ اب عشرت پرستی نے ایرانیون کو بہت عیش طلب اور کاہل بنا دیا تھا۔ اور کیخسرو کے بعد پھر اُن مین سوا ظاہری شان و شوکت او تزک و احتشام کی قسمند ہی اور اولو العزمی کے واقعات بہت ہی کم نظر آتے ہین۔ عالیشان محلون اور حرم سراؤن کی نازک مزاجیون کی وجہ سے اب اُن کا جوش مردہ ہوگیا تھا۔ اسی کے ساتھ اپنی بے رنگ طبیعت اور اپنے غیظ و غضب کی وجہ سے وہ سخت بے رحمی کے مظالم کرنے لگے تھے۔ اور اُن کی حالت روز بروز زیادہ خطرناک ہوتی جاتی تھی۔ یہان تک کہ انتقام کا وقت آگیا۔ اور اُن کی سلطنت تباہ ہوئی۔ اور اُن کی حالت کے اِس انقلاب نے ہوا کا ایسا رُخ پلٹا کہ بجائے اِس کے کہ تاجداران فارس اثینیہ پر فوج کشی کرین ایک یونانی حکمران کے دل مین بابل پر حملہ کرنے کا حوصلہ پیدا ہوگیا۔

چھٹا باب

ریاست ہائے یونان۔ (۱۰۰۳ قبل محمد سے ۹۳۲ قبل محمد تک)

فصل اول

پیلوپون نے شیہ والون کی لڑائی (۱۰۰۲ قبل محمد سے ۹۷۵ قبل محمد تک)

ایرانیون کی حملہ آوری کی تاریخ مین یونان جیسا نظر آتا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یونانی لوگ باہم متحد ہوجاتے تو پھر اُنھین دنیا کی کوئی قوت مغلوب نہ کرسکتی۔ لیکن وہ متعدد چھوٹی چھوٹی ریاستون مین بٹے ہوئے تھے۔ اور اُن ریاستون مین بھی مختلف پارٹیون کی خلل اندازی کی وجہ سے آئے دن پھوٹ پڑتی رہتی۔ نہ کوئی ایسا ایک شخص تھا جو سب کی رہبری کرتا۔ اور نہ کوئی ایسا ایک اصول تھا جس پر سب کا عمل درآمد ہوتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُنھون نے اپنی قوتین اِن نزاعون مین ضائع کردین۔ اور کوئی ایسا کام نہ کرسکے جو اُن کے بڑے بڑے کارہائے نمایان کے شایان ہوتا۔ اور آخر کار تنزل مین پڑ کے غیرون کے ماتحت اور مطیع فرمان ہوگئے۔

زرکسیز کے ناکام واپس جانے کے بعد کا زمانہ اثینیا والون کی تاریخ کا روشن ترین زمانہ تھا۔ تین بڑے بڑے ٹریجدی (پرحسرت نظمین) لکھنے والے مصنفین۔ ایس چی لوس سوفوقلیس اور

ندیمان خاص مین شامل ہوا اور بڑے تزک و احتشام اور شان و شوکت سے رہنے لگا۔ لیکن باوجود اِس عالی مرتبگی اور عیش و عشرت کے اُس کے کانشنس پر سے بار نہ ہٹتا تھا۔ خود اپنی نظر مین حقیر تھا۔ اور دل سے یہ خیال نہ مٹتا تھا کہ مین اپنی قوم سے دغا بازی کرنے کے باعث الابد نصیب جلا وطن ہون۔ اور جب یہ روحانی تکلیف کسی طرح دور نہ ہوئی تو خود ہی زہر کھا کے اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

اِس کے مقابل ارس تی دیس عادل کا معاملہ بالکل جداگانہ تھا۔ ہم وطنون کی نا رامنی اُسے بھی برداشت کرنی پڑی۔ مگر اُس نے اُسے اور ہی طریقہ سے برداشت کیا۔ اپنی فیاضیون سے اُس نے لوگون کو باور کرا دیا کہ میرے حق مین کیسی ناانصافی کی گئی تھی پھر وطن مین واپس آنے کے بعد جب اُس نے ملک کی عظمت و ناموری کے برقرار رکھنے مین اپنے استقلال کو ثابت کر دیا تو اُس کی خیر خواہی وطن کا ہم وطنون کو اور زیادہ یقین ہو گیا۔ آخر اطمینان و عزت کی ایک طولانی زندگی بسر کرنے کے بعد اُس نے اپنی راستبازی کی پاک و صاف زندگی ختم کی۔ اور اپنے واقعات زندگی کو ملک کے حق مین ایک اعلیٰ درجہ کا قانون بنا گیا۔

کیخسرو [۳۶] نے اقبل محمد مین وہ گیا اور اُس کا بیٹا ارتازرکششیر (ارجاسپ) جو کہ لون جی مانوس یعنی لمبے بازوؤن والے کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا باپ کی جگہ سریر آرائے سلطنت ہوا۔ توراۃ مین یہ دونون بادشاہ اخشویرش کے نام سے یاد کیے گئے ہین۔ اور انھین مین سے ایک حسین اسرائیلیہ ملکۂ استیر کا شوہر تھا۔ گو یہ امر یقینی طور پر نہین بتایا جا سکتا کہ وہ باپ تھا یا بیٹا۔

مگر یہ جو کچھ واقعات بیان کیے گئے سب یونانیون کی زبانی ہین جن کی وقعت دولت عجم کے مقابلہ مین ادنیٰ درجہ کے چھوٹے چھوٹے زمینداروں سے زیادہ نہ تھی۔ ایرانیون نے سکندر سے پہلے یونان کو کبھی قابل لحاظ ہی نہین تصور کیا۔ ممکن ہے کہ کسی موقع پر یونانیون نے دولت عجم کے سرحدی والیون یا حکمرانون پر غلبہ حاصل کر لیا ہو۔ لیکن جس اہمیت کے ساتھ کیخسرو کی فوج کشی کے واقعات یونانیون نے بیان کیے ہین اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے قومی کارنامے بیان کرنے مین اُنھون نے بے انتہا مبالغون سے کام لیا ہے۔ ایرانیون مین اپنے ملک کی بہت سی تاریخین موجود تھین جن کا خلاصہ شاہنامۂ فردوسی ہے۔ اُس مین اِن واقعات کی طرف کوئی معمولی اشارہ بھی نہین پایا جاتا ہے۔

کردیا کہ کہاوت ہوگئی ہے "اُس شہر کو آپ نے اینٹون سے بنا ہوا پایا تھا اور سنگ مرمر کا بنا ہوا چھوڑا"۔ پے ری قلیس نے اس کا جواب دینا چاہا۔ بڑی دقت سے کمزوری کو دبا کے اپنے مین جواب دینے کی قوت پیدا کی۔ اور کہا "جس چیز کو مین اپنی سب سے بڑی اقبال مندی سمجھتا ہون اُسے تم بھول ہی گئے۔ میرا سب سے بڑا یہ کام ہے کہ آج تک اے تھی نیہ کا کوئی رہنے والا میرے سبب سے غم و اندوہ مین نہین مبتلا ہوا"۔ اس سے اُس کا مطلب یہ تھا کہ اقتدارات حاصل کرنے کے تمام جھگڑون مین میرا طرز عمل ہمیشہ یہ رہا کہ اپنے حریفون کی بھی جان کو خطرے مین نہ پڑنے دون۔

اُس کے بعد اے تھی نیہ مین اُس کی سی قابلیت کا کوئی شخص نہین موجود تھا کہ اُس کا جانشین ہوتا۔ نوجوان آل سی بی آڈیس جو اُس کا پیش دست تھا محنت وکارگزاری کے لحاظ سے اُس سے کم نہ تھا مگر اس کے ساتھ اُس مین بڑھ بڑھ کے باتین بنانے اور گرم جوشی و خودسری کا مادہ اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ لوگون مین اُسے نہ ویسا رسوخ نصیب ہو سکتا تھا اور نہ اُس کا اس قدر اعتبار قائم ہو سکتا تھا۔ آل سی بیاڈیس کا باپ اُسے کم سن چھوڑ کے مر گیا تھا اور اُس کے لیے بہت بڑی دولت و ثروت چھوڑ گیا تھا جس کی وجہ سے اُس کے گرد ہمیشہ خوشامدیون کا مجمع رہا کرتا۔ اور اُن کی درست و بجا اِس کے شریفانہ اخلاق بہت کچھ بگڑ گئے تھے۔ وہ نیکی کو پسند کرتا تھا۔ بعض اوقات دیکھیے تو اپنے عہد کے زبردست فلسفی سقراط کی شاگردی کا دم بھرنے لگتا۔ اور اُس کا بڑا پُرجوش پیرو بن جاتا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اُس مین ایسی عیش پرستی اور راحت طلبی موجود تھی کہ باوجود سقراط کی شاگردی کا دم بھرنے کے اکثر اے تھی نیہ کا ایک نہایت ہی نازک مزاج نفس پرست نوجوان بن جاتا۔ اُس کی فضول گوئیان تمام لوگون مین مشہور اور عالم آشکارا ہو رہی تھین شکل و صورت اور وضع قطع کے لحاظ سے وہ نہایت ہی خوش رُو اور خوش وضع تھا۔ اُس کا لباس تمام اہل شہر سے زیادہ قیمتی اور پُرتکلف ہوتا۔ اُس کے اسلحہ لشکر مین بڑی قدر سے دیکھے اور نہایت قیمتی سمجھے جاتے۔ اُس کے خود پر سونے کا ملمع چڑھا ہوتا۔ اور اُس کی ڈھال طلائی کام اور ہاتھی دانت کی پچی کاری سے آراستہ ہوتی۔ باوجود اِن سب باتون کے اُس کی بے عقلی کی

ارسٹی ڈیس نے اسی زمانہ مین اپنی نظمین تصنیف کین۔ ہے رودوطوس نے عین اسی عہد مین اپنی تاریخ تکمیل کو پہونچائی تھوقی ڈی ڈیس بھی ان دنون اپنی تصنیف کا آغاز کر رہا تھا۔ فی دی آس اسی وقت اپنی بے مثل بت تراشی کا کمال دکھا رہا تھا۔ اور پی ری قلیس جو دنیا کے قابل ترین اشخاص مین شمار کیا جاتا ہی اسی دور مین عام ملکی معاملات مین لوگون کی رہنمائی کر رہا تھا۔ اس مین شک نہین کہ اُس مین اولوالعزمی تھی اور عظمت و شوکت کا شوق رکھتا تھا لیکن اُس کے ساتھ ہی اپنے شہر اور ملک یونان کے ساتھ سچی محبت رکھتا تھا۔ اور اُس مین اسے تھی نیہ والون کے دل اپنے ہاتھ مین لے لینے اور اُن کو اپنا فریفتہ کر لینے کی ایسی اچھی قوت تھی کہ درمیان مین جو تھوڑا سا فرق پڑ گیا تھا اُس کے سوا چالیس سال تک برابر وہی اُن کی کونسلون کو چلاتا رہا۔

اسے تھی نیا اور اسپارٹا والون مین مدت سے ایک رقابت پیدا ہو گئی تھی۔ یہ فقط ارس تی ڈیس اور اُس کے سے دیگر عقلمند اہل اسے تھی نیا کے تحمل و بردباری کا نتیجہ تھا کہ اس بارے مین کوئی جھگڑا انہین پیش آیا۔ کہ دونون شہرون مین سے کس کو فوقیت حاصل ہے۔ اور کس کی عظمت زیادہ مانی جائے۔ لیکن آخر کار ۴۳۱ قبل محمد مین کورنتھ اور یونانی جزیرہ کورسی را مین جسے فی الحال کورفو کہتے ہین ایک نزاع پیدا ہوئی۔ اسپارٹا والون نے کورنتھ والون کی طرفداری کی اور پی ری قلیس کے اُبھارنے سے اسے تھی نیا والے اُس جزیرے والون کے حامی بن گئے۔

اس بنا پر جو لڑائی شروع ہوئی وہ مسلسل ستائیس برس تک قائم رہی جو کہ تاریخ یونان مین جنگ پیلوپون نے سی اُن کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ پی ری قلیس لڑائی کے اختتام تک زندہ نہین رہا کہ جن تباہی کا وہ باعث ہوا تھا اُسے خود اپنی آنکھ سے بھی دیکھتا۔ اُن دنون اتفاقاً اسے تھی نیا مین ایک ہیبت ناک طاعون پیدا ہوا۔ اور یہ حالت ہو گئی کہ مکانات ہی نہین سڑکین اور تہخانے تک لاشون سے پٹے پڑے تھے۔ اسی طاعون مین پی ری قلیس کا سارا خاندان ختم ہو گیا۔ اور جب گھر مین اور کوئی نہ رہا تو خود مبتلا ہوا۔ اور معمول سے زیادہ تکلیفین برداشت کر کے نذر اجل ہو گیا۔ مرنے سے چند روز پیشتر اُس کے چند احباب اُس کے بستر مرگ کے گرد جمع ہوئے۔ اور اُس کے کارنامے بیان کرنے لگے۔ وہ بتا رہے تھے کہ اُسے کیسی کیسی فتحین حاصل ہوئین۔ اور اُس کی ذات سے اسے تھی نیا والون کو کیا کیا فائدے پہونچے۔ اثنائے کلام مین اُنھون نے کہا "آپ نے اسے تھی نیا کو اتنی اور ایسی عمارتون سے آراستہ

مصیبتون کے کچھ نہین نصیب ہوا۔ اور آخری انجام یہ ہوا کہ اہل اے تھ نیا کے بیڑے کو ایک بڑی بھاری بحری لڑائی مین اسپارٹا والون کے بیڑے نے پوری شکست دے کے کلیتہً تباہ کر دیا۔ اور یہی واقعہ اُن کی تباہی و بربادی کا باعث ہوا۔ اُن کی جو فوج خشکی مین اُترکے لڑ رہی تھی اُس کے پاس وطن واپس آنے کے ذریعے نہین باقی رہے۔ اور تقریباً سب بیکار ہاتھ پاؤن ڈال دینے کے بعد قید کر لیے گئے۔ نی قیاس قتل کیا گیا۔ اور باقی ماندہ اسیرون کو قیدخانے مین ڈال دینے کے بعد اُن کی طرف سے ایسی غفلت کی گئی کہ وہ غریب بھی قیدخانہ مین نذر اجل ہوئے۔ چند اہل اے تھ نیا جو بھاگ نکلے تھے ادھر اُدھر ٹکراتے پھرے مگر بے کسی اور فاقہ زدگی مین ایڑیان رگڑ رگڑ کے مرے۔ اور کہتے ہین کہ اُن مین سے چند کو یوری پی ڈیس شاعر کی (ٹریجیڈیون) جگرخراش نظمون نے موت سے بچا لیا۔ اس لیے کہ جزیرۂ صقلیہ کے یونانی اُس کی نظمون کو پڑھ کے ایسے خوش ہوتے تھے کہ جو کوئی اُس کے ڈراما کا کوئی حصہ اُنھین سُنا دیتا اُسے خوش ہو کے کھانا اور پناہ دے دیا کرتے۔

اب ایرانیون کو نظر آیا کہ اہل یونان مین پھوٹ ڈالنے سے اُنھین کامیابی کا پورا موقع حاصل ہو جائے گا۔ لہٰذا اُنھون نے کمزور جماعت کی مدد کی۔ تاکہ غالب گروہ کا جوش اور بڑھے۔ اور اسپارٹا والون کو اس مین شرم نہ آئی کہ دارا ے ایران نوتھوس کے دو سرے بیٹے سائی رس سے جو اُن دنون لیڈیا کا عامل (سترپ) تھا اُنھون نے رشوت کے طریقہ سے روپیہ لے لیا۔ اور اس امداد سے اُنھین اے تھ نیا والون پر کامیابی کے دو ایک موقع حاصل ہو گئے۔ اور اُسی کی بدولت اہل اے تھ نیا کو مجبوراً ال سی بیاڈیس کو واپس بُلانا پڑا۔ جسے اُنھون نہایت تعظیم و تکریم سے ہاتھون ہاتھ لیا۔ اُس کے آجانے سے چند روز کے لیے اہل اے تھ نیا کا ستارہ چمک گیا۔ کئی میدانون مین وہ مرد میدان ثابت ہوا۔ اور اُنھون نے فتح و نصرت کے پھریرے اُڑائے۔ لیکن ال سی بیاڈیس پر اے تھ نیا والون کو جو بے اعتباری تھی گئی نہ تھی خالی دب گئی تھی۔ دو ایک کامیابیان حاصل ہوتے ہی وہ ناراضی پھر اُبھری۔ چنانچہ وہ پھر اے تھ نیا سے نکالا گیا۔ اب کی جو وہ گیا تو بجائے کہین اور جانے کے اپنے چند بہادر اور مسلح ہمراہیون کے ساتھ ایک

پالسی نے گھر کے اندر ہی اُس کے بہت سے دشمن کھڑے کر دیے۔

مذکورۂ بالا لڑائی مین جو سب سے بڑی کارگذاری اے ثی نیا والون نے دکھائی وہ مقام سی راقوسہ پرتھی یہ جزیرۂ صقلیہ (سسلی) کا ایک مقام تھا جو ڈوریا والون کے جا بسنے سے آباد ہوا تھا۔ اس مہم پر جو فوج بھیجی گئی وہ تین افسرون کے زیر کمان تھے۔ ایک تو یہی آل سی بیاڈیس دوسرا نی قی آس۔ اور تیسرا ایک اور سردار جسے کچھ زیادہ نمود نہین حاصل تھی۔ آٹی کا کو جو سڑک گئی تھی اُس کے کنارے کنارے میلون کی جگہہ پر ہرمس اعظم کی مورتین نصب ہوتی چلی گئی تھین۔ آل سی بیاڈیس کی کوچ سے عین پیشتر ایک صبح کو یہ تماشا نظر آیا کہ کسی نے اُن سب مورتون کو بگاڑ دیا اور اُن کی حیثیت خراب کر دی۔ بادی النظر مین یہ کسی بدمست اوباش کا کام تھا۔ اور یہ خیال کرنے کی کوئی وجہ نہ ہو سکتی تھی کہ اِس مین آل سی بیاڈیس کو بھی کچھ دخل ہے۔ لیکن جب وہ سی راقوسہ کے ارادے سے جہازون کا لنگر اُٹھا چکا تو اُس کے دشمنون نے عوام کو یقین دلا دیا کہ اس دینی بے ادبی اور مذہبی گستاخی کا بانی مبانی آل سی بیاڈیس ہی ہے۔ اِس خبر سے لوگ برانگیختہ اور برافروختہ ہو ہی رہے تھے۔ کہ یہ خبر بھی اُڑا دی گئی کہ وہ سلطنت اے ثی نیا کے خلاف سازش کر رہا تھا۔

یہ الزام اگرچہ بالکل بے بنیاد تھا۔ مگر اس کے خلاف شورش کرنے کا یہ وقت نہ تھا۔ لیکن اے ثی نیا والون کے دلون مین اُس کے خلاف اس قدر غصہ بھڑک اُٹھا تھا کہ اُس کا گھر بار لوٹ لیا۔ اور اُس کی تمام جائداد پر قابض ہو گئے اس پر بھی صبر نہ آیا تو اُسے واجب القتل ٹھہرایا اور مندرون کے پوجارنون کو بُلا کے کہا کہ اُس پر لعنت بھیجین۔ تمام راہبہ عورتین تو فوراً اس کارروائی کے لیے آمادہ ہو گئین مگر ایک نے تامل کیا اور کہا "میرا کام دعا دینا ہے۔ گالیان دینا نہین"۔ اِن بے اعتدالیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ آل سی بیادیس کو مجبوراً صقلیہ مین یونانی فوج کی افسری سے دست بردار ہونا پڑا۔ حالانکہ یہ وہ وقت تھا جب کہ معرکہ آرائی اور لڑائی مین نہایت ہی ممتاز ثابت ہو رہا تھا۔ اپنی فوج کی افسری کا چارج دیتے ہی وہ صقلیہ سے روانہ ہو کے اسپارٹا مین چلا گیا اور اپنے وطن کے دشمنون سے دوستی پیدا کر لی۔

ال سی بیاڈیس کے چلے جانے کے بعد صقلیہ مین لشکر اے ثی نیا کا سپہ سالار نی قیاس تھا اُس کی کارروائیان نامناسب پڑین۔ اور اہل اے ثی نیا کو سوا ناکامی و نامرادی اور

جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ لے ثی نیا کے سارے جہاز اہل اسپارٹا کے قبضہ مین ہین ، ان کے سپاہی جو آس پاس جزیرے مین پھیلے ہوئے تھے دشمنون کے ہاتھون مین اسیر ہو گئے ۔ اور بڑی ظالمانہ سنگدلی سے قتل کیے گئے ۔ لی سانڈر امیر البحر اسپارٹا نے اس خونریزی مین یہ نئی بدعت ایجاد کی کہ اسے ثی نیا والون کے امیر البحر کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا ۔

اس شکست سے اسے ثی نیا والون کی قوت اس قدر ٹوٹ گئی کہ اہل اسپارٹا نے محاصرہ کر کے اسے ثی نیا کو بھی فتح کر لیا ۔ اور اُس تاریخی قدیم شہر کی عظمت و وقعت خاک مین مل گئی ۔ چند ہی روز مین اسپارٹا والون نے قبضہ کرنے کے بعد اسے ثی نیا کی شہر پناہ مسمار کر دی ۔ جو تھوڑے سے جہاز اسے ثی نیا کے قبضہ مین باقی رہ گئے تھے اُن مین آگ لگا دی ۔ پی رے اوس نے جو اسے ثی نیا کی قلعہ بندی کی تھی اُسے بھی منہدم کر دیا ۔ اور پُرانا طریقۂ حکمرانی بھی منسوخ ہو گیا ۔ ۹ آرچون ن (قاضیون) کے بجاے اب اسپارٹا والون نے یہان ۳۰ قاضیون کی ایک کونسل قائم کی جن لوگون کو برگشتہ بخت اہل اسے ثی نیا "۳۰ جابرون" کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے ۔ یہ لوگ ایسے بے رحم اور سنگدل تھے کہ جتنی خونریزی پے لوپون نے سی ان لڑائیون کے باعث سے اسے ثی نیا مین ۲۷ سال کے اندر نہ ہوئی تھی اتنی آٹھ مہینہ کے اندر ہو گئی ۔

فصل دوم

سقراط اور فلسفۂ یونان (۹۷۳ سنہ قبل محمد)

ان ۳۰ جابرون ہی کے عہد مین آل سی بائڈیس فری جیا مین مار ڈالا گیا ۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اُنھین جابرون کی سازش سے قتل ہوا ۔ قاتلون نے اُس کے گھر مین آگ لگا دی ۔ اور چونکہ کسی کو اُس کی تلوار کی نزدیک آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی اُس لیے اُس پر چارون طرف سے برچھیون کا ایک مینھ برسا کے اُسے مغلوب کیا ۔ اور یون کمزور کر کے اُس کی ضائع شدہ خدمات ملکی اُس کی شکستہ امیدون اور اُس کی فکرمندانہ زندگی سب کا خاتمہ کر دیا ۔ ان ۳۰ جابرون کے ہاتھ سے اسے ثی نیا کے بہت سے شریف ترین رؤسا و عقلا جلاوطن کیے گئے جو باقی رہے بھی کسی طرح اس ظالمانہ حکومت کو نہ برداشت کر سکے ۔ اور خود ہی وطن چھوڑ کے چلے گئے ۔ ان

کوہستان گڑھی میں جا کے بیٹھ رہا جو کہ تھریشی آ کے علاقہ چرسونی سوس میں واقع تھی۔ اور یہیں سے بیٹھ کے اُس نے اپنے وطن اور اہل وطن کی تباہی کا تماشا دیکھا۔

اسے ٹی نیہ والے بحری قوت میں اپنے حریفون سے اب تک بڑھے ہوئے تھے۔ اور ان کے ۱۸۰ جہازون کے بڑے نے اسپارٹا والون کے بیڑے پر جو امیر البحر لی سان ڈر کے زیر حکومت تھا ایسا شدید حملہ کیا کہ اسپارٹا کے جہاز مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ بے اختیار بھاگے۔ اور اسے ٹی نیہ کے جہاز سے بس پائنٹ (آبنائے ڈارڈ نیلز) تک بھگاتے لیے چلے گئے۔ وہان پہونچتے ہی اسپارٹا والون نے اپنے جہاز دریائے اسے گوس پوٹاموس (بکریون والی ندی) کے دہانے کے اندر رہنے کو ایک چھوٹی سی ندی تھی۔ اہل اسے ٹی نیا جب اُن کا تعاقب کرتے ہوے یہان پہونچے تو نظر آیا کہ پانی پایاب ہے اور ہمارے بڑے بڑے جہاز اسپارٹا والون کے جہازون تک نہین پہونچ سکتے۔ مجبوراً اپنے جہازون کو کچھ دور پیچھے ہٹا لے گئے۔ اور رسد لانے کی ضرورت سے جہازون کو چھوڑ چھوڑ کے آس پاس کے مقامون مین منتشر ہو گئے۔ برابر پانچ دن تک یہی ہوتا رہا کہ اسے ٹی نیہ والے صبح کے وقت حریفون کو مقابلہ پر بُلاتے اور تیسرے پہر کو جہازون کو خالی کر کے خشکی پر چلے جاتے۔ الی سی بیاڈیس نے اپنی قلہ کوہ کی گڑھی سے ہموطنون کی اس اندیشہ ناک غلطی کو دیکھا کہ جہازون کو غیر محفوظ چھوڑ کے چلے جاتے ہین۔ نہ رہا گیا۔ اُتر کے نیچے آیا۔ اور اُنھین اس غلطی پر متنبہ کیا جس کا جواب اُسے اسے ٹی نیہ کے جنرلون سے یہ ملا کہ "یہ یاد رہے کہ اب تم ہمارے سردار نہین ہو"! آخر جب اُس نے دیکھا کہ وہ کسی طرح سمجھتے ہی نہین تو مایوس ہو کے اپنی گڑھی مین واپس چلا گیا اور اُنھین اُن کی قسمت پر چھوڑ دیا۔

اہل اسے ٹی نیا کو اپنی غفلت و ناشکری کی سزا بہت ہی جلد ملی۔ چھٹے دن جیسے ہی وہ جہازون کو چھوڑ کے گئے، لی سان ڈر اپنے پورے بیڑے کو لے کے ایک بلائے ناگہان کی طرح اُن کے جہازون پر آ پڑا۔ اسے ٹی نیا کے صرف آٹھ جہازون پر آدمی تھے باقی سب خالی پڑے تھے۔ ایک افسر ان آٹھون جہازون کو لے کے جزیرۂ قبرس (سائی پرس) کی طرف بھاگ گیا۔ جہان پہونچ کے وہ خود تو وہین ٹھہر گیا مگر ایک جہاز کو واپس بھیجا کہ اہل اسے ٹی نیا کے جہازون کی خبر لائے کیونکہ خود اُس کی جرأت نہ ہوتی تھی کہ ہموطنون کو جا کے اپنی صورت دکھائے۔ اِس جہاز کے لوگون نے

وہ بجائے اِس کے کہ کُنہ باری تعالیٰ کی جستجو مین منہمک ہو اُس نورِ وحدت کی شعاعون سے مستقل طور پر نفع اُٹھانے مین مصروف رہا۔ ہر حالت مین وہ نیکی کے اصول کا پابند رہا۔ بُت پرستون کے معبدون اور یونانیون کے عام مجمعون مین وہ روز جا کے اُنھین توحید و اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتا۔ اور اسی کوشش مین مصروف رہتا کہ ہم وطنون کے دلون کو پاکیزہ بنا کے رمزِ وحدت سے منور کر دے۔

وطن کی حمایت مین وہ بڑی بہادری جان بازی اور نام آوری سے لڑ چکا تھا۔ اور اپنے شاگرد اَل سی بیاڈیس کی جان ایک مرتبہ اِس دلیری سے بچائی تھی کہ وہ زخمی ہو کے گر پڑا اور یہ دشمنون کے نرغہ مین گھُس کے کمال تہوّر و شجاعت سے اُسے اُٹھا لایا۔ لیکن بدقسمتی سے ۳۰ جابرون مین سے بھی ایک شخص اُس کے پند و نصائح سُن کے اُس کا شاگرد اور معتقد ہو گیا تھا جس کی وجہ سے بے وقوف اہلِ اے تھنیا مین یہ خیال پیدا ہوا کہ معلوم ہوتا ہے سقراط اُس جور و تشدد کو پسند کرتا ہے جو اِن جابرون کے ہاتھون ہم پر ہو رہا ہے۔ اسی بنیاد پر اے تھنیا والون مین اُس کی طرف سے ناراضی پیدا ہوئی۔ چنانچہ اس عہد کے با مذاق شاعر آرِس تو فانیس نے اپنے ایک مسخرہ پن کے ناٹک مین اُس کا بڑا مضحکہ اُڑایا۔ جس مین سقراط اس حال مین دکھایا گیا ہے کہ نوخیز لڑکون کو بھکار رہا ہے کہ خبردار اپنے باپ کا کہنا نہ ماننا۔ مشرکین کا یہ خیال جو قرآن پاک مین بتایا گیا ہے کہ "اِنَّا وَجَدۡنَا عَلَیۡہِ آبَاءَنَا" (ہم نے اپنے باپ دادا کو یہی کرتے دیکھا) ہمیشہ پیغمبرون اور ہادیون کی تعلیم کا مزاحم ہوا کیا ہے۔ اور اس ڈراما سے صاف ظاہر ہے کہ یہی خیال سقراط کی کامیابی کا بھی سدِّراہ ہوا۔ چنانچہ یہی الزام عائد کر کے اُس پر مقدمہ دائر کر دیا گیا۔ اور عدالت نے بھی تسلیم کر کے کہ وہ نوجوانون کو غارت کرتا اور ایک نیا طریقۂ عبادت بتاتا ہے اُسے سزائے موت دے دی۔

جو زمانہ دورانِ مقدمہ اور فیصلہ کے بعد اس کی تعمیل ہونے مین گزرا اُس مین وہ نہایت اطمینان و بے پروائی کے ساتھ شاگردون کو نصیحتین کرنے اور اپنی موت کے صدمہ پر اُنھین تسلی و تشفی دینے مین مصروف رہا۔ اتفاقاً شاگردون مین سے ایک ضبط نہ کر سکا۔ بے اختیار رو اُٹھا اور کہا "افسوس آپ بے گناہ مارے جاتے ہین!" اِس پر اُس نے نہایت ہی استقلال سے

وطن پرست جلاوطنوں کا غریب الوطنی میں دل نہ لگا۔ سب نے غربت ہی میں اتفاق کیا۔ اور ہتھیار سنبھالے کے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور آخر لڑ بھڑ کے بزور شمشیر اسے ؔ نیا میں داخل ہوئے۔ ظالموں کو نکال باہر کیا۔ اور اسے ؔ نیا میں پھر دیج لن کا قانون حکمرانی جاری ہو گیا۔

وطن پرستی ہی نے اب اِن لوگوں میں اِس بات کا شوق پیدا کیا کہ پُرانے خیالات پُرانی باتوں اور پُرانے وضاع و اطوار کو پھر زندہ کریں۔ اور اُن طریقوں کو از سرِ نو جاری کریں جن کے مطابق اُن کے نامور بزرگوں کی تعلیم و تربیت ہوئی تھی۔ یہ شوق زیادہ تر اِس تمنا پر مبنی تھا کہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت اور اپنے گذشتہ جاہ و جلال کو پھر حاصل کریں اور قوم میں وہ جوش پھر پیدا کر دیں جو زمانہ سلف میں نظر آتا تھا۔ مگر یہ اُن کی غلطی تھی۔ کیونکہ اعادۂ معدوم محال ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کی یہ آرزو رسم پرستی بن گئی۔ اور جو کوئی شخص اُن کے خیال میں کوئی نئی بات کہتا یا یہ سمجھتے کہ وہ اُنھیں کسی نئی تہذیب کی جانب متوجہ کرنا چاہتا ہے اُس کے دشمن ہو جاتے۔

بدقسمتی سے اسی عہد میں سقراط پیدا ہوا۔ جو بت پرستوں میں ایک موحّد اور اُن کا بہت بڑا فلسفی تھا۔ گو وہ بت پرستوں ہی کے زمرے میں تھا مگر اُسے بت پرست کہنا اُس کی توہین ہے۔ اُس کی پاک اور سچی زندگی سے ایک نورانیت نمایاں ہوئی۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ رمزِ توحید اُس پر منکشف ہو گیا تھا۔ اُسے اِس عقیدے کا یقین ہو گیا تھا کہ صرف ایک خدا سے برتر ہے۔ جو سب کا حاکم اور خالق ہے نیکی کو وہ پسند کرتا ہے اور بُرائی کو ناپسند۔ نیک لوگوں کا وہ حامی ہے۔ اور اُنھیں نیکی کا وہ صلہ دیتا ہے۔ اُس میں نہ تثلیث تھی اور نہ صنم پرستی۔ خداوند جل و علا نے اپنے کلام پاک قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ "کوئی اُمت نہیں جس میں ہم نے ہادی و پیغمبر نہ پیدا کیے ہوں"۔ اِس وعدۂ قرآنی کے مطابق کوئی تعجب نہیں اگر سقراط بت پرستان یونان کا پیغمبر برحق ہو۔ کیونکہ اُس کے عقائد ہی نہیں اُس کے کارناموں سے بھی شانِ پیمبری نمودار ہوتی ہے۔ تاریخ میں اُس کی بعض اعتقادی لغزشیں بھی بتائی گئی ہیں۔ مگر ممکن ہے کہ وہ غلط اتہامات ہوں۔ اور صحیح بھی ہوں تو اُن کی بنا پر ہمارے دل سے اُس کی عظمت کا نقش نہیں مٹ سکتا۔ اُس کا قول بتایا جاتا ہے کہ "انسان کی عمر اِس کے لیے کافی نہیں ہے کہ خود اپنی فطرت کے راز اور وجود باری تعالیٰ کے مسئلہ پر غور یا اِن خیالات کی طرف توجہ کرے"۔ اسی اصول کے مطابق

۱۷۰۰ سال پیشتر تھا۔ اُس کے صحیح حالات پردۂ خفامین آگئے ہین۔ لہذا اِن سے موجودہ دنیا بہت ہی کم واقف ہے۔ اُس کے عقائد کا سب سے زیادہ قابل لحاظ مسئلہ یہ تھا کہ مرنے کے بعد روح فنا نہین ہوتی بلکہ مختلف جانورون کے جسمون مین باری باری سے جاتی اور زندہ رہتی ہے۔ جسے عربی مین تناسخ اور ہندوستان مین آواگون کہتے ہین۔ یہ مسئلہ آریہ قوم کا پُرانا عقیدہ تھا۔ اور غالباً فیثاغورس نے اُسے ہندستانیون یا زرتشتیون سے سیکھا۔ جو بڑے وثوق کے ساتھ تناسخ کا یقین رکھتے تھے۔ فیثاغورس نے جو اسلوب زندگی انسان کے لیے لازمی قرار دیا یہ تھا کہ خود اپنے اوپر قابو رکھے۔ اور راست بازی و حق پژوہی کی زندگی بسر کرے۔ یہی اصول تھا جس نے بہت اعلیٰ درجہ کے یونانیون کو شریفانہ کامون پر آمادہ کیا۔

زمانۂ مابعد مین اسٹواک فلسفہ کے پیرو پیدا ہوے۔ یونانی زبان مین مکان کی دہلیز کو "اسٹو" کہتے ہین۔ یہ لوگ چونکہ عام عمارتون کی دہلیزون پر کھڑے ہو کے اپنے خیالات و عقائد کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ لہذا اسٹواک کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اُن کی تعلیم یہ تھی کہ زندگی کی برائیون اور تکلیفون کا مطلقاً خیال نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ ایسی چیزین ہین جن کا خاتمہ بہت جلد ہو جائے گا۔ اِس کے برعکس اپی کیورس کے شاگردون نے یہ خیال قائم کیا تھا کہ انسان کے اعمال سے دیوتاؤن کو کوئی علاقہ نہین۔ اور چونکہ زندگی تھوڑی ہے لہذا جہان تک بنے اُس سے لطف اُٹھا لینا چاہیے۔ اِس تعلیم کا نتیجہ یہ تھا کہ جن لوگون کے نفس طرح طرح کی ذلیل اور بے شرمی کی خواہشون سے بھرے ہوتے وہ اپنی مسرتون کو ذلیل ترین عشرت پرستیون سے حاصل کرتے اور جن کے نفوس پاکیزہ ہوتے وہ اعلیٰ درجہ کی مسرتون سے اپنے دل خوش کرتے۔ اِن اپی کیورین لوگون کا شعار یہ ہو سکتا تھا کہ "ایک گلاب کا پھول قبل اِس کے کہ مُرجھائے ہمین ہار بنا کے اُس سے لطف اُٹھا لینا چاہیے۔" اہل اسکندریا کو اپنے شہر کے زوال کے زمانہ مین فلسفیون کے اِن مختلف مذہبون اور عقیدون سے بڑی ہی دلچسپی تھی۔ ان نزاعون اور اِن خیالات کو سُن کے وہ بہت خوش ہوتے۔ کیونکہ اُنھین اِس بات مین خاص لطف آتا تھا کہ ہر روز کوئی نئی بات دیکھنے یا سننے مین آئے۔

کہا "توکیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں گنہگار مارا جاؤں؟" سقراط کے دوستوں نے اس بات کا پورا بندوبست کر لیا تھا کہ اُسے حراست سے نکال کے کہیں باہر بھگا لے جائیں حتیٰ کہ داروغہ قیدخانہ تک اُس کی بیگناہی کے خیال سے چھوڑ دینے پر راضی تھا۔ مگر خود سقراط نے قطعاً انکار کیا اور کہا "میں یہ نہیں چاہتا کہ ناجائز طور پر اپنی جان بچا کے ملکی قانون اور حکومت کے فیصلہ کو توڑوں۔" اس کے بعد سقراط نے پوچھا "اچھا یہ بتاؤ۔ علاقۂ اٹیکا کے باہر کوئی ایسی جگہ بھی ہے جہاں لوگ مرتے نہ ہوں؟" اُن کے قتل کی گھڑی جو جو نزدیک ہوتی جاتی تھی۔ اُس کی باتوں اور اُس کے اقوال و افعال سے زیادہ ظاہر ہوتا جاتا تھا کہ اس دنیوی زندگی کے بعد اسے ایک دوسری اُخروی زندگی کا یقین ہے۔ اُس نے کہا "سقراط کا مرنا صرف ظاہر میں نظر آتا ہے ورنہ خوب جان رکھو کہ سقراط جان سے ہرگز نہ مرے گا۔" اور بار بار اپنے شاگردوں کو یقین دلاتا تھا کہ "روح اپنے بُرے یا بھلے اعمال کے سوا اور کسی چیز کو ساتھ نہ لے جائے گی۔ وہاں جا کے یا تو مسرت حاصل ہوگی۔ اور ابدی اطمینان نصیب ہوگا اور یا عذاب الٰہی میں مبتلا ہو جائے گی۔"

ہملوک نام ایک شخص اُس کے قتل پر مامور ہوا تھا۔ اور چونکہ اُن دنوں یونان میں سرکاری مجرم جام زہر پلا کے قتل کیے جاتے تھے۔ لہٰذا جیسے ہی ہملوک مذکور نے جام زہر لا کے اُس کے سامنے پیش کیا۔ اُس نے نہایت ہی استقلال و خاطرجمعی کے ساتھ جام اُس کے ہاتھ سے لے لیا۔ کمال استقلال سے منہ سے لگا کے پی گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد بستر پر لیٹ کے بڑی ہی فارغ البالی کے ساتھ جان دے دی۔ اور جیسے ہی اُس کی روح نے جسم سے مفارقت کی اُس کی نسبت جتنے شبہے تھے سب جاتے رہے۔ اور اُس کا نام ساری دنیا میں نیکنامی اور پیمبرانہ ایثار نفس کے ساتھ مشہور ہو گیا۔

افلاطون جس کے بہت سے تصانیف اس وقت موجود ہیں۔ اُس کا شاگرد ایک بہت بڑی حد تک اُس کا پیرو اور اُس کے اصول کا عامل تھا مگر کمال علمی میں وہ سقراط کے درجہ کو ہرگز نہ پہونچ سکا۔

اس موقع پر مناسب ہوگا کہ یونانیوں میں نظام فلسفہ کے جو اصول مروج تھے اُن کو بھی بیان کر دیا جائے۔ سب سے پہلا فیثاغورس کا فلسفہ تھا۔ جو حضرت سرور کائنات صلعم سے تقریباً

آسانی سے عیش پرست دشمنون پر غالب آگئے۔ لیکن دونون لشکر ہنوز مصروف کارزار تھے کہ خود سائی رس جوش شجاعت سے بڑھ کے اپنے بھائی اردشیر کے مقابل ہوا۔ دونون مین دست بدست لڑائی ہوئی۔ اور سائی رس بڑے بھائی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ اُسے خود اردشیر کی تلوار نے ہلاک کیا یا کسی اور سپاہی کی۔ مگر اردشیر کی کوشش یہی تھی کہ اِس ناموری کا سہرا اُسی کے سر رہے۔ یہان تک کہ اُس کی فوج کے دو شخصون کی زبان سے نکل گیا تھا کہ سائی رس کو ہم نے قتل کیا ہے تو اُن کی زبان بند کرنے کے لیے اُنھین فوراً قتل کرڈالا

سائی رس کی فوج اُس کے مارے جانے کے بعد سراسیمہ و حیران تھی کہ اب ہم کیا کرین وطن سے دُور ہین اور دشمن کی قلمرو کے اندر۔ مجبوراً اردشیر کے ساتھ صلح کی گفتگو چھیڑی۔ اردشیر نے فریب کی راہ سے جواب دیا۔ کہ مجھے تم لوگون سے تو کوئی پرخاش نہین مگر یونانیون کو مین ایک دوسرے راستہ سے گھر جانے دون گا۔ اور یہ کہہ کے اُنھین باتون باتون مین کشتیون کے ایک پُل کے ذریعہ سے دریاے دجلہ کے بھی اس پار اُتار لیا۔ اور یونانیون اور اُن کے وطن کے درمیان ایک کی جگہ اب دو دریاے ذخار حائل ہو گئے۔ دریاے دجلہ کے اِس پار اُترنے کے بعد یونانیون پر کھُلا کہ سائی رس کے ساتھ والے ایرانی اردشیر سے مل گئے ہین اور اُس کی سازش سے وہ سب فریب دے دے کے اُنھین زیادہ ہلاکت مین ڈالنا چاہتے ہین۔ یہ معلوم ہوتے ہی وہ اپنی حفاظت کے لیے ہر وقت ہوشیار رہنے لگے اور ہر آفت ناگہانی کا مقابلہ کرنے کو مستعد اور تیار رہتے۔

اب سائی رس کی فوج دریاے زاب کے کنارے پڑی ہوئی تھی کہ کلی آرخوس اور چند اور معزز یونانی افسر ایک ایرانی سردار کے خیمہ مین اُس سے ملنے کو گئے اور دھوکے مین گرفتار کر لیے گئے۔ ان مین سے بعض تو اُسی وقت قتل کرڈالے گئے اور بعض اس لیے زندہ رکھے گئے کہ تاجدار ایران اُن کو طرح طرح کی تکلیفون اور سخت سے سخت عذابون مین مبتلا کرے۔

اب دشمنون کو یقین کامل تھا کہ افسرون کے پکڑ لیے جانے کے بعد سارے یونانی ہاتھ پاؤن ڈال دین گے اور آسانی کے ساتھ گرفتار کر لیے جاسکین گے۔ لیکن وہ یونانیون کی فطرت وطنیت سے واقف نہ تھے۔ زے نوفون نامی ایک متوطن اسے تی نیا جو

فصل سوم

دس ہزار آدمیون کی واپسی (۹۷۲ قبل محمد سے ۹۷۰ قبل محمد تک)

کیخسرو کا بیٹا ارتازرکشیز "لانجی مانوس یعنی لمبے بازؤن والا جو ایران مین اردشیر دراز دست کہلاتا تھا ۹۹۵ قبل محمد مین مرگیا اور اُس کا جانشین ڈاریوس نوتھوس ہوا جس نے اپنے دم واپسین کے وقت دو بیٹے چھوڑے۔ ایک اردشیر منے مون۔ اور دوسرا سائی رس جو کہ سارڈیس کا والی وحکمران تھا۔

سائی رس گو سن مین چھوٹا تھا مگر چونکہ باپ کی سر پر آرائی کے زمانے مین پیدا ہوا تھا اس لیے اُس کے خیال مین یہ بات گذری کہ مجھے اپنے بڑے بھائی کے مقابل تخت نشینی کا زیادہ حق حاصل ہے۔ لہذا باپ کے مرتے ہی اُس نے ارادہ کیا کہ تاج وتخت پر قبضہ کرے۔ سارڈیس مین جتنی فوجین فراہم ہوسکین اُس نے جمع کین۔ اور یونان مین اسپارٹا کے فرمان روا کو لکھ بھیجا کہ میرے لیے یونانیون کا ایک لشکر مرتب کرکے روانہ کرو جس کی کمک سے مین صوبۂ پی سی ڈیا کو مغلوب کرنا چاہتا ہون جو باغی ہوگیا ہے۔

اہل اسپارٹا نے یہ درخواست قبول کی اور تقریباً گیارہ ہزار یونانی اسپارٹا کے ایک سپہ سالار کلے آرچوس کے زیر علم روانہ ہوکے سارڈیس مین آئے اور سائی رس کے لشکر مین مل گئے۔ اِس سب لشکر کو لے کے وہ روانہ ہوا شہر طوسوس مین پہونچ کے یونانیون پر یہ راز کھلا کہ سائی رس کی غرض کسی باغی صوبہ پر فوج کشی کرنا نہین ہے بلکہ تخت وتاج حاصل کرنے کے لیے خود اپنے بڑے بھائی سے لڑنا ہے۔ یہ حال کھلتے ہی پہلے تو یونانیون نے آگے بڑھنے سے انکار کیا۔ لیکن سائی رس نے اُنھین اپنا ساتھ دینے پر مجبور کیا اور بغیر اس کے کہ کسی دشمن سے سامنا کرنا پڑا ہو اُنھین بہلا پھُسلا کے دریاے فرات کے اس پار نکال لایا۔ اور شہر قوناک سا مین جو تقریباً ۵۷ میل اور اس طرف تھا دونون بھائیون کے لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہوئے۔ کیونکہ اردشیر یہان اپنے پورے جرار لشکر کے ساتھ موجود تھا۔ لہٰذا یونانی سپاہی اپنی عادت ووضع کے موافق بہت

یہان سے تھوڑے ہی فاصلہ پر بحر یوک زی نہ کا پانی چمک رہا تھا۔ یہ سمندر اُس سمندر کی ایک شاخ تھا جس کی لہرین خود یونانی خلیجون مین پہونچ کے بلادِ یونان کے ساحلون کو ہلکورے دیتی رہتی تھین۔ اور اُس کے پانی کو ہر یونانی اپنا وطنی انیس اور بچپن کا رفیق تصور کر سکتا تھا۔ الغرض سمندر کی صورت دیکھتے ہی اُن کی خوشی کی کوئی حد نہ تھی۔ سب کے سب نعرہ ہائے مسرت بلند کرنے اور ایک دوسرے سے لپٹ کے رونے لگے۔ پہلے تو یہ لوگ سمندر کی مسطح سطح کو ذوق و شوق سے دیکھتے رہے۔ پھر ہر طرف سے پتھر لا لا کے اپنی خوشی کی یادگار مین ایک بڑا تودہ بنایا اور ہر شخص کو جو بہتر سے بہتر چیزین میسر آئین اُس پر لا کے چڑھا دین۔

اب ان لوگون کی سخت ترین مصیبتون کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اور آگے کا سفر کر کے زنوفون اپنے باقی ماندہ ہمراہیون کے ساتھ جن کی تعداد ۸۶۰۰ سے کم نہ تھی یونانی شہر بی زن ٹی اوم (موجودہ قسطنطنیہ) مین پہونچا۔ اور خدا جانے کتنا ہی منزلین قطع کر کے اور دشمنون کی کتنی سرزمینون کو طے کر کے یہان پہونچا تھا۔ اس مہم نے اہل یونان کو چاہیے کتنا ہی پریشان کیا ہو مگر اس بات کو اُن پر آشکارا کر دیا کہ عیش پرست شاہنشاہی ایران باوجود اس عظمت و جلال کے اصل مین کمزور ہے۔ اس سفر نے اُن مین بڑے سے بڑے سفر کرنے اور سخت سے سخت مہمین اختیار کرنے کا حوصلہ پیدا کر دیا۔ اور اُن کے ذہن مین یہ خیال جوش زن ہوا۔ کہ دارائے عجم کے لشکرون سے مقابلہ کر کے ہم کامیاب بھی ہو سکتے ہین۔ اور یہی چیزین تھین جن کا ظہور چند روز بعد سکندر کی حملہ آوری سے ہوا۔

زنے نوفون نے اپنے اس سفر کا ایک سفرنامہ لکھا۔ اُس کے علاوہ اور بھی کئی تاریخی کتابین تصنیف کین۔ چنانچہ وہ اِس عہد کا سب سے بڑا مورخ تسلیم کیا جاتا ہے جس کی کتابین آج تک موجود ہین۔ اور ادب و قدر کی نگاہون سے دیکھی جاتی ہین۔

فصل چہارم

تھے بیاوالون کی عظمت (۳۶۵ قبل محمد سے ۳۳۴ قبل محمد تک)

دولت ایران کے خلاف اسپارٹا کے بادشاہ آگےسی لاؤس نے ایک کوشش

سقراط کی شاگردی کر چکا تھا جوش مین آ کے اُٹھ کھڑا ہوا ہم وطنون کو ہمت دلائی اور کہا
"اگر تمھین دریا ہی سہے تو کم سے کم یہ ہو کہ آدمیون کی طرح مرو - مایوس ہونے کی کوئی وجہ
نہین - اگر دریاے دجلہ کا پاٹ اتنا ہے کہ ہم اس کے پار نہین اُتر سکتے تو چڑھائی کی طرف سفر شروع
کردو - کہین تو سرا ملے گا ؟ یا کہین تو پایاب ہوگا ؟" اس بہادرانہ مشورے نے حوصلہ بڑھا
دیا - اور سب کے سب بلا تامل شمال کی طرف چل کھڑے ہوئے اور اُسی وقت سے
دس ہزار یونانیون کی مشہور واپسی شروع ہو گئی جو غیر متزلزل حوصلہ مندی - تحمل - بُردباری
اور باضابطگی کی ایک عجیب و غریب یادگار ہے - اس وقت یونانیون کے سامنے
ایسی دشواریان تھین کہ اگر اور کوئی لشکر ہوتا تو یقیناً ہمت ہار دیتا - اور بے بس ہو کے ہتھیار
رکھ دیتا - اور بدحواسی و اضطراب مین منتشر اور اُسی وقت تباہ و برباد ہو جاتا - مگر اُنھون نے
پروا نہ کی - اور کوچ شروع کر دیا - دشمنون کے سوار ہمیشہ اُن کے آس پاس لگے رہتے
تھے - اور برابر دریا کے کنارے اُن کا تعاقب کرتے چلے جاتے - آگے بڑھ
کے پہاڑی قومین اُن کی سدراہ ہوئین - اُن سے لڑ بھڑ کے آگے بڑھے اور آرمینیہ کے کوہستان
مین داخل ہوئے - یہان سردی اور بھوک کی ناقابل برداشت مصیبتون مین مبتلا ہو گئے - میدان
جنگل مین ہر جگہ چھ چھ فیٹ گہری برف جمی ہوئی تھی جسے اُنھون نے کمال تحمل سے برداشت
کیا اور برابر بڑھتے چلے گئے - راستہ مین پالے اور برف کے صدمہ سے بہتون کے انگوٹھے
اور انگلیان گھُل گھُل کے غائب ہو گئین - اسی طرح برف براق سفیدی سے اکثر کی بینائی کو
نقصان پہنچ گیا - اتنے ہی پر آفتون کا خاتمہ نہ تھا بلکہ اس سرزمین کے رہنے والون نے بھی
ہر طرف سے اُن پر یورش کی جن سے لڑتے بھڑتے اور سردی سے تھرتھراتے کانپتے وہ
ہار وطن کی دُھن مین بڑھتے ہی چلے جاتے تھے - سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ اُن کے ساتھ
نہ کوئی رہبر تھا اور نہ کسی قسم کا کھانے پینے کا سامان - اتنی آفتین جھیلنے کے بعد ایک دن وہ
تھکے ماندے نام ایک پہاڑ پر چڑھ رہے تھے ناگہان دیکھا کہ زے نوفون جو سب کا سرغنا اور
سب سے آگے تھا اُس کی گاڑی چلتے چلتے رُک گئی - اور ساتھ ہی اُس نے زور و شور
سے نعرۂ مسرت بلند کیا کہ "سمندر ! سمندر !"

مظالم کرنے لگے جو تھبیس کے زیر اثر تھے یا اُس سے وابستہ تھے۔ اور اُس کے بعد اُنھون نے دغابازی سے قدمیا (یعنی قلعہ) پر بھی قبضہ کرلیا۔ اور اُس مین اپنی ایک فوج قائم کردی جو شہر والون کو نہایت ہی مہیب و خطرناک نظر آتی تھی۔

اُن دنون یونان مین دو زبردست آدمی موجود تھے۔ ایک اپامی نونڈاس اور دوسرا پے لوپی ڈاس۔ یہ دونون تھبس کے رہنے والے تھے اور لڑائی کے میدان مین دونون نے ایک دوسرے کی جان بچائی تھی۔ اور اُسی وقت سے باہمی خلوص و محبت پیدا ہوجانے کے باعث دونون مین رابطۂ اتحاد قائم ہوگیا تھا۔ پے لوپی ڈاس دولت مند تھا اور اپامی نونڈاس غریب و مفلوک الحال۔ لیکن پے لوپی ڈاس کہا کرتا تھا کہ دنیا مین اپامی نونداس ہی ایک ایسا شخص ہے جس سے اُس کے دوست نے کبھی اس بات کی التجا نہین کی۔ کہ میری دولت لو اور اُس کے معاوضہ مین میری مدد کرو" ادھر اسے پامی نونڈاس کی یہ حالت تھی کہ اُس کے دشمنون نے جب اُسے سلطنت کی ایسی خدمتون پر مامور کرنا چاہا جو ذلیل ترین خدمتین سمجھی جاتی تھین تو وہ اُنھین ایسی دانائی اور قابلیت کے ساتھ بجالایا کہ اُس کے تقرر سے خود اُن خدمات کی عزت بڑھ گئی۔

پے لوپی ڈاس نے اس بات کی ایک تدبیر نکالی کہ اپنی نوجوان کو مخفی طور پر شہر کے اندر پہونچادے اور اسپارٹا والون کے مورچے پر اچانک جا پڑے لیکن چونکہ یہ ایک ایسی تدبیر تھی جو اصول شرافت سے دور تھی لہذا اپامی نونداس نے جس کا یہ شیوہ تھا کہ کبھی مذاق مین بھی کوئی جھوٹی بات زبان سے نہ نکالتا تھا اس بات کو گوارا نہ کیا کہ ایسی نامردی کی کارروائی مین وہ خود کوئی حصہ لے۔ مگر دوسرے بہت سے لوگون کی مدد سے جنھین ایسی کارروائیون کے کرنے مین باک نہ تھا کامیابی حاصل ہوگئی۔

یہ کارروائی یون عمل مین آئی کہ اسپارٹا کے مورچہ کے سپاہی ایک دعوت مین بلائے گئے جہان تھبس کے سازشی زنانون اور عورتون کے بھیس مین آکے اُن سے ملے اور موقع پاتے ہی یکایک حملہ کرکے اُن سب کو قتل کرڈالا۔ اور شہر قدمیا پر پھر قابض و متصرف ہوگئے۔

۹۶۵ قبل محمد مین کی تھی۔ ایشیاے کوچک کی یونانی نوآبادی نے اس بات کی کوشش شروع کی کہ ایرانیون کی حکومت سے آزاد ہوجائین اور اسپارٹا والون کو اپنی مدد پر بُلایا۔ اگے سی لاؤس حقیر وکمرو قد مین چھوٹا۔ اور بچپن سے لنگڑا تھا۔ لیکن اسپارٹا مین جتنے سپہ سالار پیدا ہوے اُن سب سے زیادہ لائق وہی تھا۔ اور لی قورغوس کے قوانین وآئین کا نہایت سختی سے پابند تھا۔ ایک ایرانی سردار جو مشورے کی غرض سے یونانی لشکرگاہ مین آیا تھا اُسے سادے لباس مین زمین پر بیٹھے اور خشک روٹی اور بقولات کھاتے دیکھ کے متحیر ہوگیا۔ لیکن اُس کے ساتھ ہی اُس ایرانی سردار کا بیٹا جو باپ کے ساتھ آیا تھا اس یونانی سپہ سالار کی سادگی اور جوابات مین اُس کی قابلیت دیکھ کے اُس کا اس قدر گرویدہ ہوا کہ باپ کے ساتھ واپس جانے سے رک رہا۔ اور اگے سی لاؤس سے درخواست کی کہ مجھے اپنا دوست بنا لیجیے۔ اور دلی محبت واُخوت قائم کرنے کے لیے اپنی تلوار اُس سے بدل لی۔

اگے سی لاؤس دو سال تک ایشیا مین ٹھرا رہا اور اِس مدت مین اُس نے بہت سی کامیابیان حاصل کین۔ لیکن وہ سب بیکار گئین۔ کیونکہ اُنھین دنون اُس کے وطن اسپارٹا کے خلاف ایک بڑی بھاری سازش ہو رہی تھی۔ کونون یعنی وہ سپہ سالار جو اے گوس پوٹاموس کے میدان سے بھاگ کے اکیلا بچا تھا ایرانی حاکم کے پاس پہونچا۔ اور اُس کو یہ بات سُوجھائی کہ ایشیا کی سلامتی کی بہترین تدبیر یہ ہے کہ خود اسپارٹا والون کے گھر مین اور اُن کے پاس پڑوس مین اُن کے دشمن پیدا کر دیے جائین۔ یہ کہہ کے اُس سے اتنی رقم وصول کی جس سے اے تی نیا کی شہر پناہ پھر تعمیر کی جا سکے۔ اس کے بعد گھر واپس آ کے اُس نے تھیبیا والون سے کمک حاصل کی۔ اور اے تی نیا کے گرد از سرنو قلعہ بندی کی اور اُس شہر کو جو اسپارٹا والون سے مغلوب ہو چکا تھا پھر سر اُٹھانے کے قابل بنا دیا۔

اب دیگر اضلاع یونان نے اسپارٹا کے خلاف ایک لیگ قرار دی۔ اور شہر تھیبس جو اِس آخر زمانہ مین بڑا زبردست ہو گیا تھا اِس لیگ کا سرغنا قرار پایا۔ لیکن کورونیا کے میدان مین اگے سی لاؤس نے اُن تمام یونانی شہرون کی متحدہ فوجون کو ایک فاش شکست دے دی۔ اِس فتح کے ساتھ ہی اسپارٹا والے اُن تمام چھوٹے چھوٹے شہرون پر سخت

اور قومی محبت کا نمونہ بنا کے چھوڑ گیا۔

اس کے مرنے کے دو ہی برس آگے سی لاؤس باوجودیکہ اسی برس کا بڈھا تھا ایرانیون کے مقابلے کے لیے لشکر لے کے مصر گیا۔ جہان پہونچ کے بیمار ہوا۔ اور یہی مرض اُس کا مرض موت ثابت ہوا۔

ساتوان باب

شاہنشاہی مقدونیہ (سنہ ۹۳۰ قبل محمد سے سنہ ۹۰۰ قبل محمد تک)

فصل اول

مقدونیہ کا فیلقوس (سنہ ۹۳۴ قبل محمد سے سنہ ۹۰۷ قبل محمد تک)

مان ٹی نیا کی لڑائی کے بعد بلاد یونان مین برابر جھگڑا قائم رہا۔ اور آخر کار سب سے اول درجہ کی قوت و عظمت پھر شہرا سے تی نیا نے حاصل کر لی۔ لیکن اسی اثنا مین یونان کے ایک شمالی علاقہ نے جو مقدونیا کہلاتا اور مطلقاً وحشی غیر متمدن تصور کیا جاتا تھا ایسی زبردست قوت پیدا کر لی۔ جو یونان کے تمام علاقون اور شہرون کے لیے خطرناک تھی۔ یہ سلطنت پہلے بھی تھی مگر کسی شمار و قطار مین نہ تھی۔ اب اُس نے عروج حاصل کیا تو سب شہرا اپنے پُرانے حریفون کو بھول کے اُسے خوف کی نظر سے دیکھنے لگے۔ یہان کا حکمران فیلقوس جو ایک مدت دراز کی جلا وطنی کے بعد سنہ ۹۳۰ قبل محمد مین تاج و تخت کا مالک ہوا تھا بڑا مدبر اور تجربہ کار شخص تھا۔ وہ زندگی کا ایک بڑا حصہ تھےبس مین خرچ کر چکا تھا جہان اُس نے فنون جنگ اور تدبیر مملکت کی تعلیم اپامی نونڈاس کے ایسے مشہور و معروف افسر اور مدبر سے پائی تھی۔ فیلقوس کو سب سے بڑی آرزو اس بات کی تھی کہ لوگ اُسے یونانی تسلیم کرین۔ اور اُس کا شمار سربرآوردگان یونان مین کیا جائے۔ اُس نے یونان کے سربرآوردہ لوگون کو بُلا بُلا کے اپنے پاس جمع کیا۔ اور جب اُلم پیا کی دوڑ مین اُس کی رتھ جیتی۔ اور اُسے اِس کامیابی کا انعام ملا تو اُس نے حکم دیا کہ سارے مقدونیا مین خوشی منائی جائے۔ وہ نہایت ہی چالاک

تھیبس اب پھر آزاد تھا۔ اور اپامی نونڈاس نے ایک فوج کی سپہ سالاری کر کے شہرے اُگھٹرا مین اسپارٹا والون کو شکست بھی دے دی۔ اسپارٹا والون کی فوج کا افسر اُن کا دوسرا بادشاہ کلے اوم بروٹوس تھا۔ اِس فتح کے بعد جب چارون طرف سے لوگ اپامی نونداس کی تعریفین کر رہے تھے وہ بولا "مجھے تو سب سے بڑی خوشی اِس بات کی ہے کہ میرے مان باپ یہ خبر سُن کے کیسے خوش ہوئے ہون گے" اسی وقت سے تھیبس یونان کا صاحب حکومت شہر بن گیا۔ اور جب تک اپامی نونڈاس وہان کے معاملات کا متکفل اور قوم کا سرغنا رہا عقلمندی۔ عدل پروری۔ اور سرسبزی کے ساتھ حکومت ہوتی رہی۔ لیکن تھیبس کی عظمت اپامی نونداس کی زندگی کا پورا ساتھ نہ دے سکی۔

۳۶۲ سنہ قبل مسیح مین شہر مان تی نیا کے متعلق جو علاقہ آرقادیا مین واقع ہے ایک نزاع پیدا ہوئی۔ اور اُس کی شہر پناہ کے سامنے ہی اسپارٹا اور تھیبس والون نے باہم میدان کارزار گرم کیا۔ اِس میدان مین فتح تو اپامی نونداس ہی کو نصیب ہوئی مگر ابھی لڑائی کا آغاز ہی تھا کہ وہ سینہ پر ایک تیر کھا کے گرا۔ تیر سینے کے اندر پیوست ہو گیا تھا لوگ اُسے میدان جنگ سے اُٹھا کے ایک چھوٹی پہاڑی پر لے گئے۔ جہان پہونچتے ہی اُس نے پہلا سوال یہ کیا کہ "میری ڈھال تو نہین ٹوٹی ہے وہ صحیح وسالم ہے؟" جب رفیقون نے ڈھال اُس کے سامنے لا کے پیش کر دی تب اُس نے لوگون کو اپنے زخم کا معائنہ کرنے کی اجازت دی۔ تیر اب تک زخم مین پیوست تھا۔ اور لوگ ڈر رہے تھے کہ اگر تیر نکالا گیا تو اتنا خون بہ جائے گا کہ اِس کا جان بر ہونا دشوار ہوگا تمام خدام و رفقا گرد کھڑے رو رہے تھے اور اسی اندیشہ سے کسی کو تیر کھینچنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اور خود اُس کی یہ حالت تھی کہ گویا اِس زخم کا خیال بھی نہ تھا نہایت خاموشی اور متانت کے ساتھ مژدۂ فتح سننے کا انتظار کر رہا تھا۔ اتنے مین اُس کے لوگون نے نعرۂ فتح بلند کیا۔ اور ہر طرف سے فتح و نصرت کی مبارکباد سُنی جانے لگی۔ مژدۂ فتح سنتے ہی جوش مین آ کے اُس تیر کو زور سے پکڑ کے خود کھینچ لیا۔ ساتھ ہی خون کے فوارے بہنے لگے اور دم بھر مین وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اور اپنے بعد اپنی زندگی کو عجیب و غریب استقلال فارغ البالی

سمندر کے کنارے کھڑے ہو کے زور زور سے تقریر کرنے کی مشق کرتا جہاں موجوں کی تلاطم سے ہر وقت ایک شور رہوتا رہتا اور کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی۔ تاکہ جس مجمع میں لوگوں نے سخت شور مچا رکھا ہو اپنی آواز کو سب پر بلند اور غالب کر سکے۔ آخر جادو بیانی کے کمال میں اسے یہاں تک کامیابی حاصل ہوئی کہ اسے تی نیاوالوں کے دلوں پر اکثر حاکم و متصرف رہتا۔ اور اُس کا نام آج تک دنیا کے ایک اول درجہ کے فصیح البیان کی حیثیت سے لیا جاتا ہے۔ اور اُس کی فی لکس یعنی وہ تقریریں جو فیلقوس کی مخالفت میں تھیں اس وقت تک جادو بیانی کا بہترین نمونہ تسلیم کی جاتی ہیں۔

آخر ۳۳۸ قبل محمد میں شہر کرونیا کے پاس فیلقوس اور اسے تی نیا اور تھے بس کی متحدہ فوجوں سے بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ اِس میدان میں تھوڑی دیر کے لیے اسے تی نیا والوں نے اپنے آپ کو کامیابی کے قریب پہونچا لیا تھا۔ لیکن اِس غلبہ سے اُنھوں نے ایسی بُری طرح کام لیا کہ فیلقوس نے اپنے سپاہیوں سے پکار کے کہا "اِن لوگوں کو نہیں معلوم کہ کیونکر فتحیاب ہوتے ہیں"۔ یہ کہہ کے ناگہاں زور شور سے حملہ کیا اور نہایت خونریزی کے بعد انھیں شکست دے دی۔ بس اِسی کرونیا کی لڑائی پر یونانیوں کی آزادی کا خاتمہ ہو گیا۔ کیونکہ پھر اِس کے بعد سے سارا ملک یونان فیلقوس کے زیر فرمان تھا۔ اِس بات کی بہت کچھ کوشش کی گئی کہ مقدونیہ کی اطاعت کا جُوا گردن پر سے اُتار کے پھینک دیا جائے اور کھوئی ہوئی عظمت و شوکت پھر حاصل کی جائے۔ مگر کامیابی نہ ہونا تھی نہ ہوئی۔ جس کا اصلی سبب یہ تھا کہ یونانی اپنی مسلسل مخالفتوں اور باہمی لڑائیوں کی وجہ سے کوئی مستقل سلطنت نہیں قائم کر سکے تھے۔

یونان پر قبضہ کرنے کے بعد مقدونیہ کے بادشاہ نے اپنی دوسری آرزو پوری کرنے کا سامان شروع کیا۔ لشکروں کو جمع اور مرتب کر رہا تھا اور اپنی قوت بڑھاتا جاتا تھا کہ ۳۳۶ قبل محمد میں اُس کی بیٹی کی شادی کی تقریب پیش آئی۔ اس شادی کی دعوت میں وہ اہل دربار کے مجمع میں تھا کہ ناگہان ایک مقدونی الاصل نوعمر رئیس زادے نے خدا جانے کس جوش میں حملہ کر کے اُسے مار ڈالا۔ اس واقعہ پر گرد کی محافظ فوج کو اس قدر طیش آیا کہ سبھوں نے اُس نوجوان کو گھیر کے فوراً قتل کر دیا۔ اور یہ بھی نہ نکلنے پایا کہ فیلقوس کے

شخص تھا۔ اور وہ ہی کی ذرا بھی پروا نہ تھی کہ حصول کامیابی کے ذریعہ منصفانہ و شریفانہ ہوں یا نہ ہوں۔ جائز ہوں یا ناجائز۔ اُس کے اصلی مقصد دو تھے۔ ایک یہ کہ سارے یونان کو اپنے قبضہ میں کر لے۔ اور دوسرے یہ کہ سلطنت ایران کو فتح کرے۔ پہلی آرزو میں تو اُسے پوری کامیابی ہوئی۔ مگر دوسرے مقصد کے لیے اُس نے پورا سامان تیار کر لیا تھا کہ عمر نے وفا نہ کی اور اُسے اپنے بیٹے سکندر کے لیے چھوڑ گیا۔

یہ بہت بڑے کام تھے جن کے لیے اُسے اپنے یہاں اچھے اچھے افسر بھی تیار کرنا تھے اور بڑی زبردست فوج بھی مرتب کرنا تھی۔ جس کا سرانجام اُس نے یوں کیا کہ نوجوان شریف زادوں کو دور دور سے لا کے اُس نے اپنے دربار میں جمع کیا۔ اور اُن کو فنون جنگ کی تعلیم دی۔ اِس تدبیر میں اُسے پوری کامیابی حاصل ہوئی اور چند ہی روز میں اُس کے پاس ایک بڑا زبردست لشکر موجود تھا جو فوج اُس نے تیار کی اُس کی اصلی قوت ایک پلٹن سے تھی جس میں چھ ہزار پیدل سپاہی تھے۔ یہ سب یونانی مذاق و اصول کے مطابق پورے اسلحہ سے آراستہ تھے۔ چوبیس چوبیس فیٹ کے لمبے نیزے اُن کے ہاتھوں میں تھے۔ جب اِن سپاہیوں کی صفیں اصول جنگ کے مطابق مرتب کی جاتی تھیں تو اگلی چار صفوں کے نیزے آگے کی طرف جھکے رہتے۔ ہر صف سے دوسری صف تک مناسب فاصلہ رہتا اور سب سے اگلی صف کے اور دشمن کے درمیان چار نیزوں کی مسافت رہتی جس وقت وہ آگے مارچ کرتے اُن کی ڈھالیں اس طرح ایک دوسرے سے ملی رہتیں کہ اُن کی صفوں میں سے گزر جانا غیر ممکن تھا۔

فیلقوس کی یہ تدبیریں جو اہل یونان کے خلاف تھیں جیسے ہی ظاہر ہوئیں سب لوگوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ اور ہر ایک میں یہ جوش پیدا ہوا کہ فیلقوس کی اِن کارروائیوں کو روکا جائے۔ خاصۂ شہر اے تی نا میں جہاں اُس عہد کا بڑا جادو بیان ڈے موس تھے نس (ڈیما ستھینیز) موجود تھا۔ جو ہم وطنوں کو اپنی آزادی برقرار رکھنے پر ہمیشہ آمادہ کرتا رہتا۔ اِس فصیح و بلیغ شخص نے بڑی دشواریوں کا مقابلہ کر کے اور بڑی سختیاں جھیل کے اپنے آپ کو اعلیٰ درجہ کا فصیح اللسان بنایا تھا۔ اُس کی زبان میں خلقتی طور پر لکنت تھی۔ اور بات کرنے میں غل بل غل بل کرتا رہتا تھا۔ اپنے اس گویائی کے عیب کو اُس نے یوں دور کیا کہ منہ میں سنگریزے بھر کے تقریر کرتا۔

مناسب تدبیرون کا پابند رہتا۔ دیگر فنون مین اُسنے دیگر اُستادون کی تعلیم سے کمالات حاصل کیے۔ اور خاص اپنے باپ کی صحبت و تربیت نے اُس مین یہ جوہر پیدا کیا تھا کہ جس کام کو شروع کرتا اُس مین پوری مستعدی سے توجہ کرتا۔ چودہ برس کی عمر مین اُس نے اپنے خاص گھوڑے بُوسِفے فالُوس کو سدھا کے اِس قدر مانوس کر لیا کہ اُس کی سواری مین تو بالکل مطیع و منقاد رہتا مگر اور کسی شخص کو کبھی اُس کی پیٹھ پر جانے کی جرأت نہ ہوسکی۔ ابھی چودہ ہی سال کا تھا کہ اہل سائی ریا کی لڑائی مین اُس نے اپنے باپ کو قتل ہونے سے بچایا۔ اور کمال شجاعت دکھا کے گویا موت کے دہانے سے نکال لایا۔ اور چے رونیا کے معرکہ مین سارے سوارون اور رسالون کا افسر وہی تھا۔ باوجود اِن سب باتون کے تخت نشینی کے وقت وہ اِس قدر کم سن تھا کہ یونانیون کو خیال گزرا اب ہمین مقدونیہ والون سے کوئی اندیشہ نہین باقی رہا۔

فیلقوس کے مارے جانے پر اے تِھنیا مین بہت ذلیل قسم کی خوشیان منائی گئین۔ ڈِے مُوس تھے نس کی ایک بیٹی اگرچہ انھین اسی زمانہ مین مری تھی مگر وہ سر پر ایک پھولون کا تاج پہن کے خوش خوش اہل اے تِھنیا کے مجمع عام مین آیا۔ اور فیلقوس کے مارے جانے کی خوش خبری سنائی۔ یہ ایسی باتین تھین جن سے بدگمانی ہوسکتی تھی کہ اُس کے قتل کی سازش مین یہ ضرور شریک ہوگا۔ مگر اُن کی یہ سب خوشیان بے کار گئین۔ کیونکہ تھے بس والون نے بغاوت کے لیے جیسے ہی ہتھیار اُٹھائے سکندر بجلی کی طرح آ پہونچا۔ تھے بس کی شہرپناہ مسمار کر دی بہت سے اہل شہر کو قتل کیا۔ اور پھر سارے شہر کو تباہ و برباد کر کے اُس کا نام ہی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ یہ رنگ دیکھتے ہی یونان کی اور سب ریاستون کے بھی وضو ٹھنڈے ہو گئے۔ اور کسی کو چون کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور اُن کے حوصلہ پست ہوتے ہی سکندر کو موقع مل گیا کہ نہایت اطمینان فارغ البالی سے دولت عجم پر چڑھائی کرے۔

چنانچہ ۳۳۵ قبل محمد کے موسم بہار مین اُس نے اَینٹی پاٹر کو اپنا والی اور نائب السلطنت بنا کے مقدونیہ مین چھوڑا۔ اور تیس ہزار پیدل فوج اور ۴۵۰۰ سوارون کو ہمراہ رکاب لے کے وطن کو خیرباد کہی جس کی صورت دیکھنا پھر اُسے نہ نصیب ہوا۔ ہیلس پانٹ (آبنائے باسفورس) کے پاس یورپ کو چھوڑ کے ایشیا مین داخل ہوا۔ اور پہلا شخص تھا جو فاتحانہ

قتل کرنے مین اُس کی کیا غرض تھی۔

فصل دوم

سکندر اعظم ایشیائے کوچک مین (۳۳۴ قبل محمد سے ۹۰۴ قبل محمد تک)

فیلقوس کے بعد اُس کا بیٹا سکندر وارث تاج و تخت ہوا۔ جو تاریخ مین سکندر اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اُس کی مان ای پائی رس کی شاہزادی اُلم پیاس تھی۔ جس وقت وہ سریر شہریاری پر جلوہ آرا ہوا ہے اُس کی عمر بیس برس کی تھی۔ اُس کی پیدایش کے دن قدرت الٰہی کا یہ عجیب تماشا نظر آیا تھا کہ شہر افسوس کے بڑے بت خانہ مین ایسی آگ لگی کہ جل کے خاک کا تودہ رہ گیا۔ اس آگ کا باعث بھی عجیب و غریب تھا۔ یعنی اے روس تراتوس نام ایک شخص نے اس خبط مین آگ لگا دی کہ اتنے بڑے بت خانہ مین آگ لگانے کی وجہ سے میرا نام دنیا مین ہمیشہ کے لیے مشہور ہو جائیگا سکندر نے اس واقعہ سے اپنی مبارک فالی کا یہ شگون لیا کہ میرے ہاتھون سے سرزمین ایشیا مین آگ بھڑک اُٹھے گی۔

سکندر باپ کی طرف سے اپنا سلسلۂ نسب ہرکیولیس تک پہونچاتا تھا۔ اور مان کی طرف سے اُچیلیس تک۔ بچپن کے زمانہ مین اُسے شاعری سے شوق تھا۔ پرانی شاعری ہی کے عالم مین رہا کرتا۔ اور جب سوتا تو ہومر کے تصانیف اُس کے سرھانے تکیہ کے نیچے ہوتے۔ جس کا یہ نتیجہ تھا کہ خواب بھی دیکھتا تو ایسے واقعات پیش نظر ہو جاتے جو معرکۂ کارزار مین اُسے محاصرۂ ٹرائے کے نامورون کا ہم پلّہ اور ہم رتبہ ثابت کرتے۔ اُسے بارہا نظر آیا کہ مین اُن نامورون کی شہرت کا مقابلہ کر رہا ہون۔ شہر استاغی رہ کے فلسفی ارسطا طالیس کے زیر تربیت اُس کی تعلیم ہوئی تھی۔ اُس کی ولادت کے وقت فیلقوس نے جو خط اس نامور حکیم کے پاس بھیجا تھا اُس مین یہ الفاظ لکھے تھے "میری سمجھ مین نہین آتا کہ کس بات پر زیادہ خوش ہون؟ آیا اس بات پر کہ خدا نے مجھے فرزند دیا؟ یا اس بات پر کہ اس بچہ کو ارسطو کا سا معلم نصیب ہوا؟"

ارسطو کی تعلیم کی یہ برکتین تھین کہ نوعمر و نوخیز سکندر جب کوئی کام کرتا تو خوب سوچ سمجھ کے اور بخوبی غور کر کے کرتا۔ جس بات کا ارادہ کر دیتا تو پھر اُس پر استقلال سے قائم رہتا۔ اور حکمرانی کے

سکندر کا یہ سفر جو ایشیاے کوچک کے مغربی و جنوبی سواحل پر ہوا اس مین مع اُس لڑائی کے جو ملک کے اندرونی حصہ مین ہوئی تھی پورا ایک سال صرف ہوگیا۔ اور موسم گرما کی ابتدا مین وہ علاقہ قی لی قیا کے شہر طرطوس مین پہونچا۔ اور کچھ تو گرمی اور کچھ تھکن سے وہ ایسا خستہ و پریشان ہو رہا تھا کہ شہر مین داخل ہوتے ہی دریاے قدنوس کے ٹھنڈے پانی مین نہا لیا۔ اس بے اعتدالی سے اُسے شدید تپ آگئی جس کی حدت اور شدت اس بلا کی تھی کہ اس بیماری نے اُس کی صحت جسمانی مین ہمیشہ کے لیے گھن لگا دیا۔ اس موقع پر کسی دوست نے اُسے ایک خط کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ "آپ کا طبیب فلپ شاہ ایران سے ملا ہوا ہے جو روپیہ دے کے اس بات پر راضی کر لیا گیا ہے کہ دوا کے بہانے آپ کو زہر دے دے۔" اس خط کو سکندر پڑھ ہی رہا تھا کہ وہی طبیب فلپ اُس کے پلانے کے لیے دوا بنا کے لایا۔ سکندر نے اُس کی صورت دیکھتے ہی خط تو اُس کے ہاتھ مین دے دیا اور دوا کا کٹورہ اُس سے لے کے منہ سے لگا لیا۔ اور قبل اس کے کہ فلپ اپنی بیگناہی کے متعلق ایک لفظ بھی زبان سے نکالنے پایا ہو۔ بے تکلف دوا کو پی گیا۔ بخار تین ہی دن کے اندر جاتا رہا۔ اور وہ اس قابل ہوا کہ فوج کی سرداری کرے۔ خوش قسمتی سے بیماری کے زمانے مین فوج کشی کی کوئی ضرورت بھی نہین پیش آنے پائی۔ تیسرے دن جب فوج کے ساتھ مقابلہ کو چلا ہی تو دارا سے قدمانوس خود اپنے لشکر کو لے کے میدان مین صف آرا ہو چکا تھا۔

لشکر عجم اس میدان مین عجیب شان و شوکت اور تزک و احتشام سے آیا تھا۔ سب کے آگے آگے ایک گروہ اُن لوگون کا تھا جن کے ہاتھون مین چاندی کی زرق برق انگیٹھیان تھین۔ جن مین زرتشتیون کی مقدس و محترم آگ روشن تھی۔ اس گروہ کے پیچھے سب سے بڑا مقتداے ملت مجوس تھا۔ اُس کے ہمراہ ۳۶۵ خوش رُو نوجوان گل انار کپڑے پہنے ہوئے تھے جو برس کے ۳۶۵ ایام کے مظہر و قائم مقام تصور کیے جاتے۔ اس کے بعد سورج کی (جو مظہر نور یزدان تھا) رتھ تھی اور اُسے اُس کے خاص خادم گھوڑون پر سوار اپنے جھرمٹ مین لیے ہوئے تھے۔ اس رتھ کے جلوس کے بعد عجمی لشکر تھا۔ خاص شاہی گارد کے نیزون کی شامین سونے کی تھین۔ اُن کا لباس سفید تھا۔ اور مرصع چار آئینہ سینون پر لگے ہوئے تھے۔ اس کے بعد اور جماعت اس سے کم نمود و شان کی تھی۔ مگر یہ ساری دھوم دھام بجائے

اولوالعزمی کے حوصلہ دل مین لیے ہوئے یورپ سے نکل کے ایشیا مین آیا۔ اُس کی فوجین ابھی ساحل پر اُتر ہی رہی تھین کہ وہ اُس مقام کی زیارت کو چل کھڑا ہوا جسے مدت ہاے دراز سے خواب مین دیکھتا رہا تھا۔ یعنی وہ گاؤن جو پُرانے شہر ٹراے کے مقام پر آباد تھا۔ یہان اُس نے اے چل لیس کی قبر پر قربانی چڑھائی جسے اپنے نانہالی خاندان کا مورث اعلی خیال کرتا تھا۔ خود اپنی ڈھال مندر پر چڑھا دی۔ اور وہان سے ایک ڈھال جو دیوار پر آویزان تھی اُتار لی۔ جس کی نسبت کہا جاتا تھا کہ فاتحان یونان کی پُرانی یادگار رہے۔ اور دل مین تہیہ کیا کہ اِس ڈھال کو ہر لڑائی مین ہمیشہ اپنے آگے رکھا کرون گا۔

اب یہان سے اُس نے باسفورس کے ساحل ہی ساحل مشرق کی طرف کوچ کرنا شروع کیا۔ یہان تک کہ دریاے غرانی قوس کے قریب پہونچ کے داراے عجم کے لشکر کا سامنا ہوا جو نہر مذکور کے اُس پار صف آرا تھا۔ اور شہریار ایران کا نائب ممنون اس لشکر کا سپہ سالار تھا۔ حملہ کی ابتدا سکندر نے خود اپنی طرف سے کی۔ اور مع اپنے جان باز سوارون کے زور و شور سے اپنے گھوڑے بیچ دھارے مین ڈال دیے۔ موجون سے لڑ بھڑ کے پار پہونچے تو دشمن کے سپاہیون نے یورش کر دی جو کسی طرح زمین پر قدم نہ جمانے دیتے تھے۔ مگر سکندر نے شجاعت و دلیری سے ایک جگہ پر قبضہ کر ہی لیا۔ اتنی دیر مین اُس کا پیدل لشکر بھی پار اُتر آیا۔ اُس کے پہونچتے ہی سب نے ایرانیون پر ایسی سختی سے حملہ شروع کر دیے کہ بہت ہی جلد سکندر کو پوری فتح حاصل ہو گئی۔ اور ایرانی بھاگ کھڑے ہوئے۔

اِس فتح کے ساتھ ہی اطراف و جوانب کے سارے ملک پر سکندر کا قبضہ ہو گیا۔ اِس علاقہ پہ قابض ہونے کے بعد اُس نے اپنا رخ بدل دیا۔ اور اب وہ بحر ایجئین کے کنارے کنارے چلا۔ اور جو شہر راستہ مین پڑا اُس پر قابض و متصرف ہوتا گیا۔ اِس کارروائی مین اُس کا سب سے زیادہ اہم مقصد یہ تھا کہ ایرانیون کے تعلقات اُن کی بندرگاہون سے منقطع کر دے۔ تاکہ وہ اپنی بحری قوت اور اپنے جہازون کے بیڑون سے فائدہ نہ اُٹھا سکین۔ اور اِس کی وجہ یہ تھی کہ ایرانیون کا بیڑہ اِس قدر زبردست تھا کہ سکندر کے لشکر یا اُس کی قوت کو اُس سے کوئی نسبت نہ تھی۔ چنانچہ اسی اندیشہ سے سکندر کو اپنی اِس ساری مہم مین ایک بار بھی بحری لڑائی کی جرأت نہ ہوئی۔

اِن میں کوئی فرق نہیں - سب غیبس پٹون بھی سکندر ہی کا ایک دوسرا چکر ہے - ... نے
اُس نے ماں کہہ کے خطاب کیا - اور اُسے ہمیشہ ماں ہی کے لفظ سے یاد کیا کرتا - اور یہاں تک
اُس کا ادب کرتا کہ جب تک وہ بیحد اصرار نہ کرتی اُس کے سامنے بیٹھتا تک نہ تھا - اور
ہر بات میں اُس کے ساتھ ایسے ادب و تعظیم اور مروت و اخلاق کو کام میں لاتا کہ ہی سی
گم ملبیس کو اپنے اصلی بیٹے سے یہ دوسرا منہ بولا بیٹا زیادہ عزیز ہو گیا۔

فصل سوم

فلسطین اور مصر کی فتح - (۹۰۵ قبل محمد سے ۹۰۱ قبل محمد تک)

سکندر نے اپنے ان تدابیر کے سلسلہ میں کہ پہلے دارا سے عجم کی بحری قوت کو غارت و برباد کر دیا جاے دوسری یہ کارروائی کی کہ سطوت و جبروت کے ساتھ فنیقی لوگوں کی سرزمین میں داخل ہوا - یہاں پہونچ کے دیکھا تو نظر آیا کہ پُرانا شہر زدون تو اُس کے آگے سر اطاعت جھکانے کو تیار ہے مگر شہر طائر کے لوگوں نے سرتابی کی اور کہا کہ "ہم تو سکندر کو اپنے شہر میں قدم نہ رکھنے دیں گے" موجودہ طائر جو بخت نصر کے ہاتھ سے تباہ ہونے کے ستر برس بعد آباد ہوا تھا ایک جزیرہ کی شان سے پانی کے اندر واقع تھا - اور ساحل شام سے تقریباً نصف میل کی مسافت پر تھا - اُس کے اندر بہت سے ایسے سورما اور شجاع موجود تھے جو اپنے شہر کے پانی کے اندر ہونے اور نیز اپنی سپہ گری کے باعث اپنے آپ کو ہر ایسے حملہ آور کے مقابلے میں جس کے پاس جہازوں کا بیڑا نہ ہو بالکل بے خوف اور امن و امان میں سمجھتے تھے۔

مگر سکندر ایسا شخص نہ تھا کہ کوئی سخت سے سخت دشواری بھی اُس کی سدّ راہ ہو سکے - پہلے تو اُس نے یہ ارادہ کیا کہ ساحل سے اِس شہر تک وقتی ضرورت کے لیے ایک راستہ بنا لے - مگر اِس بارے میں جتنی کوششیں کی گئیں اُن سب کو طائر والوں نے غارت و بیکار کر دیا - جب یوں کوئی زور نہ چلا تو سکندر شہر زدون میں چلا گیا - جہاں سے اُس نے جہازوں کا ایک بیڑا فراہم کیا - اِس بیڑے کو لے کے واپس آیا اور شہر طائر کا محاصرہ کر لیا - سات مہینہ کی محصوری کے بعد طائر والوں نے بے دست و پا ہو کے ہتھیار رکھے اور سکندر بھی اس قدر

لڑائی کے جلوس کی شان دکھانے کے لیے زیادہ موزون تھی۔ خود دارا سے عجم ارغوانی خلعت پہنے ہوئے تھا۔ جس مین کثرت سے جواہرات ٹکے ہوئے تھے۔ اور رنگ رنگ جگ مگ کر رہے تھے وہ اپنے اس لشکر کے عین درمیان مین ایک رتھ پر سوار تھا جس پر جا بجا سونے کا کام تھا۔ اگرچہ لڑنے کے لیے میدان جنگ مین آیا تھا مگر اُس کی ماں بی بی بھی ہمراہ تھیں۔ اُس کی خاص ملکہ۔ اُس کی محترم بیٹیان۔ چند اور شاہی خاندان کی خاتونین۔ اور اُن کے ساتھ کی لونڈیون باندیون کا ایک اکثیر تعداد گروہ اُس کے ہمراہ تھا۔ اس فضول و بے نتیجہ گروہ نے شہر اسِس کے ایک اونچے ٹیکرے پر پڑاؤ ڈالا۔ جہان وہ چارون طرف سے سنگستانی چٹانون مین اس قدر گھرے ہوئے تھے کہ اپنی تعداد کی کثرت سے بہت ہی کم فائدہ اُٹھا سکتے تھے اور اسی سبب سے ان پر جلدی قابو پانے اور غلبہ حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔ دارا نے جیسے ہی دیکھا کہ لڑائی ہاتھ سے گئی اپنا رتھ کا رخ پھیر دیا اور میدان سے جان بچا کے نکل گیا۔ اپنے خاندان اپنی ماں بیٹیون کو تو دشمن کے قبضہ مین چھوڑا اور خود جلدی جلدی بھاگتے ہوئے جا کے بابل پہنچ کے دم لیا۔ تاکہ دوسری فوج جمع کرے۔

سکندر اعظم اپنے حریف دارا کی ماں بی بی اور بیٹیون کے ساتھ بہت ہی ادب و تعظیم سے پیش آیا۔ اُن کے حال پر نہایت ہی مہربانی و شفقت ظاہر کی۔ اور اپنے ایک معزز سردار کو بھیج کے اُنھین یقین دلایا کہ "آپ سب میری حمایت مین ہین" اور دوسری صبح کو اپنے ہمدم دوست ہیفیس ٹیون کو ساتھ لے کے اُن خاتونون کی ملاقات کو گیا۔ سکندر کے چہرے سے اگرچہ شرافت برستی تھی اور خوش رُو و خوش جمال بھی تھا۔ طاقت اور پھرتیلے پن کے لحاظ سے بھی اُس کا جسم اچھا تھا مگر قد چھوٹا تھا۔ اور اُس کے مقابل ہیفیس ٹیون کشیدہ قامت اور بلند بالا تھا۔ لباس کے اعتبار سے بھی سکندر کے کپڑے بہت سادے تھے۔ الغرض ان دونون رفیقون کو ساتھ دیکھ کے دارا کی ماں سی سی گم بیس غلطی سے ہیفیس ٹیون کو بادشاہ مقدونیہ اور اپنا فاتح سکندر سمجھی اور دوڑ کے اُس کے سامنے زمین پر گر پڑی۔ لیکن ساتھ ہی اُسے معلوم ہوا کہ مین جس کے قدمون پر گری ہون وہ سکندر نہین کوئی اور ہے تو گھبرا کے نادم ہو گئی۔ سکندر نے بڑھ کے اُسے اپنے ہاتھ سے اُٹھایا۔ اور کہا "دراصل آپ سے غلطی نہین ہوئی۔ اس لیے کہ مجھ مین

مقدس شخص کو دیکھا تھا جس کی صورت ہو بہو اس مقتدائے یہود یدوا کی سی تھی۔ اور اُس نے مجھے خواب مین اقبال مندی اور فتوحات کی خبر دی تھی۔ واقعی حیرت کی بات ہے کہ سکندر کو اپنی فتوحات کا سلسلہ شروع کرنے سے پہلے ہی ایک خواب کے ذریعہ سے اپنی تمام فتحمندیون کا حال معلوم ہو گیا تھا۔ اور اِس سے بھی بڑھ کے قابل حیرت یہ بات ہے کہ انبیاے سلف کی پیشین گوئیون مین جسطرح بخت نصر یا سائرس کے نام بتائے گئے تھے اُسی طرح مقدونیہ کے فاتح اعظم سکندر کا نام بھی بتا دیا گیا تھا۔ دونون سابق فاتح بخت نصر اور سائی رس جیسے ہی اس منتخب قوم کے سامنے پہونچے اُنھین معلوم ہو گیا کہ ہمارے متعلق پیشین گوئی ہو چکی ہے۔ اب سکندر کی باری آئی تو یدوا نے سامنے آکے اُسے حضرت دانیال کی پیشین گوئی سُنائی۔ جس مین سکندر بکرے کے لقب سے یاد کیا گیا تھا (اور بکرا ہی مقدونیہ والون کا خاص قومی شعار اور نشان تھا) اُس پیشین گوئی کے الفاظ یہ تھے "بکرا جو مغرب سے آیا اور اُس نے مینڈھے کو پامال کر ڈالا۔ اُس کے سینگ توڑ دیے اور اُسے زمین پر گرا کے پاؤن سے روند ڈالا۔ اور وہ گستاخ بکرا یونان کا بادشاہ تھا"

بیت المقدس سے نکل کے سکندر جنوب کی طرف چلا۔ شہر غزہ کے لوگون نے بہادری سے مقابلہ کیا مگر سکندر نے محاصرہ کرکے اور زبردست یورشین کرکے فتح کر لیا۔ اور سرکشی کی پاداش مین اِس شہر کو نہایت بے رحمی کے ساتھ تباہ و برباد اور ویران و مسمار کیا۔ غزہ کی مہم سے فارغ ہوتے ہی سکندر قلمرو مصر مین داخل ہوا۔ اور وہان کے دارالسلطنت کو تھوڑی ہی دشواری کے بعد فتح کرکے مطیع و منقاد بنا لیا۔ دریاے نیل کے دہانے پر جو چند جزیرہ نما پیدا ہو گئے ہین اِن مین سے ایک پر اُس نے ایک نیا شہر آباد کیا جو اُسی کے نام سے آج تک مشہور ہے اور اسکندریہ کہلاتا ہے۔ اور اُس کے بعد جب مصر یونانیون کے زیر فرمان تھا تو یہی شہر اُن کا دارالسلطنت تھا اور ایسے مناسب موقع پر آباد ہوا تھا کہ آج بھی دنیا کے مشہور ترین شہرون مین ہے۔ ورود مصر ہی کے زمانے مین سکندر سفر کرکے جیوپٹرامون کے مندر کی زیارت کو گیا جو صحراے لیبیا کے ایک شاداب حصہ مین واقع تھا۔ وہان اُس نے اپنی اقبال مندی کا مبارک شگون لیا۔ پھر مصر پر اپنی طرف سے

غصہ میں بھرا ہوا تھا کہ شہر میں داخل ہوتے ہی سخت ظالمانہ خونریزی کر کے اپنی اعلیٰ فتحمندیون کے دامن میں بدنامی کے دھبے لگا لیے۔ جو لوگ مارے جانے سے بچے لونڈی غلام بنا لیے گئے۔ اور سوا اُن چند خاص لوگون کے جنھین زدوں والون نے کوشش کر کے اپنے جہازون مین چھپا لیا تھا قتل و اسیری سے کوئی نہ بچا۔ یہی اِس عظیم الشان تاجرانہ شہر کا آخری انہدام تھا جس کے بعد پھر وہ کبھی نہ پنپ سکا۔ اور جس کی حضرت اشعیا اور حزقیل پیغمبرون نے پہلے سے خبر دے دی تھی۔

طائر کے تباہ کرنے کے بعد سکندر نے ارض فلسطین کے دیگر اضلاع کا رُخ کیا۔ اور اِس ارادے سے چلا کہ شہر بیت المقدس کے لوگون کو سزا دے جو دارا ے عجم کی وفاداری کا دم بھر رہے تھے۔ اور اِس وقت تک اُس کے آگے سر اطاعت جھکائے ہوئے تھے۔ اسی قدر نہین اِن لوگون نے اسی بنیاد پر سکندر کو رسد پہونچانے سے بھی انکار کیا تھا۔ سکندر جیسے ہی یروشلیم کے قریب پہونچا اور اُس کی آمد آمد ہوئی یہود نے حرم ربانی مین جمع ہو کے بہ عجز و الحاح دعا کی کہ "بارالٰہا ہمین اِس آفت سے بچا۔ اور بتا کہ اِس موقع پر کیا کرین" فوراً اُن کے مقتداے اعظم یدوا کے دل مین الہام ہوا کہ "اپنے شہر کے پھاٹک کھول دو۔ اور اپنا مقدس لباس پہنے ہوئے جا کے اِس یونانی فاتح کا استقبال کرو" تمام یہود نے اِسی اشارۂ ربانی پر عمل کیا۔ یدوا حضرت ہارون کی وضع مین سفید کپڑے پہنے ساری قوم کا دینی و دنیوی سردار بنا ہوا۔ اور تمام مقتدایان و ارکین ملت اسرائیلی کو اپنے جلوس مین لیے ہوئے عین اُس وقت شہر سے نکل کے چلا جب کہ سکندر اور اُس کے یونانی سردارون نے پہاڑی کی بلندی پہ چڑھ کے شہر یروشلیم کا قصد کیا تھا۔ اِس اسرائیلی گروہ سے ملتے ہی سکندر نے ہیکل سلیمانی کی تعظیم کے لیے سر جھکا دیا۔ پھر اِن سب کے ساتھ اور مقتدایان یہود کی گروہ مین ملا ہوا حرم ربانی مین حاضر ہوا۔ اور یہان کے آداب کے مطابق قربانی کی۔ اِس کارروائی کے بعد اُس نے صرف اسی قدر نہین کیا کہ یہود کی جان بخشی کی بلکہ اُن کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آیا۔

یروشلیم مین داخل ہونے اور مقتداے بنی اسرائیل سے ملنے کے بعد سکندر نے اپنے مقدونی سرداران فوج سے بیان کیا کہ مقدونیہ سے روانہ ہونے کے پہلے مین نے خواب مین ایک

لطف اُڑ رہے تھے اُدھر بدنصیب دارا بھاگ کے باختر پہونچا جہان اُس کے دو افسرون نے جن پر اُسے بھروسا تھا دغابازی کی راہ سے اُسے گرفتار کر لیا اور سکندر کے خوف سے اسے اپنے قیدی کی حیثیت سے لے کے بھاگے۔ بھاگتے بھاگتے جب اُنھون نے دیکھا کہ یونانی اب سر ہی پر آ پہونچے تو ایک کاری نیزہ مار کے اپنے بادشاہ اور ولی نعمت کو زمین پر نیم جان ڈال دیا اور خود آگے کی راہ لی۔

یونانی جس وقت خاک و خون مین لتھڑے ہوئے تاجدار کے قریب پہونچے ہین اُس وقت وہ اگرچہ جان بہ لب تھا مگر زندہ تھا لیکن سکندر جب تک پہونچے پہونچے اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ مقدونی فاتح اعظم نے جیسے ہی اتنے بڑے خاندان شہریاری کے پچھلے تاجدار کی لاش کو ایسی بیکسی کی حالت مین پڑے ہوئے دیکھا اپنی قبا اُتار کے اُس پر ڈال دی۔ آنکھون مین آنسو بھر لایا۔ اور نہایت متاثر ہوا۔ پھر دارا کی لاش کو شاہانہ تزک و احتشام سے بابل روانہ کیا۔ دارا کی مان سی سی گم بیس وہین تھی۔ جس کے سامنے دارا کا لاشہ بابل مین پہونچایا گیا۔

دارا کی ملکہ تو قید مین مر چکی تھی لیکن اُس کی مان اپنے پوتون کے ساتھ بابل مین موجود تھی۔ سکندر اُس کا بہت کچھ پاس و لحاظ کرتا تھا۔ صرف ایک مرتبہ سکندر کے الفاظ سے اُس کی دل شکنی ہوئی۔ اور وہ بھی محض لاعلمی اور ناواقفیت کے باعث۔ وجہ یہ تھی کہ سکندر شاہان ایران اور شرفاے عجم کے مذاق و معاشرت سے واقف نہ تھا۔ اپنی بہن کے ہاتھ کے بنے اور کاڑھے ہوے چند کپڑے سی سی گم بیس کو دکھائے اور کہا "اپنی پوتیون کو بھی آپ اس فن کی تعلیم دیجیے"۔ یہان ایران کی یہ حالت تھی کہ خاتونان عجم اِس قسم کے ذلیل کامون کو صرف ادنی طبقہ کے لوگون اور غلامون اور قیدیون کے لیے مخصوص سمجھتی تھین۔ سکندر کی زبان سے یہ جملہ سنتے ہی سی سی گم بیس بے اختیار رونے لگی۔ کیونکہ وہ سمجھی کہ ہم لوگ چونکہ قیدی ہین اس لیے کہ سکندر ہم سے قیدیون کے کام بھی لینا چاہتا ہے۔ جب سکندر کو یہ حال معلوم ہوا تو بہت نادم ہوا۔ اور سی سی گم بیس کو بتایا کہ ہمارے ملک کی معزز عورتین ان کامون کو ذلیل و حقیر نہین سمجھتین بلکہ شوق سے سیکھا کرتی ہین۔

ایک مقدونی الاصل والی مقرر کرکے ارض مقدس مین واپس آیا۔ اور وہان سے الوالعزمی کے ساتھ شہر بابل کی طرف چلا جہان دارا سے ایران نے اُس کے مقابلہ کیلیے پھر فوجین جمع کی تھین۔

فصل چہارم

فتح ایران (سنہ ۹۰۳ قبل محمد سے سنہ ۸۹۸ قبل محمد تک)

دارا کی طرف سے کسی قسم کی روک ٹوک نہ ہوئی اور سکندر فرات اور دجلہ دونون مشہور دریاؤن کے اس پار اُتر آیا۔ اور ایران کی قسمت فیصلہ کرنے والی لڑائی اُس وقت ہوئی جبکہ سکندر بڑھتے بڑھتے وسط ایران مین داخل ہوگیا۔ اور میدان اربیلہ (اردبیل) مین پہونچ کے صف آرا ہوا جہان سے شہر گوگامیلا قریب تھا (یہ شہر دارا ے گشتاسپ کے اونٹ کا شہر مشہور تھا) لشکر عجم نے بھی یہان آکے اُس کے مقابل اپنی صفین مرتب کین۔

مقدونیہ والون نے چاہا کہ ایرانیون پر شبخون مارین مگر سکندر نے اِس کی اجازت نہ دی۔ اور کہا "مین چوری کی فتح کو حقیر سمجھتا ہون" اور دوسری صبح کو میدان کارزار گرم ہوگیا۔

ایرانیون کی فوج علاقہ ہاے دور و دراز پارتھیا اور باختر سے لائی گئی تھی۔ جہان کے لوگ بڑے بہادر اور جنگ جو مشہور تھے۔ اور اس مین شک نہین کہ مقدونیہ والون کو اِس وقت تک جن لوگون سے سابقہ پڑچکا تھا اُن سے یہ لوگ زیادہ شجاع اور بہادر تھے یہ سپاہی بڑی بہادری سے لڑے۔ مگر وہ مصروف کارزار ہی تھے کہ دارا ون کے ابتدائی حصہ ہی مین اپنی کمان اور ڈھال چھوڑ کے بھاگ کھڑا ہوا۔ بادشاہ کو میدان سے غائب دیکھ کے سپاہیون نے بھی ہمت ہار دی۔ میدان چھوڑ کے بھاگے۔ اور سکندر میدان اردبیل کا مالک تھا۔

اِس فتح کے نتیجہ مین سلطنت ایران کا سارا مغربی حصہ اُس کے قبضہ مین ہوگیا۔ اب اُس کا یہ کام تھا کہ ایران کے بڑے بڑے شہرون بابل سوس (شوستر) اقباطنہ۔ اور پرستی پولی (اصطخر) کی طرف کوچ کرے۔ اور اُن عظیم الشان خزانون پر قبضہ کرے جنھین شاہان ایران مدت ہاے دراز سے جمع کرتے رہے تھے۔ اِس دولت پر قبضہ پاتے ہی اُس نے شاہانہ فیاضیون کے نمونے دکھائے اور جو کچھ ہاتھ آیا اپنے سپاہیون مین تقسیم کردیا۔ ادھر فوج یونان مین دولت کے

الزام پر بوڑھے عقلمند سپہ سالار پارمے نیو اور اُس کے بے گناہ بیٹے کو بلا تامل قتل کرا ڈالا اور
یک پُر شور و شر جشن طرب میں کچھ ایسا عبدہ ہوا کہ اپنی اناکے بیٹے کلی طوس کو جو کہ اس کا
بچپن کا دوست اور پُرانا انیس و ہمدم تھا خود اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا۔ حالانکہ غرانی قوس
کی لڑائی میں سکندر کی جان اسی قلی طوس نے بچائی تھی مگر یہ نشۂ شراب کا ایک وقتی جوش تھا
جب نشہ اترا اور ہوش بجا ہوئے تو اپنے کیے پر بہت پچھتایا۔ اور بے انتہا آہ و زاری کی مگر
اب پچھتانے سے کیا مل سکتا تھا۔ چند روز تک اسی صدمہ سے گھر میں بند ہو کے بیٹھ رہا کسی
کو پاس نہ آنے دیتا۔ اور ہر گھڑی اپنے ہاتھ کے مقتول اور مظلوم دوست کی بڑی دلسوزی سے
یاد کر کر کے روتا۔

آخر کار اس کی نخوت اور اُس کا فتحمندی کا غرور یہاں تک بڑھا کہ دل میں جم گئی لیکن میں جوپیٹر
دیوتا کا بیٹا ہوں۔ اور یونان والوں کو پیام دیا کہ زندگی ہی میں میرا شمار دیوتاؤں میں کر لو۔
اُس کی اس لغو خواہش پر بعض اہل یونان تو اسے ایک قسم کا الحاد سمجھ کے گھبرا گئے۔ اور بعض
اس پیام کو جنون کا ایک نمونہ تصور کر کے ہنس پڑے۔ لیکن اسپارٹا والوں نے یہ سُن کے
صرف اس قدر کہا "اگر سکندر دیوتا بننے والا ہے تو اُسے بن لینے دو"

فصل پنجم

ہندوستان کی مہم اور سکندر کی وفات (سنہ ۹۰۱ قبل محمد سے سنہ ۸۹۶ قبل محمد تک)

اس کے بعد جو چار سال گذرے وہ سکندر کی زندگی میں نہایت ہی جفاکشی کے برس تھے۔ دارا
کے قاتلوں کا اُس نے باختر اور صغد یانہ تک تعاقب کیا۔ اور اُن سے ناک حرامی و محسن کُشی کا
پورا انتقام لے لیا۔ پھر خطا کی سرحد تک پہونچ کے وہاں کے کئی کوہستانی قلعوں کو مسمار و ویران
کر دیا۔ مگر اُس کے پہونچتے ہی صغد یانہ کی وحشی قوموں میں سخت بغاوت پھیل گئی جس کی وجہ سے
اُسے مجبور ہو جانا پڑا کہ عدالت پسندی سے دست بردار ہو جائے۔ کیونکہ کئی بار اس بغاوت
کے باعث اُسے ظالم و بے رحم بن جانا پڑا۔ حالانکہ اُس کی حالت پر اگر علی العموم نظر ڈالی
جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ وہ ایک زبردست فاتح تھا۔ لٹیرا نہ تھا۔ کیونکہ جہاں جب تک نئے شہر

سکندر کو اپنی ماں اُلم پیاس کے ساتھ بڑی محبت تھی - اور جو خطوط وقتاً فوقتاً اُس کے نام بھیجتا رہا اُن کا کسی قدر حصہ اِس وقت تک محفوظ چلا آتا ہے - اُلم پیاس ایک مغرور اور آشفتہ مزاج عورت تھی - اور اکثر اوقات والی مقدونیہ این ٹی پاٹر کے انتظامات مین خلل انداز ہوا کرتی جس کے باعث والی مذکور کو سکندر کے پاس اُس کی شکایت لکھ کے بھیجنی پڑی - اُس پہ سکندر نے مان کو لکھا "افسوس این ٹی پا ٹیر نہین جانتا کہ میری ماں کا ایک آنسو اُس کے ایسے دس ہزار خطون کو دھو کے رکھ دے گا"

اِس مین شک نہین کہ سکندر کا دل پاک وصاف اور محبت سے لبریز تھا لیکن کامیابیون اور فتحمندیون نے اُس مین اتنا تغیر ضرور پیدا کر دیا تھا کہ جو جو زمانہ گذرتا جاتا وہ اپنے آپ کو زیادہ بلند پایہ اور عالی مرتبہ سمجھتا جاتا - دارا کے مرنے کے بعد اتنا ہی نہین ہوا کہ سکندر نے اُس کے ملک و دولت پر قبضہ کر لیا - بلکہ اُس نے شہنشاہ ایران کا لقب بھی اختیار کر لیا - تاج خسروی سر پر رکھا خلعت شاہانہ زیب تن کیا - اور اِس کا متوقع ہوا کہ اہل مقدونیا بھی اُس کی ویسی ہی تعظیم و تکریم کرین جیسی کہ مفتوح مشرقی قومین کیا کرتی تھین - اِن مزاجی تبدیلیون کی وجہ سے اُس کے اخلاق مین ایک ایسی بات پیدا ہو گئی کہ ہر گھڑی بد دماغ اور برافروختہ سا نظر آیا کرتا - اِس لیے کہ مقدونیہ اور یونان والے نہ اِس کے عادی تھے کہ اپنے بادشاہ کو اپنے سے اِس قدر بلند دیکھین اور نہ یہ ممکن تھا کہ اُن مین یہان کی متمدن قومون کی باتین فوری طور پر پیدا ہو جائین - خصوص جبکہ مشرقی بادشاہ پرستی کو وہ ذلیل سمجھتے تھے -

ہم وطنون کے اِس برتاؤ سے اُسے اُسی وقت سے تکلیف ہونا شروع ہوئی جب سے کہ اُس نے ایران کا تاج شاہی سر پر رکھا اور آخر کار اُسے نظر آیا کہ تا وقتیکہ مین مقدونیہ والون کی دل آزاری گوارا نہ کرون نہ ایرانیون کی عزت افزائی کر سکتا ہون اور نہ اُن کے ساتھ یہ لطف و مہربانی پیش آ سکتا ہون - اور یہ ایسی دشواری تھی جس کو دور کرنا اُسے غیر ممکن معلوم ہوا - اِس کے خلاف اہل وطن کی طرف سے جو چھیڑ چھاڑ ہوتی اُس کو اُس کی طبیعت نہ برداشت کر سکتی تھی -

سکندر کی زندگی کا سب سے زیادہ نالائق کام یہ تھا کہ ایک جھوٹے اور بے بنیاد

نے شہر پر دھاوا کیا۔ تو سب سے پہلے خود سکندر سیڑھی لگا کے شہر پناہ پر چڑھ گیا۔ اُس کے بعد چار ہی آدمی اور چڑھنے پائے تھے کہ سیڑھی ٹوٹ گئی۔ اور ناگہان اُس نے اپنے آپ کو اس نازک حالت مین پایا کہ یونانی مدد کو پہونچ نہین سکتے اور مین دیوار کے اوپر دشمنون کے تیرون کا نشانہ بنا ہوا ہون۔ شجاعت دمردانگی نے باہر واپس آنے کی اجازت نہ دی لہذا بے تکلف دھم سے شہر پناہ کے اندر کود پڑا۔ اور ساتھ ہی اُس کے چارون رفقا بھی اندر پھاندے۔ ملتان والون نے تن تنہا دیکھ کے چارون طرف سے نرغہ کیا۔ اور سکندر ایک انجیر کے درخت سے پیٹھ لگا کے کھڑا ہو گیا۔ اور دشمنون کے وارون سے بچنے کی کوشش کرنے لگا۔ اتنے مین ایک پردار تیر اُس کے سینہ کے اندر پیوست ہو گیا۔ مگر اب بھی تھوڑی دیر تک اپنے آپ کو سنبھالے رہا۔ مگر کب تک؟ آخر بکثرت خون نکل جانے کے باعث ناتوانی بڑھی۔ سر چکرایا۔ اور تیورا کے اپنی ڈھال کے اوپر گر پڑا۔ اُسے گرتے دیکھ کے چارون رفقا لپک کے پاس آئے۔ اُسے اپنے جُھرمُٹ مین لے لیا۔ اور دشمنون سے لڑنے لگے جو ایک متلاطم سمندر کی طرح زور لگا رہے تھے کہ اُن سب کو اپنے ہجوم مین غرق کر کے فنا کر دین۔ اب اِن چار رفیقون مین سے بھی دو زخمی ہو کے گرے اور دم توڑ دیا۔ باقی ماندہ دو رفیق سکندر کو اپنی ڈھالون کی آڑ مین لیے ہوئے تھے کہ بیتاب یونانی لشکر کمال جوش وخروش سے یورش کر کے شہر مین گھس پڑا۔ اور سکندر اور اُس کے دونون زندہ رفیقون کی مدد کو آ پہونچا۔ شہر پر تو اب یونانیون کا قبضہ ہو گیا تھا فوراً سکندر کو ڈھال پر ڈال کے باہر لائے۔ اور لشکر گاہ کے اندر اُس کے خیمہ مین لے گئے۔ سکندر کا زخم کاری اور خطرناک تھا مگر زندگی تھی۔ بچ گیا۔ اور دوسرے دن جب یونانیون نے اُس کی صورت دیکھی تو اُن کے جوش مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔

صحت یاب ہونے کے بعد وہ روانہ ہو کے دریاے سندھ کے دہانے پر پہونچا۔ اور ایک بڑا بیڑا تیار کرایا تاکہ خلیج فارس کے ساحل ہی ساحل جا کے اُس سمندر کی پیمائش کرے اور اُس کے اور چھور کا پتہ لگائے۔ اور خود خشکی کے راستہ سے دریا کنارے کنارے مکران ہوتا ہوا مغرب کی طرف واپس چلا۔ اِس ریگستانی ملک مین منزلون دشت بے گیاہ

بسا تا۔ اور کوشش کرتا کہ یونان کے علوم و فنون کی تعلیم وہاں کے لوگون مین بھی جاری ہوجائے۔

۳۲۶ قبل مسیح مین وہ ہندوستان کی طرف روانہ ہوا جس نام سے کہ ان دنون دریائے اٹک کے آس پاس کی زمین یاد کی جاتی تھی۔ یہان کے لوگ بہادر تھے اور جنگ جو۔ اور ایک حصہ ملک کا فرمان روا جو راجہ پورس کہلاتا تھا بہادری سے آگے اس کے مقابل صف آرا ہوا۔ مگر سکندر کی زبردست اور آزمودہ کار فوج سے مقابلہ کرنے کی کس مین تاب تھی جو اس نے شکست کھائی۔ اور راجہ گرفتار کرکے سکندر کے سامنے لاکے کھڑا کر دیا گیا۔ سکندر نے صورت دیکھتے ہی کہا "بتاؤ اب تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟" اس نے کہا "جو سلوک کہ بادشاہ ان کے ساتھ کیا جاتا ہو" اس معقول جواب سے نہایت متاثر ہوکے سکندر بولا "یہ تو مین خود ہی کرون گا" اور یہ کہہ کے فقط اس کی جان بخشی ہی نہین کی بلکہ اسے فتح کرکے کچھ اور ملک بھی دیا۔ اور اس کی قلمرو مین اضافہ کر دیا۔

اب مغربی ہند کی تمام ریاستون نے خراج اور نذرانہ کے طور پر اس کی خدمت مین ہاتھی لا لاکے پیش کیے جن کی یہان کثرت تھی۔ اور ہندوستان والون نے یہان پہونچ کے پہلے پہل ان سے جنگ آزمائی مین کام لیا۔ اب سکندر نے چاہا کہ آگے بڑھ کے ہندوستان کے ان اضلاع و صوبجات مین داخل ہو جو کہ اس وقت تک دیگر اقوام و ممالک مین بالکل نامعلوم اور مجہول الحال تھا۔ لیکن اس کے سپاہی ناراض ہوگئے۔ اور کہنے لگے کہ آگے بڑھے تو ہم اپنے وطن سے بہت دور ہو جائین گے۔ اور ایسے دور دراز حصۂ زمین مین پہونچ جائین گے جہان سے واپسی نہایت دشوار ہوگی۔ آخر فوج والون کو ناراض دیکھ کے اسے اپنی اولوالعزمی سے دست بردار ہونا پڑا۔ اور نہایت ہی ناگواری و شکستہ خاطری کے ساتھ دریائے ستلج کے کنارے تک پہونچ کے پلٹ پڑا۔

واپسی مین چونکہ اس نے ارادہ کیا کہ سمندر تک پہونچ کے مغرب کا رخ کرے اس لیے جنوب کی راہ لی۔ راستہ مین اسے ایک چھوٹے شہر سے سابقہ پڑا جس کے لوگ نہایت بہادر اور جنگ جو تھے۔ جو قوم اس شہر مین آباد تھی وہ مَلّی کہلاتی تھی۔ اور مورخین کو یقین ہے کہ وہ یہی شہر تھا جو آج کل ملتان کہلاتا ہے۔ سکندر نے ملتان کا محاصرہ کر لیا۔ اور جب یونانیون

چند ہی ہفتہ ہوئے تھے کہ اسی سمی ہوا کے اثر سے اُسے بخار آگیا۔ جو غالبًا میخواری کی کثرت سے اور زیادہ بڑھ گیا۔ اطبا سے جہان تک بنا علاج کیا اور بہت کچھ دوڑ دھوپ کی گئی۔ اور وہ خود روز دیوتاؤن پر قربانیان چڑھایا کرتا مگر سب تدبیرین بے سود ہوئین اور بخار کی شدت روز بروز بڑھتی ہی گئی۔ لیکن باوجود اس شدت مرض کے اُس کی اولوالعزمی مین فرق نہین آنے پایا تھا اس حال مین بھی پڑے پڑے اُس نے افسران فوج کو بلا کے حکم دیا کہ "اب جو مہم تجویز ہو چکی ہے اُس مین غفلت نہ ہونے پائے۔ تم سب تیار ہی رہو۔" مگر ع مادرچہ خیالیم و فلک درچہ خیال۔ بخار آنے کے نوین دان طاقت نے بالکل جواب دے دیا۔ اگرچہ اِس دن بھی معمول کے موافق اُس نے سب کو اپنے سامنے بلوایا مگر ضعف اِس قدر بڑھ گیا تھا کہ گفتگو نہ کر سکا۔ غالبًا اُس وقت اُس کے دل مین اِس پشین گوئی کا خیال گزرا جو بیت المقدس مین معلوم ہوئی تھی کہ "شہنشاہی جسے اُس نے محنت کر کے بہت بڑے مرتبہ کو پہونچایا ہے منقسم ہو جائے گی"۔ کیونکہ کہتے ہین کہ اُس نے اِس وقت یہ بھی کہا کہ "میری تجہیز و تکفین کے وقت بڑے جھگڑے پڑین گے"۔ اپنی جانشینی کے لیے اُس نے کسی کو نامزد تو نہین کیا۔ مگر اپنی مُہر کی انگوٹھی اُنگلی سے اُتار کے پرڈکس کی انگلی مین پہنا دی جو اُس کی فوج کا ایک نامی گرامی سپہ سالار تھا۔ اور اِس کارروائی کے تھوڑی ہی دیر بعد تاج و تخت کو بے وارث و جانشین چھوڑ کے دنیا سے رخصت ہو گیا۔ سکندر جس وقت مرا ہے اُس کی عمر ۳۳ برس کی تھی۔ اور تخت نشینی کو ابھی صرف ۱۲ برس ہوئے تھے۔

یہ تھا وہ سکندر جس کی نسبت مسلمانون مین طرح طرح کے خیالات مشہور ہین۔ مولانا نظامی اور بعض دیگر مصنفین نے کہہ دیا کہ قرآن پاک مین جس ذوالقرنین کا ذکر آیا ہے اُس سے مراد یہی سکندر ہے جس کی بنا پر بہت سے لوگ اُسے پیغمبر اور کم از کم ایک بڑا متقی و پرہیزگار خدا پرست خیال کرتے ہین۔ حالانکہ واقعات صاف بتا رہے ہین کہ سکندر ایک بت پرست بادشاہ تھا۔ ہمیشہ دیوتاؤن پر بھینٹ اور قربانیان چڑھایا کرتا۔ اور خود دیوتا بننے کا آرزومند تھا۔ اصل یہ ہے کہ قرآن پاک کا ذوالقرنین تبابعۂ یمن کا ایک قدیم باسطوت و جبروت بادشاہ تھا۔ اُن بادشاہون کے القاب اکثر لفظ "ذو" کے ساتھ ہوا کرتے تھے اور صاف

چلا گیا تھا نہ کھانا تھا۔ نہ پانی۔ اُس کے لشکر کو بھوک پیاس اور گرمی کی حرارت سے بیحد تکلیف ہوئی۔ مگر اس مصیبت مین اُس نے ایسا کبھی نہین کیا کہ سپاہیون کی تکلیف سے جدا پڑا ہوکے اپنی راحت کا سامان فراہم کیا ہو۔ بلکہ ہمیشہ اُن کی مصیبت مین شریک رہا۔ ایک دن سخت تپش تھی۔ اور شدت تشنگی سے حلق مین کانٹے پڑے ہوئے تھے۔ لوگ خدا جانے کہان سے ڈھونڈھ کے تھوڑا سا پانی لائے جو اُس وقت ایک نعمت عظمیٰ اور دولت لازوال تھا۔ لیکن چونکہ وہ پانی سب سپاہیون کے لیے کافی نہ ہو سکتا تھا۔ اور اُس کے دل مین یہ خیال گذرا کہ شاید میرے سپاہی مجھ سے زیادہ پیاسے ہون۔ اور مجھے پانی پیتے دیکھ کے دل مین برا مانین اُس نے پانی کو بجائے اِس کے کہ حلق تر کرے بالو پر انڈیل دیا۔

آخر خدا خدا کرکے وہ اور اُس کا یونانی لشکر اِس مصیبت سے جان بر ہوکے کرمان مین پہونچا جہان سے وہ ایران کے آباد دولت مند اور زرخیز و شاداب صوبجات مین داخل ہوا۔ اور شہر سوس (شوستر) مین پہونچ کے بڑے کروفر اور تزک و احتشام سے ایک دربار کیا۔ اور شہر بابل کی راہ لی جہان اُس وقت کی معلومہ دنیا کے تمام ملکون سے اُس کے دربار مین سفارتین پہونچین۔ ممالک دور و دراز کے اِن سفیرون نے آستان بوس بارگاہ ہوکے نذرین پیش کین اور اظہار اطاعت کیا۔ اور سب سے بڑی یہ بات ہوئی کہ ریاست ہاے یونان سے بھی یہ پیام آپہونچا کہ آپ کا شمار دیوتاؤن مین کیا گیا۔ اور آیندہ آپ کا ویسا ہی احترام کیا جائے گا جیسا کہ دیوتاؤن کا کیا جانا چاہیے۔ یہ ایسی چیز تھی جس کی اُسے بڑی ہی تمنا تھی۔ اب سکندر دنیوی عزت کے بلند ترین شہ نشین پر تھا۔ اور جہان تک انسان کا حوصلہ پہونچ سکتا ہے وہ پہونچ گیا تھا۔ گو خود اُس کا حوصلہ ابھی باقی تھا۔ اولوالعزمی مین ذرا بھی فرق نہین آنے پایا تھا مگر تقدیر کو منظور نہ تھا کہ اِس سے آگے قدم بڑھائے۔ لہذا کارکنان قدرت نے زبان حال سے کہا "ادب!" اور بابل کے سے شہر مین جو غرور و نخوت کا قدیم گہوارہ تھا اُس کا اوج عروج ایک چشم زدن مین خواب و خیال ہو گیا۔

دریاے فرات کی ترائی مین جب سے کہ سائرس نے نہر کاٹ کے اُس کی رفتار بدل دی تھی ایک زہریلی ہوا چلا کرتی تھی جو انسانی صحت کے حق مین نہایت ہی مضر تھی۔ سکندر کو بابل مین پہونچے

نہ اٹھی۔ لوگون نے نہ ارسمجھا یا خوشامد ورآمد کی مگر اس کے بعد اُس کی زبان سے نہ کوئی لفظ نکلا اور نہ کوئی لقمہ اُس نے حلق سے اُتارا۔ اور آخر سکندر کے مرنے کے پانچوین دن وہ بھی دنیائے فانی سے رخصت ہوگئی۔

ایرانیون نے بھی اپنے فاتح کا ماتم تھوڑا نہین کیا۔ اِس لیے کہ سکندر نے خود اُن کے بادشاہون سے زیادہ خوبی و عدالت گستری اور نفع رسانی خلق کے ساتھ حکومت کی تھی اُس مین بہت سے عیوب بھی تھے۔ بعض فتحون کے بعد اُس کے ہاتھ سے مظالم بھی ہو گئے تھے۔ اپنے بعض خیرخواہون اور دوستون کے ساتھ اُس نے بے رحمی و ناانصافی کا بھی برتاؤ کیا تھا اُس کی فتحین زیادہ تر بلکہ سب کی سب اپنی اولوالعزمی کا شوق پورا کرنے کے لیے تھین۔ لیکن باوجود ان تمام نقائص کے وہ ایک عالی خیال فیاض۔ اور پاکباز و پاک باطن بادشاہ تھا۔ اُس کا فیاضی کا ہاتھ کھلا ہوا تھا۔ اور اکثر وہی کام کرتا جو اُس کے خیال مین انصاف اور حق ہوتا۔ مانا کہ بےحد عظمت وجبروت اعلی درجہ کی فتحون۔ اور انتہائی درجہ کی شان وشوکت نے جو اُس وقت تک کسی بادشاہ کو دنیا مین نہین نصیب ہوئی تھی اُس مین ایک قسم کا تبختر پیدا کر دیا اور غرور و نخوت کے جذبات اُس مین بڑھ گئے۔ لیکن سچ یہ ہے کہ ایک ایسا شخص جس کے پاس ایسے ایسے اسباب تمکنت پیدا ہو گئے ہون۔ اور ایسے ذرائع جو اسے کسی کام سے روک سکین بالکل مفقود ہون۔ اُس کے بارے مین کوئی راے قائم کرتے وقت ہمین زیادہ سختی سے کام نہ لینا چاہیے۔ دنیا مین یہ پہلا بادشاہ تھا جو "اعظم" کے لقب سے یاد کیا گیا۔ اور اِس مین ذرا شک نہین کہ وہ اِس خطاب کا پوری طرح مستحق تھا۔

آٹھوان باب

چار شاہنشاہین (۹۴۳ قبل محمد سے ۷۶۲ قبل محمد تک)

فصل اول

سلطنت کی تقسیم (۹۴۳ قبل محمد سے ۸۳۷ قبل محمد تک)

توریت مقدس کے ایک فقرہ مین سکندر کے بعد کی حالت، نہایت خوبی سے دکھائی گئی ہے

ظاہر ہوتا ہے کہ ذو القرنین بھی انھین مین کا ایک الوالعزم تاجدار تھا۔ ذوالقرنین کے حالات عربون مین زبانی روایتون کی حیثیت سے مشہور تھے۔ جو سلسلۂ روایت نہ موجود ہونے کے باعث قابل اعتبار نہ تھے۔ اور یمن کے قدیم عہد مین کسی مورخ کے موجود نہ ہونے کے باعث اُس کے اصلی حالات پردۂ خفا مین آگئے تھے۔ جن کو قرآن نے مختصراً بیان کردیا۔

ایرانیون کی روایتون مین سکندر یونانی کا سلسلۂ نسب تاجداران ایران سے ملادیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہین کہ سکندر کی مان دارا کے باپ کے محل مین تھی۔ مگر اس مین کوئی عیب دیکھ کے اُسے اُس نے مقدونیہ مین واپس بھیجدیا۔ وہان جانے کے بعد کھلا کہ وہ حاملہ ہے اور اُس کے بطن سے سکندر پیدا ہوا جو دارا کا بھائی تھا۔ یونان اور یورپ کے مورخین اس روایت کو قابل اعتنا نہین سمجھتے۔ مگر ایرانیون مین تاریخ موجود تھی اور فردوسی نے جو کچھ لکھا ہے ایران کی تاریخ قدیم سے لے کے لکھا ہے۔ لہذا ہمارے نزدیک یہ ایسی روایت نہین ہے کہ اُس کا ذرا بھی اعتبار نہ کیا جائے۔

سکندر کے مرتے ہی لوگون مین آہ و بکا کا شور ہوا اور ساری رات بابل مین ماتم ہوتا رہا۔ اور اہل بابل نے گھبرا کے شہر کے پھاٹک بند کرلیے۔ مقدونیہ و یونان کے سپاہی رات بھر مسلح رہے اس لیے کہ اپنے تاجدار کے مرجانے سے اپنے آپ کو بے والی و وارث اور بے حامی و مددگار پاتے تھے۔ اس خیال نے اُن مین کچھ ایسا جوش و خروش پیدا کردیا تھا کہ بابل والے اُن کی حالت دیکھ دیکھ کے دہلے جاتے تھے۔ اور گھرون مین بیٹھے ہوئے کانپ رہے تھے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے۔ صبح کو افسران فوج مشورہ کرنے کے لیے ایک بڑے ہال مین جمع ہوئے تو اس وقت سریر شہریاری کو خالی دیکھ کے محل مین پھر ایک ہنگامۂ ماتم بپا ہوگیا جو کسی طرح روکے نہ رکتا تھا۔ جس جگہ تاج شاہی۔ عصاے شہریاری۔ اور خلعت شہنشاہی رکھے ہوئے تھے۔ وہین پیرڈکاس نے وہ سکندر کی انگوٹھی بھی اپنی انگلی سے اُتار کے رکھدی۔ اس موقع پر سب سے زیادہ رونے ماتم کرنے اور چیخ و بکا کی آواز بلند کرنے والی دارا کی مان بوڑھی سسی گمبیس تھی جو گویا سکندر کی قیدی تھی۔ اُس نے اپنے چہرہ پر کالی ماتمی نقاب ڈال لی۔ اور رو پیٹ کے ایک کونے مین خاموش بیٹھ گئی۔ اور ایسی بیٹھی کہ پھر وہان سے

حصہ کر کے تھریس مصر شام اور ایشیائے کوچک کی بادشاہی جُدا جُدا یان قرار دین اور سکندر کے سپہ سالار [illegible] تھا ناجوس بطلیموس آن ٹی گونس اور لیسی مکس کو حسب ترتیب بیان صوبجات مذکور کا گورنر مقرر کیا۔ مگر پرڈک کاس کی اس تولیت نیابت سے آن ٹی پاٹر اور اُس کے بیٹے کس سانڈر نے خلاف کیا۔ اول الذکر وہ شخص تھا جسے سکندر وطن چھوڑتے وقت مقدونیہ اور یونان کا والی بنا کے چھوڑ گیا تھا اور کس سانڈر اپنے باپ کی طرف سے نیابتہً والی یونان تھا۔ اور یونان پر نہایت جابرانہ حکومت کر رہا تھا جس کے ہاتھوں وہان کا مشہور روزگار آتش زبان جادو بیان ڈے موس تھنیز جیسا مرد آزاد جو یونان کی آزادی کے ساتھ مقدونیہ کی عظمت و بالادستی سے مخالفت کیے جاتا تھا قتل ہوا۔ بطلیموس اس ظالم اور کس سانڈر مین اتحاد ہو گیا۔ یہ دیکھ کے پرڈک کاس نے دونون پر چڑھائی کر دی۔

بطلیموس نے اُس کے حملون سے بچنے مین بڑی قابلیت دکھائی۔ آخر پرڈک کاس نے بندوبست کیا کہ راتون رات دریائے نیل سے پار اُتر کے بطلیموس پر حملہ کرے۔ لیکن فوج کے تھوڑے ہی آدمی اُترنے پائے تھے کہ ناگہان دریا سے چڑھین طغیانی ہو گئی۔ جو لوگ پار اُتر گئے تھے ساتھیون سے الگ گویا شیر کے منہ مین تھے۔ گھبرا کے پلٹے اور واپس آنا چاہا۔ مگر بجائے واپس آنے کے نذر سیلاب ہو گئے۔ جو دریا مین تھے وہ بھی ڈوب مرے اور بہتون کو مگرمچھ نگل گئے۔ باقی ماندہ فوج جو اس پار رہ گئی تھی اور اپنے ساتھیون کے بے موت مرنے پر کف افسوس مل رہی تھی اُس کا جب اور کوئی زور نہ چلا تو خود پرڈک کاس کی دشمن ہو گئی۔ چنانچہ اُنھون نے اُسی پر یہ الزام لگا کے کہ وہ نہایت ہی ظالم و شریر النفس ہے اُسے قتل کر ڈالا۔ اور خوش اقبال بطلیموس سے جا ملے۔

اب بطلیموس کو اس بات کا موقع حاصل تھا کہ نابالغ سکندر کا ولی بن جائے لیکن اُسے یہی امر زیادہ مناسب اور بے خطر نظر آیا کہ زرخیز و دولتمند صوبۂ مصر پر قناعت کرے اور کسی دوسرے سے تعرض نہ کرے۔ بطلیموس کی اس خودغرضی کا یہ نتیجہ ہوا کہ سکندر کا یتیم بچہ کس سانڈر کے ہاتھوں مین پڑ گیا۔ جو تمام اہل مقدونیہ سے زیادہ نالائق اور بدمعاش تھا۔ یومے نیس جو کسی حد تک ان سب سرداران مقدونیہ سے زیادہ اطاعت کیش اور با اصول تھا نابالغ بادشاہ کی حمایت کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے لیے ایشیائے کوچک مین

فقرہ یہ ہے "جب بکرا خوب موٹا ہو گیا اور جب وہ توانا ہو گیا تو بڑا سینگ ٹوٹ گیا۔ اور اُس میں سے چار سینگ نکلے جن کے رُخ جنت کی چاروں ہواؤں کی طرف تھے"

اسی کے مطابق جب سکندر مرا ہے تو اُس کی سلطنت بالکل بے سر تھی۔ اس لیے کہ اُس کے بیٹے نے ابھی تک آنکھ کھول کے دنیا کو نہیں دیکھا تھا۔ اور ہنوز ماں کے پیٹ ہی میں تھا اور اس کی وفات کے کئی ہفتہ بعد پیدا ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سکندر کی آنکھ بند ہوتے ہی شہر بابل نہایت پریشانیوں اور مختلف خیالات کا مرکز بن گیا۔ اُس کے سرداران فوج میں سے اکثر ایسے لوگ تھے جنھیں یونانی فلسفہ کی پوری تعلیم ہوئی تھی۔ اور بہت مہذب و شائستہ لوگ تھے۔ لیکن اُن کے حالات پر نظر ڈالنے سے دل میں یہ خیال گذرتا ہے کہ تعلیم سے انسان کے دل کے نرم ہونے یا شریفانہ خیالات کے پیدا ہونے میں کس قدر کم کامیابی ہوتی ہے۔ اُن کی دانائی کی قوت نے جو کچھ کیا وہ صرف ہی قدر تھا کہ اپنے علم و فضل کے باعث وہ اور زیادہ خطرناک ثابت ہوئے۔ علاوہ بریں پیہم فتوحات اور جاہ و جلال حاصل ہو جانے کے باعث ارض مشرق میں آ کے اُن کے دلوں میں دولت۔ شان و شکوہ۔ اور عیش و عشرت کے سامان فراہم کرنے کی ہوس بڑھ گئی جس کے تقاضے نے اُنھیں اس بات پر آمادہ کیا کہ بغیر اس کے کہ غیرت و انصاف رحمدلی و شرافت حب وطن اور اپنے آقا کی حق شناسی کا ذرا بھی خیال کریں جو کچھ ہاتھ آئے اپنے قبضہ میں کر لیں۔ جیسے سردار تھے ویسے ہی سپاہی بھی تھے۔ سب کے سب فتح کے نشہ میں مست۔ آشفتہ مزاج بے رحم۔ سیر و شکار اور لوٹ مار کے حریص۔ اور اپنے افسروں سے ایسے بدظن ہو رہے تھے کہ جب کبھی کسی امر میں اُنھیں اپنے مقاصد کے خلاف پایا بلا تامل اُنھیں چھوڑ دیا یا اُنھیں قتل کر ڈالا۔

وہ برہمی اضطراب اور شور و شر کا زمانہ جو سکندر کی آنکھیں بند ہوتے ہی پیدا ہو گیا تھا یونانیوں میں تو چند ہی روز بعد ختم ہو گیا۔ مگر ایران اور الجزیرہ میں مدتوں اور صدیوں تک طوائف الملوکی قائم رہی۔ اور سچ یہ ہے کہ ملک عجم کو سکندر نے اتنا پامال نہیں کیا تھا جتنا کہ اُس طوائف الملوکی نے تباہ و برباد کیا۔ لیکن یونانی سرداروں میں سے جو لوگ اس عہد میں حکمرانی و جہانبانی کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے اُن کا تذکرہ اس موقع پر ضروری ہے تاکہ مابعد کا سلسلہ واقعات ذہن میں آ سکے۔

سکندر کے معصوم بچہ کا ولی پیرڈکاس مقرر ہوا۔ اور اُس نے سلطنت مفتوحہ کے چار

بیٹون کو بڑے ذوق و شوق سے دے دی گئین - اے ثی نیا والون کی ذلت و دنائت نے اِس حد تک ترقی کی کہ اُس کے لیے قربانیون اور میلون کے دن مقرر کیے - پارتھے نون کے پُر اسرار مندر مین اُسے دیوتاؤن کی حیثیت سے جگہ دی گئی - اور اُس کی ذلیل عیش پرستیون کی عزت بڑھانے کے لیے اُس کی شان مین قصیدے کہے گئے -

کسن ساندڈر - لی سی ماچوس اور سلوقوس نے بھی ایسے ہی طریقون سے شاہی القاب حاصل کر لیے تھے - اُن کو انٹی گونوس کی قوت اور اِس قدر و منزلت پر حسد آیا - اور سب نے اتفاق کر کے اُس کے خلاف سازش کی اور دونون حریف مقابلہ کو روانہ ہوئے - ایشیاے کوچک کے شہر افسوس مین دونون لشکرون کا سامنا ہوا - لڑائی بڑی سخت تھی جس مین انٹی گونوس مارا گیا اور دمے طریوس بے سروپائی کے ساتھ بھاگ کے یونان پہونچا - جہان پہونچ کے اُسے معلوم ہوا کہ جو لوگ ایسی ذلیل خوشامدین کرنے لگے ہون جیسی کہ اے ثی نیا والون نے کی تھین اُن پر کہان تک بھروسا کیا جا سکتا ہے - یہ جیسے ہی بدحواس اور بے ٹھکانا وہان پہونچا تو اے ثی نیا کے پھاٹک بند ملے - اہل شہر نے کہا کہ ہم تمھین اپنی آبادی کے اندر نہ آنے دین گے - اور یہ سلوک اُس شخص کے ساتھ کیا گیا جسے دیوتا بنا کے اور جس کی مورت کو اپنے مندرون مین رکھ کے وہ پوج رہے تھے - تاہم جس طرح بنا اُس نے گھیر گھار کے تھوڑی بہت فوج اپنے ہمراہ رکاب رکھی یہان تک کہ کسن ساندڈر مر گیا - اور اُس کی آنکھ بند ہوتے ہی مقدونیہ کی حکومت دمے طریوس کے ہاتھ مین آ گئی -

مگر مقدونیہ پر قابض ہونے کے بعد بھی اُس سے نچلا نہ بیٹھا گیا - اور اب اس اُدھیڑبن مین لگا کہ ایشیاے کوچک کو بھی اپنی قلمرو مین شامل کرے جو ملک کہ سلوقوس کے قبضہ تصرف مین تھا - اُس کے مقابلہ کے لیے فوج لے کے چلا اور بمصداق ع

جو شکار افگن تھے آکر ہو گئے یان خود شکار

مقابلہ ہوتے ہی اپنے حریف کے ہاتھ مین قید ہو گیا - اور اسی اسیری مین جان دی - اُس کی گرفتاری کی خبر سنتے ہی لی سی ماخوس نے جو تھریس کا حکمران تھا مقدونیہ کو اپنی قلمرو مین شامل کر لیا - مگر معلوم ہوتا ہے کہ مقدونیہ کا تخت و تاج ہی منحوس تھا - مقدونیہ پر قبضہ پاتے ہی اُسے بھی ایشیا

بڑی مستعدی وجان بازی سے لڑتا رہا۔ اور آخر ایک حد تک اپنے حقوق کی بنیاد بھی قائم کر لی۔ لیکن خود اُس کے سپاہیون نے اُس سے بے وفائی کی۔ جنھون نے اُسے دغا دے کے آن ٹی گونُس سے سازش کر لی۔ اور اپنے سردار کو اُس کے حوالے کر دیا۔

ان ٹی گونوس نے یہ تو پسند نہ کیا کہ اپنے پُرانے رفیق کے خون سے ہاتھ رنگے مگر اُس پر قابو پاتے ہی اُسے قید خانہ مین ڈال دیا۔ کھانے کی خبر نہ لی۔ اور فاقہ پر فاقہ دے کے مار ڈالا۔ یومی نیس ہی اکیلا ایک خاندان شاہی کا دوست اور معاون تھا جب اُس کا بھی کام تمام ہوگیا توکس سان ڈیر نے پہلے تو سکندر اعظم کی مان اُلم پیاس کو مار ڈالا۔ اور ننھے بچے سکندر کو اپنی حراست مین ایسے کے قیدیون کی طرح رکھا۔ مگر جب وہ سولہ برس کا ہوا تو اُس کے دل مین خیال گزرا کہ شاید بڑا ہو کے میرے حق مین خطرناک ثابت ہو اُسے بھی قتل کر کے دنیا سے سکندر اعظم کا نام ونشان مٹا دیا۔

اب اِن حکمران سرداران مقدونیہ مین سب سے زیادہ زبردست ان ٹی گونوس تھا۔ اگرچہ ایران اور عراق و بابل اُس کے قبضہ سے نکل گئے تھے۔ جنھون نے سکندر کے عہد کے صوبہ دار سلوقوس کی طرفداری مین بغاوت کر کے آزادی حاصل کر لی تھی۔ اُس نے ارض شام اور ایشیاے کوچک پر قبضہ کر لیا۔ اور اُس کے بیٹے دے مے طریوس نے جو پولی اُورتے طیس (یعنی محاصرہ کرنے والے) کے لقب سے مشہور تھا یونانیون کی غلامی سے آزاد کرنے کا وعدہ کر کے اُنھین اپنا طرفدار بنا لیا۔ لیکن جب مطلب نکل گیا تو سوا اِس کے اور کچھ نہ کیا کہ مقدونی لشکر کو شہر پناہ سے نکال کے باہر رکھ دیا۔

اب آزادی کا جوہر اہل یونان مین کس قدر مفقود ہو گیا تھا اِس کا اندازہ اِس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ جب دے مے طریوس شہر ایتھنز مین داخل ہوا تو اہل شہر نے بڑی دھوم دھام سے اُس کا استقبال کیا۔ اُس وقت وہان کے ہر چھوٹے بڑے کو یہی دُھن تھی کہ جو بڑی سی بڑی عزت اُن کے امکان مین ہو اُسے دے دین۔ اُنھون نے صرف اِسی قدر نہین کیا کہ اُسے اور اُس کے باپ کو بادشاہ کے لقب دے دیے۔ بلکہ چند ہی روز پہلے جتنی عزتین سکندر اعظم کو نہایت ناگواری کے ساتھ دی گئی تھین وہ سب المضاعف کر کے اِن دونون باپ

اِس نے نہایت عقلمندی سے حکومت کی۔ اور بغیر اِس کے کہ کسی اور ریاست کا رخ کرے یا کسی دوسرے سردار سے متعرض ہو اپنی حکومت مصر ہی کی نہایت مضبوط کرتا رہا۔ اور اسی بے طمعی کی برکت تھی کہ مقدونی الاصل سریر آرائوں میں سے اکیلا وہی تھا جو اپنی پوری عمر تک جیا اور بامراد و شاد کام مرا۔ جزیرۂ قبرس اور ارض مقدس یہود (بیت المقدس) بھی اُسی کی قلمرو مین شامل تھے۔ شہر اسکندریہ جو اُس کے آقا سے فاتح سکندر اعظم کا آباد کیا ہوا تھا اُس کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔ اور اُس کی توجہ سے روز بروز ایک بڑا تاجرانہ شہر بنتا گیا جو تجارت اس وقت تک شہر طائر سے وابستہ رہی تھی تدریجاً ٹوٹ ٹوٹ کے اسکندریہ مین منتقل ہو گئی بطلیموس کو اِس بات کا بھی شوق تھا کہ اپنے دارالسلطنت مین علم وہنر کو ترقی دے۔ اور اسکندریہ کو اسے ہی دنیا کا ہم پلہ بنا دے۔ فلسفیون کی ایک معتد بہ جماعت اُس نے اپنے دربار مین جمع کر لی۔ ایک عجائب خانہ قائم کیا۔ جس مین تمام ہنرون اور صنعتون کا ذخیرہ فراہم کر کے احتیاط سے رکھا۔ اِسی سلسلہ مین ایک کتب خانہ کی بھی بنیاد ڈالی۔ اور چند ہی روز مین یہ ایسا کتب خانہ بن گیا کہ ساری دنیا کے تمام گذشتہ کتب خانون سے زیادہ مشہور ہے۔ خود اپنے قلم سے اُس نے اپنے آقا کی معرکہ آرائیون اور فتحمندیون کی ایک تاریخ لکھی جو افسوس کہ محفوظ نہ رہ سکی۔ اور اب دنیا مین اُس کا کوئی نسخہ نہین موجود ہے۔

۲۸۵ قبل محمد مین بطلیموس لاگوس مر گیا۔ اور اُس کی جگہ اُس کا بیٹا بطلیموس فلاڈل فوس بکر و فر سے سریر آرائے سلطنت ہوا۔ یہ ایک امن پسند اور رحم دل شاہزادہ تھا۔ لیکن اِس خوبی کے ساتھ اُس مین عیش پرستی اور آرام طلبی تھی۔ ہوس پرستی اور نفس پروری اِس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ بغیر اِسکے کہ بدنامی و رسوائی کا ذرا بھی خیال کرے خود اپنی بہن برنیقہ سے شادی کر لی۔ اور یہ ایک ایسی بری اور ناپاک رسم جاری کر دی کہ اُس کے بعد اُس کے تمام جانشینون نے یہ سُنت پدری ضرور پوری کی۔ اور سب کی بہنین اُن کی بی بیان بنی رہین۔

مگر اپنے باپ کی طرح اُسے بھی علم کا بڑا شوق تھا۔ اسکندریہ کے کتب خانہ کو اِس کے عہد مین بڑی ترقی ہوئی۔ خاصۃً اِسی ترقی کتب خانہ کے سلسلہ مین اُس کا ایک کام نہایت قیمتی تھا۔ وہ یہ کہ توراۃ کا ترجمہ اُس نے عبرانی سے یونانی زبان مین کرایا۔ اور بت پرستان

کے فتح کرنے کا سودا ہوا۔ لشکر جمع کرکے چڑھائی کی شکست کھائی اور مارا گیا۔ اب اس کی باری تھی کہ خود سلوقس مقدونیہ پر چڑھائی کرے۔ چنانچہ وہ لشکر لے کے ہیلس پونٹ (آبنائے باسفرس) کے پار اُترا۔ اور یلغار کرتا ہوا مقدونیہ میں داخل ہوا۔ مگر یہاں پہونچا تھا کہ بطلیموس کے ایک بیٹے نے جو فرات سے باہر تھا اُسے قتل کر ڈالا۔ اور آخرکار بہت سے انقلابات کے بعد دیمیٹریس کا بیٹا انٹی گونس جو گوناطس کے لقب سے مشہور تھا اس مقصد میں کامیاب ہوا کہ مقدونیہ کے تخت پر قدم رکھے اور اپنے خاندان کو مستقل حکمران مقدونیہ بنائے۔

الغرض شہنشاہی مقدونیہ کے ٹکڑے سے جو چار شاخیں پھوٹیں اور جو چار سلطنتیں قائم ہوئیں یہ تھیں۔ (۱) سلطنت مصر۔ (۲) سلطنت شام۔ (۳) سلطنت مقدونیہ (۴) سلطنت تھریس۔ لیکن لے سی ماچس کے مرنے کے بعد یہ چوتھی سلطنت ٹوٹ کے قلمرو مقدونیہ میں شامل ہو گئی اور صرف تین سلطنتیں باقی رہیں۔ مذکورہ بالا سلطنتوں کے علاوہ سکندر کے مرنے کے بعد اور بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم ہو گئیں جنھوں نے تدریجاً غلبہ پایا اور آزادی حاصل کر کے خود سلطنتیں بن گئیں۔ ان میں سب سے زیادہ نمایاں ایشیائے کوچک کی ریاستیں تھیں۔ ایک تو پرگامس کی ریاست جس کے حکمرانوں کے نام ایک دوسرے کے بعد ترتیب وار یومینس اور اٹالوس ہوا کرتے تھے۔ دوسری پونطوس کی ریاست تھی جس پر متھری ڈاطیس خاندان حکمران تھا۔ اس سے زیادہ مشرق کی جانب ملک آرمینیہ کی ریاست تھی۔ اور اس سے بھی زیادہ مشرق میں باختر اور پارتھیا کی ریاستیں تھیں۔

فصل دوم

سلطنت مصر ۸۹۳ قبل محمد سے ۶۰۰ قبل محمد تک

ہم بیان کر چکے ہیں کہ سکندر کے بعد مصر کی حکومت بطلیموس کے ہاتھ میں آئی وہ اپنے باپ کی نسبت سے لاگوس کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اُس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ

رومیون کے دامن مین چھپ کے جان بچاتے رہے اور آخر کار کلیۃً تباہ ہو گئے۔

فصل سوم

سلطنت شام (سنہ ۹۸۳ قبل محمد سے سنہ ۶۶۲ قبل محمد تک)

سلوقوس نے جو نی کا تور (فاتح) کے لقب سے مشہور ہے جیسا کہ ہم ابھی بیان کر آئے ہین ان تی گونوس سے بغاوت کی اور اُمراے عجم سے مدد حاصل کر کے اشور یا۔ ایران اور ایشیاے کوچک کے بڑے حصہ پر قابض ہو گیا۔ لیکن کامیابی کے بعد اُسے نظر آیا کہ لڑائیون اور قتل و خون کی وجہ سے میری ساری قلمرو تباہ و برباد ہو گئی ہے۔ اِس نقصان کے دور کرنے کے لیے اُس نے بہت سے نئے شہر آباد کیے۔ جن مین سے کم از کم سولہ اُس کے بیٹے انطی اوچوس کے نام سے نامزد کیے گئے۔ اور نو شہر خود اُس کے نام سے۔ اُنھین آخر الذکر شہرون مین سے ایک شہر سلوقیہ تھا۔ جو دریاے دجلہ کے کنارے بسایا گیا۔ بابل کی سب سے آخری تباہی کا باعث اِسی شہر کی آبادی سمجھی جاتی ہے۔ اس لیے کہ لوگون کے غول اپنے پرانے شہر بابل کو چھوڑ چھوڑ کے اِس نئے شہر مین بسنے کے لیے چلے جاتے تھے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بابل کی آب و ہوا اب ابتدا و زمانہ سے بالکل خراب ہو گئی تھی اور شہر کے آس پاس جو تالاب تھے اُن کے ٹھہرے ہوئے پانی نے ہوا مین سمیت پیدا کر کے وہان کی صحت ایسی خراب کر دی تھی کہ لوگ بہت کم تندرست رہتے تھے۔ اور جو جو زمانہ گذرتا جاتا تھا آب و ہوا اور خراب ہوتی جاتی تھی۔ آخر کار بابل اس قدر اُجڑ گیا کہ سلوقوس کے جانشینون مین سے ایک نے بابل کے اُجاڑ کھنڈرون کو اپنی شکارگاہ قرار دیا۔ مختلف ممالک سے طرح طرح کے جانورون اور درندون کو لا کے وہان چھوڑا۔ اور آدمیون کے عوض اُس مین وحشی جانورون اور خونخوار درندون کو بسایا۔ اِس طریقہ سے بابل کی یہ حالت ہو گئی کہ صحرا کے درندے جزائر کے درندون سے یہان آ کے ملے۔ قصرون اور ایوانون کے منہدم آثار پر بندر ناچتے اور اُچکتے پھرتے تھے۔ سمیرامیس کا محل اور وہان کا عجیب و غریب ہوائی باغ اُلوؤن کا مسکن تھا۔ ارض شام کا شہر انطاکیہ بھی اسی سلوقوس کا بسایا ہوا ہے

یونان کو معلوم ہوا کہ ایک خدا کی پرستش اور توحید کسے کہتے ہین - اِس اہم خدمت پر اُس نے بہت سے علما مامور کیے - اور کہتے ہین کہ اگرچہ اُن سب نے جدا جدا ترجمہ کیے تھے مگر اس قدر اصل کے مطابق تھے کہ تکمیل کے بعد مقابلہ کیا تو سب کی عبارتین ایک دوسرے سے ملتی تھین - چونکہ ستّر علما اِس کام مین شریک تھے لہذا ستّر ہی کے شمار سے منسوب ہونے کے باعث اِس ترجمہ کا نام "سپٹا جنٹ" مشہور ہوا - چونکہ اب یونانی زبان بڑی تیزی سے ترقی کر رہی تھی - اور ان ملکون کی متداول زبان بنتی جاتی تھی اِس لیے یہود نے بھی اِس ترجمہ سے بہت فائدہ اُٹھایا چنانچہ حوارئین مسیح اسی ترجمہ کا حوالہ دیا کرتے تھے - اور اُس کا اس قدر اعتبار تھا کہ مشتبہ فقرون کی توضیح کے لیے اِس ترجمہ کو نہایت مستند تصور کر کے ہمیشہ اُس کی طرف رجوع کیا جاتا -

سنہ ۲۴۷ قبل مسیح مین بطلیموس فلاڈل فوس کی جگہ اُس کا بیٹا بطلیموس یورگے طیس وارث سریر سلطنت ہوا - یہ اگرچہ علم و فضل مین کم نہ تھا مگر اپنے باپ کے خلاف بڑا نبرد آزما اور جنگ جو بادشاہ تھا - ایک بار وہ ملک شام مین ایک خطرناک مہم پر گیا ہوا تھا اُس کی ملکہ شاہزادی برنیقہ کو شوہر کے فراق مین جب زیادہ گھبراہٹ ہوئی تو منت کے طریقہ سے اپنی دونون زلفین کاٹ کر مندر پر چڑھا دین تاکہ وہ اصل خیر سے گھر آئے - چند روز بعد وہ زلفین مندر سے غائب ہو گئین اور بعض خوشامدیون نے کہہ دیا کہ اُنھین دیوتا آسمان پر اُٹھا لے گئے - چنانچہ تارون کا ایک عقد (گچھا) اس وقت تک "کوما برنیقہ" (عقد برنیقہ) کہلاتا ہے - اور اسی ملکہ کی جانب منسوب ہے بطلیموس کو اِس مہم مین بڑی کامیابی ہوئی - یلغار کرتا ہوا سرحد ایران تک چلا گیا - مملکت ایران مین فتح و نصرت کے پھریرے اڑاتا ہوا گھس پڑا - اور کئی مصری بتون کو جنھین خسرو کیمبے سیس غلبہ پا کے اُٹھا لے گیا تھا واپس لے آیا - اِسی سفر کے اثنا مین وہ بیت المقدس مین بھی گیا - ہیکل سلیمانی کی ایک قربانی مین ادب کے ساتھ شریک ہوا - اور یہودیون کو اپنا دوست اور خیر خواہ تسلیم کیا -

اپنے خاندان کا یہی پچھلا زبردست بادشاہ تھا - پھر اُس کے بعد اُس کے وارث روز بروز شریر و ظالم اور اِس کے ساتھ کمزور ہوتے گئے - وہ عیش پرستیون مین پڑ گئے - رنگ رلیان منانے لگے - اور رفتہ رفتہ سلطنت بھی ہاتھ سے کھو دی - آخر مین چند روز کے لیے تو

کرنے کو اپنی عظمت کا ذریعہ تصور کرتے تھے لہذا سلطنت روم درمیان مین پڑ گئی اور انطی گو نوس کو اپنے حملہ آوری کے ارادے سے دست بردار ہونا پڑا۔

فصل چہارم

۱۔ اچایا والون کی لیگ۔ (۸۹۳ قبل محمد سے ۷۴ قبل محمد تک)

وہ فرمان روا خاندان جس کی بنیاد انطی گو نوس سے پڑی تھی اُس نے بہت سے جھگڑے برداشت کرنے کے بعد مقدونیہ کا تخت و تاج حاصل کر لیا۔ اور یونان اُس کے تابع فرمان تھا۔ دیمے طریوس پولی اورقے تیس کا بیٹا انطی گونوس گوما طاس پہلا شخص تھا جس نے مستقل فرمان روائی و سلطنت کا کچھ لطف اُٹھایا۔ مگر اُس کے عہد کی تاریخ دنیا کو بہت ہی کم معلوم ہے۔

سکندر کے مرنے کے بعد جو انقلابات ہوئے اُن مین ریاست ہائے یونان کے لیے کسی نہ کسی قدر موقع ضرور حاصل تھا کہ اپنی چھنی ہوئی آزادی پھر حاصل کر لین۔ لیکن تنازع جو ہاتھون کے لشکرون کی مجموعی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ کسی ایک شہر مین اُس کا ٹھکنا دشوار تھا۔ اور اِس کے ساتھ خرابی یہ تھی کہ باہمی تعصبات اور پارٹی فیلنگ کے جذبات اُن مین روابط اتحاد نہین پیدا ہونے دیتے تھے۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ سلطنت مقدونیہ کے ٹوٹنے اور دیمے سوس تھے نیس کے مرنے کے بعد اُسی برس تک اُن شہرون مین جہان کے کارنامے قدیم الایام مین نہایت ہی مشہور و معروف تھے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہین پیدا ہوا جو تدبیر مملکت یا سپہ گری و شجاعت کے اعتبار سے ممتاز ہوتا۔ آخر باسی کڑھی مین اُبال آیا۔ اور علاقہ پیلو پونی سوس کے واقعات سے پُرانا جوش کسی حد تک پھر نمایان ہوا۔ علاقہ اچائیا کے چھوٹے چھوٹے شہر جو اگلے دنون ایک لیگ کے اندر منسلک و منضبط تھے۔ یونان کی عام تباہی کے وقت اُن پر بھی یہ آفت آئی کہ اُن مین سے ہر ایک پر ایک مقدونی ظالم حاکم و متصرف تھا۔ اور چونکہ اُن شہرون کی آبادی کم تھی اِس لیے اِن مقدونی حاکمون کے مظالم اُن مین بہت زیادہ محسوس ہوتے تھے۔ یہانتک کہ ہوتے ہوتے وہ مظالم ناقابل برداشت ہو گئے اور اُن شہرون نے یکے بعد دیگرے جان سے

جو وہاں کا دار السلطنت قرار پایا۔ اور قدیم الایام کے مشہور ترین شہروں میں ہے۔
سنہ ۱۲۵ قبل مسیح میں سلوقوس مار ڈالا گیا۔ اور اُس کے بیٹے انٹی اوچوس نے اُس کے بعد ۹۶ قبل مسیح تک حکومت کی۔ پھر اُس کے بعد اُس کا بیٹا انٹی اوچوس باپ کا جانشین ہوا جو نہایت ہی لغو اور بیہودہ تھا۔ چنانچہ اُس نے اپنے آپ کو بھی اوسیبیز دیوتا کے لقب سے مشہور کیا۔ اور دولت مصر سے جو ایک معاہدہ تھا اُس کی پابندی میں اُس نے بطلیموس فی لاڈل فوس کی بیٹی برنیقہ سے شادی کی۔ لیکن برنیقہ کے باپ کے مرتے ہی اُسے نکال باہر کیا۔ اور اپنی پہلی بی بی لاؤڈی قہ کو بلا کے پاس رکھا۔ لاؤڈی قہ نے اس خیال سے کہ مبادا میاں کی طبیعت پھر بدل جائے آتے ہی اُسے اس بات پر آمادہ کیا کہ میرے بیٹے سلوقوس کو ولی عہد تسلیم کرو۔ اور جب انٹی اوچوس اُس کی یہ آرزو پوری کر چکا تو لاؤدیقہ نے اُسے زہر دے کے مار ڈالا۔ اس سنگدل ملکہ نے اپنے نفسانی جذبات میں شوہر کشی ہی پر قناعت نہیں کی۔ بلکہ اُس کے بعد اُس کی دوسری بی بی شاہزادی مصر برنیقہ اور اُس کے بچوں کو بھی قتل کر ڈالا۔ لیکن آخر اس خون ناحق کا کوئی انتقام ہونا ہی چاہیے تھا ان واقعات کی خبر برنیقہ کے بھائی بطلیموس یورگے طیس کو ہوئی تو اپنی بہن کا انتقام لینے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ لاؤدیقہ کو قتل کر ڈالا۔ اور ساری سلطنت شام پر قابض ہو گیا

لاؤدیقہ کے بیٹے سلوقوس کو تھوڑے ہی دنوں حکومت کرنا نصیب ہوا۔ اور اُس کے بعد اُس کے بھائی انٹی اوکوس نے جو اپنے کارناموں کے باعث اعظم کے لقب سے مشہور تھا تخت و تاج پر قبضہ کر لیا۔ اور بدکار تاجدار مصر بطلیموس فی لوپا طور پر حملہ کر کے ساری ارض فلسطین کو اُس کے قبضہ سے نکال لیا۔ یہ ایک ایسا انقلاب تھا جس سے یہودیوں کو بڑی بھاری مصیبت و اہانت برداشت کرنا پڑی۔

بطلیموس فی لوپا طور اس شکست کا صدمہ اٹھانے کے بعد عنفوان شباب ہی میں مر گیا اور اُس کا بیٹا بطلیموس فی لوپے طور چونکہ بالکل نو عمر بچہ تھا اس لیے انٹی اوکوس نے موقع پا کر اپنی اولوالعزمیوں کا قدم اور آگے بڑھایا اور دل میں یہ منصوبہ ٹھہرا لیا کہ خود مملکت مصر پر بھی قبضہ کر لے۔ لیکن اب رومیوں کی سطوت ترقی پر تھی اور وہ ہر ملک کے معاملات میں خلل دہی

اطمینان بخش کلمات نکلے کہ "مین مرنے مین بھی اپنے دشمنون سے زیادہ معزز ہوں [illegible]
جانے کے چند روز بعد اُس کا ننھا بچہ بھی مرگیا - اور اُسی پر اسپارٹا کے دو شاہی [illegible]
ایک کا خاتمہ ہوگیا - اُس کی بیوہ اغیاطیس چونکہ ایک بڑی بھاری دولت کی [illegible] تھی
اِس لیے لیونیڈاس نے مجبور کرکے اُس کی شادی اپنے بیٹے [illegible]
ساتھ کردی - کلیومینیس ابھی نوجوان و نوخیز تھا - اغیاطیس کی [illegible]
کے اُس کے حسن وجمال پر ایسا فریفتہ ہوگیا کہ ہروقت اُسی کا دم بھرتا [illegible]
آغس کے کارنامے سن سن کے بہت خوش ہوتا - اور [illegible]
نام کی عزت کرنے لگا - اور اُس کے دل مین شوق پیدا ہوا کہ [illegible]
بنا دے - پھر جب باپ کے مرنے کے بعد وہ سارے اسپارٹا کا بادشاہ قرار پایا تو کوشش
کرنے لگا کہ جہان تک بنے پرانے قوانین کو رواج دے [illegible] نے ڈالی تھی
اُسے تکمیل کو پہونچا دے -

اراتوس اور اچائیا والون نے چاہا کہ سارے ملک [illegible] پیلوپونیسس کو اس لیگ
کے ساتھ وابستہ کردین - اور جب اہل اسپارٹا نے اس سے انکار کیا تو لوگ حماقت سے مقابلہ کرنے
اور لڑنے کو تیار ہوگئے - اراتوس نے اِس موقع پر ظاہر کردیا کہ پارٹی فیلنگ کا جوش قومی
جوش پر کیسی طرح غالب آجایا کرتا ہے - کیونکہ اسپارٹا والون کی دشمنی کے جوش مین اِس نے خود
اچائیا اور سارے یونان کی آزادی ہاتھ سے کھودی جس کے حاصل کرنے کی فکرون اور تدبیرون
مین زندگی بھر لگا رہا تھا - چنانچہ محض اسپارٹا والون کے نیچا دکھانے کے لیے وہ مقدونیہ والون سے
جا ملا - اِدھر اسپارٹا کے بادشاہ کلیومینیس نے اپنے حریفون کو زبردست دیکھ کے مصر والون
سے مدد مانگی - سلطنت مصر نے مدد تو دی مگر اس شرط پر کہ کفالت کے طریقے سے وہ اپنی مان اور
اپنے دو نوعمر بچون کو اسکندریہ مین بھیج دے - (اس سے چند ہی روز پہلے اُس کی پیاری بی بی
اغیاطیس دنیا سے رخصت ہوچکی تھی) مان نہایت ہی استقلال اور مضبوطی سے خوشی خوشی اُس سے
رخصت ہوکے اسکندریہ گئی جہان پہونچتے ہی اُسے اس مضمون کا خط لکھ بھیجا کہ "تم ایک
ناکارہ بڑھیا اور بے کس بچون کی سلامتی کی ذرا بھی فکر نہ کرنا - بلکہ بلا لحاظ اس کے کہ ان

بہت دنون تک بنادات کی حکومت کا جوا اپنی گردنون پر سے اُتار کے پھینک دیا۔ اور ایک نئی لیگ اُنہون نے قائم کرلی۔ تاکہ سب شہر جنگ و امن دونون حالتون مین ایک دوسرے کے ممد و معاون رہین۔

سفیون نام ایک چھوٹا اور دولتمند شہر ساحل پر واقع تھا۔ وہان کے ایک نوجوان باشندے نے اپنے نوجوانون مین بڑی خوش اسلوبی سے جوش پیدا کر کے ناقابل برداشت حکومت پر حملہ کیا اور ظالم خود سر حکمران کے پھندے سے نجات پا کے آزادی حاصل کرلی۔ اور اپنے شہر کو لیگ کے حلقہ مین شامل کردیا۔ بس اس وقت سے یہی نوجوان شخص لیگ کا اعلیٰ درجہ روان قرار پا گیا۔ اس کے بعد اُسے کورنتھ کے آزاد کرانے مین بھی کامیابی حاصل ہوئی۔ اور بہت سی بے سود کوششون کے بعد آخرکار اس نے شہر ارغوس کو بھی آزادی دلائی۔ اور اگرچہ ایک سپہ سالار کی حیثیت سے وہ زیادہ کامیاب و بامراد نہ تھا لیکن اس مین شک نہین کہ ہم وطنون کو ہمیشہ اُس سے محبت رہی اور تمام ہم ملکون کو اُس پر بھروسا تھا۔

اب اسپارٹا مین بھی کس قدر نئی زندگی پیدا ہوئی۔ وہان قدیم سے دو بادشاہ ہوا کرتے تھے۔ ان مین سے ایک نے جس کا نام آغس تھا۔ اور اُس کی عمر ۲۰ برس سے زیادہ نہ تھی نہایت سختی کے ساتھ کوشش کی کہ لیکورگوس کے قوانین کو پھر جاری کرے۔ اور اس کی ابتدا خود اپنی ذات سے یون کی کہ اپنی ساری دولت و حشمت پر کمال بے پروائی سے لات مار دی اور اسپارٹا کی پرانی سادہ جفاکشی کی زندگی بسر کرنے لگا۔ مگر اُس کے شریک ریاست یعنی اسپارٹا کے دوسرے بادشاہ نے جس کا نام لےاونی ڈاس تھا اس امر مین اُس سے نہایت ہی اختلاف اور اُس کی کارروائیون مین مزاحمت کی۔ اس کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ اُس نے اپنی ساری جوانی ایک ایشیا کے صوبہ دار کے محل مین بسر کی تھی۔ جس کی وجہ سے نفس پرور ہو گیا تھا۔ اور اپنی زندگی مین ایسے انقلاب کو کسی طرح گوارا نہ کر سکتا تھا۔ بہادر نوعمر آغس ایک بے نتیجہ جھگڑے کے بعد دھوکہ کھا کے اپنے دشمنون کے ہاتھ لگ گیا جنھون نے اُس کی نسبت یہ فیصلہ کیا کہ گلا گھونٹ کے مار ڈالا جائے۔ عہد قدیم کے بڑے اگلے اہل اسپارٹا کی طرح اُس نے بڑی جوانمردی و استقلال سے جان دی۔ اور مرتے وقت اُس کی زبان سے یہ

کہ اکثر وہ یونانیون کا پچھلا شخص کہا جاتا ہے - ان دونون اپانیا والے او نیز اہل مقدونیہ اکثر اوقات اُسے تولیا والون سے لڑتے رہتے تھے - یہ اہل اسے تولیا در بدلتے تھے جو اکثر اپنے پڑوسیون پر ناحق یورشین کیا کرتے - فلپ شاہ مقدونیہ نے ان کی مرات کی - اور اُنھین دبالیا - اُن کا کوئی ادر زور نہ چلا تو اُنھون نے رومیون سے مدد مانگی جن کا ستارہ اب عروج پر تھا - اور جو اپنی ترقی کا راستہ نکالنے کے لیے ایسے موقع ڈھونڈھا ہی کرتے تھے -

نوان باب

رومیون کی فتح ایطالیا مین - سنہ ۳۲۶ قبل محمد سے سنہ ۸۴۶ قبل محمد تک

فصل اول

رومیون کا دیومالا

بحیرۂ روم مین جزیرہ نما ے یونان سے آگے بڑھ کے ایک اور جزیرہ نما ہے جسے خلیج ایڈریاٹک پہلے جزیرہ نما سے جدا کرتا ہے - یہ دوسرا جزیرہ نما ایک بڑی اور لمبی مچھلی کی طرح سمندر مین دور تک پھیلتا چلا گیا ہے - اور کوہسار اپے نائن گویا اُس کا بڑا اکا نٹا یا اُس کی پیٹھ کی ہڈی ہے - اِسی طرح کے اور کئی اُس سے چھوٹے کوہسار بھی دونون پہلوؤن پر سلسلہ بندی کرتے چلے گئے ہین - اہل یونان اِس سرزمین کو ہیسپیریا یعنی شام کے تارے والی زمین کہتے تھے - اُس مین متعدد ایسی قومین آباد تھین جن کی اصلیت اِس کے سوا اور کچھ نہین معلوم کہ یافث بن نوح کی نسل سے تھین -

انھین قومون مین سے ایک کے نام سے ایطالیا کا نام ماخوذ ہے - اور ایک کے نام سے لاطینی زبان کا نام نکلا ہے - "توس کی" یا "اطروس کا" والے جو اُس سرزمین مین آباد تھے جو آج تک توس کانی (ٹسکانی) کے نام سے مشہور ہے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے عادات و اطوار کا اثر تمام دوسری قومون پر پڑا ہوا تھا - اطروس کا والون کی بنائی ہوئی دیواریں اور اُن کی

باتون کا خیال بھی تمھارے دل مین آئے اپنے ملک کی بھلائی مین لگے رہو"

۳۷۱ء قبل محمد مین کلے اومے نیس کو سے لاشیا کے میدان مین مقدونیہ اور اچائیا والون سے شکست ہوئی- اور فتحیاب لشکر فتح و نصرت کے پھریرے اُڑاتا ہوا اسپارٹا کی طرف بڑھا- ایسے نازک وقت مین اُسے خیال گذرا کہ شاید میری عدم موجودگی مین اہل سپارٹا زیادہ مفید شرائط پر صلح کر سکین- چنانچہ فوراً جہاز پر سوار ہو کے خود بھی اسکندریہ کی راہ لی- جہان پہونچتے ہی سلطنت مصر کے قبضہ مین تھا- کئی سال تک وہان پڑا رہا- اور بار بار التجا کرتا تھا کہ اب مجھے اپنے وطن جانے کی اجازت دی جائے- مگر بطلیموس فی لوپاطور کی کسی طرح مرضی نہ ہوتی تھی- نازک مزاج اور عیش پرست اہل اسکندریہ اُس کے سپاہیانہ مذاق کو پسند نہ کرتے تھے- بلکہ اُسے ایک خطرناک شخص تصور کرتے تھے- وہ اکثر یہان کی صحبتون مین کہا کرتا تھا کہ "اسپارٹا کا ایک جفاکش اور متین و خاموش آدمی اپنی خودداری کی وضع اور سچائی کی شان کے ساتھ یہان والون مین ویسا ہی ہے جیسے کہ کوئی شیر ببر بھیڑون کے گلے مین ادھر اُدھر ٹہل رہا ہو" یہ خطرہ اہل مصر مین یہان تک بڑھا کہ بطلیموس ظلم پر آمادہ ہو گیا- چنانچہ اُس نے کلے اومے نیس کو مع اُس کے تمام رفقا کے جو اسپارٹا سے ہمراہ آئے تھے بے جرم و بے قصور قتل کر ڈالا- حتی کہ اُس کی غریب ماں اور معصوم بچون کی بھی جان نہ بچی- یون ہرقلی نژاد شاہان اسپارٹا کے دونون خاندانون کے چراغ گل ہو گئے- اور ہر ایک کا خاتمہ ایسے ہی بہادر شخص پر ہوا جس کے کارنامے لی کورگوس کے لیے موجب ننگ نہ ہوتے-

اسپارٹا کے مغلوب کرنے کے بعد اراطوس کو بھی ٹھیک سزا مل گئی- جس نے ذاتی چپقلش پر قومی آزادی کو خاک مین ملا دیا تھا- مقدونیہ کے بادشاہ فلپ نے پہلے تو اُسے اپنا دوست اور مشیر بنایا- لیکن اُس سے سب طرح کے فائدے اُٹھا لینے کے بعد جب دیکھا کہ میری تدبیرون مین خلل انداز ہوتا ہے تو ایک قسم کے دیر اثر زہر کے ذریعہ سے اُس کی زندگی کا خاتمہ کرا دیا-

اب اُس کے بعد فی لوپے مون نام ایک باشندہ مے گالوپولس لیگ کا رہنما بنا- اُس نے اپنی کارروائیون سے ایسی شجاعت و دانائی اور استقامت کے صفات ظاہر کیے

اور دوسری قومون کے ساتھ رحم و انصاف کا پورا پورا برتاؤ کرنے۔

اگلے رومیون کے مذہب کے متعلق ہمین بہت کم واقفیت ہے۔ مگر بعد کے زمانہ مین اُنھون نے یونانیون کے دیوتاؤن اور اُن کے دیومالا کو اختیار کر لیا۔ اور اس بات کی کوشش کی کہ اپنے اصلی دیوتاؤن کو اُنھین کے دیوتا ثابت کرین۔ اس کی وجہ سے اُن کے مذہب کے متعلق ایک بڑا اُلجھاؤ پڑ گیا ہے۔ اس لیے کہ یونانیون کے دیوتاؤن کو ہم نے رومی نامون ہی سے پہچانا ہے۔ اور رومی دیوتاؤن کے خصائص یونانی دیوتاؤن مین مل کے غائب ہو گئے ہین۔ اس طریقہ سے جوپیٹر اور جونو آسمانون کے بادشاہ اور ملکہ بتائے گئے۔ منروا اسکول کے لڑکون کی دیوی تھی، رومیون کی دیوتا پلاس بنادی گئی۔ ڈیانا یعنی چاند کی نسبت خیال کیا گیا کہ آرتی میس ہی کا دوسرا نام ہے۔ اور وینوس (افرودیطس) یعنی زہرہ کی جانب وہ تمام کہانیان منسوب کر دی گئین جو یونانیون کی دیوی آفرودیطہ کے لیے مخصوص تھین۔ فقط جانوس اور وِستا خالص رومی دیوتا اور دیوی ہین جن کے حالات خاص طور پر محفوظ رکھے گئے۔

جانوس دیوتا شہر کے پھاٹکون کا محافظ مانا جاتا تھا۔ اور اسی خیال سے لڑائی کے زمانہ مین اُس کے مندر کے دروازے شب و روز کھلے رکھے جاتے۔ اور صلح و امن کے زمانہ مین بند کر دیے جاتے۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ جنگ و پیکار کا سلسلہ روم مین مدتون اس طرح مسلسل قائم رہا کہ ساری تاریخ روم کے عہد مین اس مندر کے دروازے ہمیشہ کھلے ہی رہے اور صرف تین بار اُن کے بند کرنے کا موقع ملا۔ جانوس کی مورت دو چہرون کی ہوتی۔ انگریزی سال کے پہلے مہینہ جنوری کا نام اسی دیوتا کے نام سے ماخوذ ہے اس کا اصلی مادہ ”جانی تور“ ہے جس کے معنی دربان کے ہین۔

وِستا مقدس آگ کی دیوی تھی جس پر شہر روم کی سلامتی منحصر سمجھی جاتی تھی۔ ایک مدوّر شوالہ تھا اُس مین یہ آگ روشن رہا کرتی اور چھ کنواری لڑکیان اس آگ کی محافظ رہا کرتین جن کی زندگی پاکدامنی کی نذر کر دی جاتی یعنی مرتے دم تک کنواری اور عفیفہ رہتین اور رومیون مین اُنکی بڑی ہی تعظیم و تکریم کی جاتی۔ اور انھین اس بات کا حق حاصل تھا کہ چاہے کیسا ہی اور کتنا ہی بڑا مجرم کو قتل گاہ مین لیے جاتے ہون وہ چاہتین تو اُس کی جان بچا دیتین۔

یادگارین جو آج تک کچھ باقی ہین اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنھون نے تمدن و تہذیب مین ایک معتدبہ حصہ تک ترقی کر لی تھی۔ لیکن اُن کی تاریخ اور اُن کے عہد کے حالات دنیا سے مٹ گئے۔ اُنھین کے کھنڈرون پر اُس چوتھی عظیم الشان سلطنت کی عمارت قائم ہوئی جو سلطنت روم کہلاتی ہے۔ اور جسے حضرت دانیال کے خواب نے پیشتر ہی سے اِن الفاظ مین متشکل کر دیا تھا کہ " بڑے اور موذی درندے جن کے دانت لوہے اور فولاد کے ہون گے"

اِس جزیرہ نما کے وسط مین کوہسار اسے پی نائن کے مغربی پہلو پر دریائے طلی بیر ایک گھاٹی کے اندر بہتا ہے جو پہاڑیون کے اندر ہی اندر سلسلۂ اعظم کوہسار کے دامنون مین رینگتا ہوا جاتا ہے۔ اور اِس کے بعد ایک مسطح حصۂ زمین کو طے کر کے سمندر مین جا پہونچتا ہے۔ اِس دریا کے دہانے سے تقریباً ستر میل کی مسافت پر عین اُس جگہ جہان سے دریائے انیو اور دریائے طلی بیر ملے اور ایک دھارا بن کے بہے ہین سات پہاڑیان واقع ہین جنھین چھوٹی چھوٹی گھاٹیان ایک دوسرے سے جدا کرتی ہین۔ بس اِسی مقام پر شہر رومۃ الکبریٰ واقع ہے جو کبھی سارے عالم کی ملکہ تصور کیا جاتا تھا۔ وہ ساتون پہاڑیان تمام و کمال شہر پناہ کے اندر لے لی گئی ہین۔ اور سب سے بلند ٹیلے پر قصر شاہی یا ایوان شہر یاری واقع تھا۔ گرد کی تمام شاداب و سیر حاصل زمین چھوٹے چھوٹے کھیتون مین بٹی ہوئی تھی۔ جس مین شہر روما یا روم والے کاشت کیا کرتے تھے۔

اگلے زمانہ مین اِس قوم کی وضع و قطع یہ تھی کہ سنجیدہ۔ متین۔ مستعد۔ اور سیدھے سادھے لوگ تھے۔ نہایت درجہ جنگجو۔ اور اِس کے ساتھ اُن کے طبایع مین ایک خاص قسم کا کُھردراپن تھا۔ اور ہر کام مین گرم جوشی ظاہر ہوتی تھی۔ اُنھین اپنے شہر روم پر فخر و ناز تھا۔ اور اُس سے ایسی محبت تھی جو ترقی کر کے وطن کی پرستش کرنے کے درجہ کو پہونچ گئی۔ نہ وہان یونان کا فلسفہ تھا اور نہ وہان کی حُسن پرستی۔ رومیون کی دنیا مین درشت مزاجی تھی اور جفاکشی۔ اُنھین آپ اپنے اوپر گھمنڈ تھا۔ اور اپنے " ریس پوب لی کا " (فلاح عامہ) کی عظمت کے دلدادہ تھے۔ اُن لوگون کا طرز عمل تھا کہ اپنے شہر روم پر اور اپنے خیال و مذاق کی بھلائی اور بردباری پر اپنی ساری امیدون۔ اپنی زندگی اور اپنی تمام عزیز اور پیاری چیزون کو قربان کر دیتے

اِس کے کئی صدیون بعد دو توام بھائی رومولوس اور رموس پیدا ہوئے اُن کی ماں کا نام ریا سلویا تھا جو آگ کی دیوی وِس تا کی کنواری پوجارن اور اموبوس شاہ البا کی بھتیجی تھی شاہ اموبوس مذکور اے نیاس کی نسل سے تھا۔ اور مارس دیوتا یعنی مریخ تارہ اُن دونون توام بھائیون کا باپ بتایا جاتا تھا۔ چونکہ اُن کی ماں سے ایک بے وفائی کی حرکت صادر ہوگئی تھی۔ اِس لیے اموبوس نے حکم دیا کہ وہ زندہ دفن کردی جائے اور اُس کے یہ دونون بچہ ایک ٹوکری مین رکھ کے دریائے طیبر مین بہا دیے جائین۔ دریا اُن دنون طغیانی پر تھا اِس لیے ٹوکری کنارے کنارے بہتی چلی گئی یہان تک کہ پانی اُترنا شروع ہوا اور ٹوکری مع دونون زندہ بچون کے کنارے زمین پر رکھی رہ گئی۔ اتفاقاً ایک بھیڑنی کا اُدھر گذر ہوا۔ اور بجائے اِس کے کہ وہ اُن کو پھاڑ کے کھا جائے خدا نے کچھ ایسی محبت اُس کے دل مین پیدا کردی کہ اُنھین اپنے بھٹ مین اُٹھالے گئی۔ دودھ پلایا۔ اُن کی نگہبانی کرنے لگی۔ چند روز بعد ایک چرواہے کو اِس کی خبر لگی وہ اُنھین بھیڑیون کے بھٹ سے اُٹھا لایا اور دونون کو بیٹا بنا کے پالا۔ چنانچہ اِسی وجہ سے یہ دونون بچہ اور اُن کو دودھ پلانے والی بھیڑنی عظمت روم کے عام پسند شعار اور مارکے بن گئے۔ اور مارس یعنی مریخ اِس شہر کا محافظ دیوتا قرار پایا۔ جس کے نام پر سال کے تیسرے مہینہ (مارچ) کا نام رکھا گیا۔

رومولوس اور رموس جب پل پلا کے بڑے ہوئے تو اُنھین پتہ چل گیا کہ ہم شاہی نسل سے ہین۔ اور سلطنت حاصل کرنے کی فکر کرنے لگے۔ آخر اُنھون نے اپنی ماں کے قاتل شاہ اموبوس کو شکست دی۔ اور اس کے بعد قصد کیا کہ عین اُسی مقام پر جہان پہلے پہل وہ ٹوکرے مین پڑے ملے تھے اپنے لیے ایک شہر بسائین۔

اب یہ مسئلہ پیش آیا کہ یہ نیا شہر دونون بھائیون مین سے کس کے نام سے نامزد کیا جائے۔ جس کا تصفیہ کرنے کے لیے ہر بھائی ایک پہاڑی پر جا کے کھڑا ہوا۔ اور انتظار کرنے لگا کہ دیکھون دیوتا کون سا شگون دکھاتے ہین۔ رومولوس کو غور کرتے کرتے بارہ گدھ نظر آئے اور رموس کو صرف چھ گدھ۔ بس اسی ترجیح کی بنا پر رومولوس کے نام پر شہر کا نام روما رکھ دیا گیا۔ اور رومولوس ہی بادشاہ منتخب ہوا۔ اور اُس نے اپنی عمارت پالاطینہ (پیلے ٹائن) پہاڑی پر تعمیر کرنا شروع کی۔

رومیون کا یہ بھی عام خیال تھا کہ ہر شخص کا ایک جے نیوس (جی نی اَس) یعنی محافظ دیوتا ہے۔ اور ہر گھر میں مکانون کی دیوی اور چولھے کی دہلیز پر ہر کھانے کے وقت شراب یا شربت یا اور کوئی پینے کی چیز سلیفہ یا قربانی کی طور پر تھوڑی سی ضرور ڈال دی جاتی۔ غالباً سارے اہل روم نسوسا الیزیوس کا؟ لوگون کو امید تھی کہ مرنے کے بعد اپنے دنیوی اعمال کا بدلہ پائینگے۔ یہ مذہب اپنی اصلی اعلیٰ سادگی و عظمت مین جبکہ اُس مین سچائی کی بھی اکثر باتین موجود تھین اُن کے افعال و کردار پر بڑا اثر رکھتا تھا۔ یہان تک کہ عروج حاصل کرنے کے بعد اُنھون نے خود اپنے ہاتھ سے اپنی عزت اور اپنے اعتبار کو کھو دیا۔ اور یونان کے آخر عہد کے پیچیدہ فلسفہ مین اُن کی پریشان خیالیون اور لغو بیہودہ اور وحشیانہ کہانیون کے مل جل جانے سے اُن کی عقائد زیادہ بگڑ گئے۔ اُن کا وہ پُرانا دیانتداری اور راست بازی کا مذہب تشریف لے گیا۔ اور اس انقلاب کے ساتھ اُن مین سیہ کاری اور خونریزی کی جو روک تھام تھی وہ بھی اُٹھ گئی۔

فصل دوم

شہر روم کی بنیاد (سنہ ۱۳۲۶ قبل محمد سے سنہ ۱۲۱۳ قبل محمد تک)

روم کی پُرانی تاریخ کے متعلق سوا اُن چند باتون کے جو زبانی روایتون کے ذریعہ سے نسلاً بعد نسل منتقل ہوتی چلی آئی ہین اور جن کا غالب حصہ بے سروپا کہانیون سے زیادہ وقعت نہین رکھتا اور کچھ نہین معلوم ہو سکتا۔

ان روایات کے مطابق یہ ہے کہ جب شہر ٹراے جلا کے تباہ و برباد کیا گیا اُس وقت وہان کا ایک شاہزادہ جس کا نام اسے نیاس تھا۔ وہان سے بھاگ کے اپنے بوڑھے باپ ان کی سیس کو پیٹھ پر لادے۔ اپنے خانگی دیوتاؤن کو بغل مین دبائے اور اپنے کمسن بچے اس کانیوس یا ایولوس کی اُنگلی پکڑے ہوئے یہان پہونچا۔ مدتون مارے مارے پھرنے کے بعد وے نوس (وینس) دیوی نے جو اُس کی مان بتائی جاتی ہے اپنی حمایت مین لے کے اسے صحیح و سالم اطالیہ مین پہونچایا۔ یہان آکے اُس نے لاطیوم (لاطینی قوم) کے بادشاہ کی بیٹی سے شادی کی اور اُس کے بیٹے اس کانیوس نے شہر آلبا لونگا کی بنیاد ڈالی۔

اِس لیے کہ اُنھین بھی بائین بازؤن پر لگائے رہتے تھے۔ صد ہا ڈھالین جو آکے گرین تو تارپیا اُنھین کے نیچے دب کے رہ گئی۔ اور کچل کے مرگئی۔ بلندی شہر کا وہ ٹُکڑہ جہان تارپیا ماری گئی آج تک تارپین راک ؔملاتا ہے۔ اور مدتون رومیون مین مجرمون کے قتل کرنے کا یہی طریقہ مروج رہا کہ اسی چوٹی پر لیجا کے اُنھین نیچے پھینک دیا کرتے۔

آخر مدت تک لڑتے رہنے کے بعد خود عورتین ہی درمیان مین پڑین جو باعث نزاع تھین اور لڑائی ختم ہوگئی۔ کیونکہ سابی نس عورتین اپنے رومی شوہرون سے اب ایسی خوش اور راضی تھین اور اُن کی اِس قدر دلدادہ ہوگئی تھین کہ وہی اپنے میکے اور سسرال والون کے ملادینے کی باعث ہوئین۔ اور اِن دونون قومون مین اِس شرط پر صلح ہوگئی کہ بادشاہون کا انتخاب یکے بعد دیگرے دونون قومون مین سے ہوا کرے۔ یعنی ایک بادشاہ اِس قوم کا ہو۔ دوسرا اُس کا۔ تیسرا اِس کا اور چوتھا اُس کا۔

رومولوس کا انجام یہ ہوا کہ اپنی فوج کے ایک مجمع مین سے یکایک غائب ہوگیا۔ اور لوگون مین مشہور ہوا کہ اُس کا باپ مریخ اُسے آسمان پر اُٹھا لے گیا ہے۔ اِس خیال کے پھیلتے ہی کوئی ری نوس کے نام سے اُس کی پرستش ہونے لگی۔ اور یہی نام اُن سات پہاڑیون مین سے ایک کا رکھ دیا گیا۔ اُس کے بعد سابی نس لوگون مین سے بادشاہ منتخب ہوا جس کا نام نوما پومپی لی اُوس تھا۔ یہ ایک صلح جو شخص تھا جس نے نئے قوانین جاری کیے۔ اور یقین کیا جاتا تھا کہ جنگل کی پری اسے جے ریا الہام کے ذریعہ سے اُس کی مدد کیا کرتی ہے۔

اِس کے بعد طولوس ہوس طلی یوس نام ایک جنگ جو رومی بادشاہ منتخب ہوا اُس نے تخت شاہی پر قدم رکھتے ہی البالون گا والون سے لڑائی چھیڑ دی۔ اثنائے جنگ مین یہ تجویز قرار پائی کہ لڑائی کا جھگڑا یون چکا دیا جائے کہ دونون جانب کے تین تین بہادر آپس مین لڑکے فیصلہ کرلین رومیون کی طرف سے ہوراطیوس خاندان کے تین بھائی منتخب ہوئے۔ اور البا والون کی طرف سے کیوریاطیوس خاندان کے تین بھائی۔ مگر یہ دونون حریف باہم ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی تھے۔ اِن مین مقابلہ ہوا جو دیر تک لڑے اور خوب لڑے۔ دیر کی بنرد آزمائی کے بعد تینون کیوریاطی پہلوان جو البا کی طرف سے منتخب ہوئے تھے زخمی ہوئے

رومولس کا دل اپنی ناکامی کے خیال سے تھوڑا ہو گیا اور ایسا برخاستہ خاطر ہوا کہ عمارت کے کام میں شریک نہ ہوا اور آخرکار رومولس کو اپنے مقابل ہیچ ثابت کرنے کے لیے اُس مٹی کی دیوار کو پھاند گیا جسے رومولس اپنے نئے شہر کے گرد شہرپناہ کی حیثیت سے تعمیر کرا رہا تھا۔ اِس پر رومولس کو جو غصہ آیا تو طیش میں آ کے بھائی کو اُسی جگہ قتل کر ڈالا۔ اور جوش و خروش کے ساتھ چلا کے کہا۔

"یونہیں ہر شخص جو میری یہ دیوار پھاندنے کی جرأت کرے مر جائے گا"

روم کی تعمیر کا زمانہ سنہ ۱۳۲۴ قبل محمد قرار دیا گیا ہے۔ اور یہی تاریخ تھی جس سے اہل روم برسوں کا حساب لگایا کرتے تھے۔ جو سہ حروف اے۔ یو۔ سی۔ سے تعبیر کیا جاتا تھا جن سے مراد یہ الفاظ ہیں "آنو اُربیس کون دی تے" یعنی سال تعمیر شہر۔ اُن دنوں قرب و جوار کی دیگر اقوام کی نظر میں رومولس اور اُس کے پیرو چوروں اور ڈاکوؤں سے کچھ یونہیں سی زیادہ فوقیت رکھتے تھے۔ اور اسی وجہ سے اُن کے نکاح میں کوئی قوم اپنی بیٹیاں نہ دیتی تھی۔ قرب و جوار والوں کی اِس بے اعتنائی سے تنگ آ کے روم کے بادشاہ نے ایک دن دعوت کا اعلان کیا۔ اور اُس میں اپنی پڑوسی قوم سابی نس کے تمام لوگوں کو خاص طور پر مدعو کیا اور تاکید کر دی کہ اپنے بال بچوں اور سارے خاندان والوں کو ساتھ لائیں۔ دعوت بڑی دھوم دھام کی تھی۔ اور سب لوگ اکل و شرب میں مصروف تھے۔ کہ یکایک ایک اشارہ کیا گیا جو پہلے سے مقرر کر دیا گیا تھا۔ اور اُس اشارے کے ساتھ ہی ہر رومی نے سابی نس قوم کی ایک کنواری لڑکی کو پکڑ لیا۔ اور اُسے زبردستی اپنے گھر لے بھاگا لڑکیوں کے ماں باپ چونکہ نہتے تھے اِس لیے اُن کا کچھ زور نہ چلا۔ اور بہت آسانی سے مغلوب ہو گئے۔ مگر اتنی بڑی شرمناک لوٹ اوپر ہی اوپر نہ جا سکتی تھی۔ فوراً رومیوں اور سابی نس والوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ اِس لڑائی کے اثنا میں فرمان روائے روم کی بیٹی تارپیا کی دغابازی سے سابی نس لوگوں کو روم کی شہرپناہ کے اندر داخل ہونے کا راستہ معلوم ہو گیا باپ اور قوم سے جو دغابازی کی تھی اُس کے صلہ میں تارپیا نے سابی نس والوں سے کہا کہ "جو زیور تم سب اپنے بائیں بازوؤں پر پہنے ہو مجھے دے دو" اِس سے اُس کا مقصد تو یہ تھا کہ سونے کے بازوبند جو سابی نس لوگوں کی بائیں ڈنڈوں پر بندھے ہوئے تھے اُسے مل جائیں لیکن اُن لوگوں نے عمداً غلط فہمی ظاہر کر کے طلائی بازوبندوں کے عوض اپنی ڈھالیں کھینچ کھینچ ماریں۔

فصل سوم

تارکوئین لوگ (سنہ ۲۱۳ قبل محمد سے سنہ ۱۸۰ قبل محمد تک)

روم کا چوتھا بادشاہ آن قوس مارطیوس تھا۔ پھر اس کے بعد لوقیوس تارکوئی نیوس کی حکومت شروع ہوئی جو عموماً پرس قوس یعنی اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اطروس کا والون کی نسل سے تھا۔ اس نے رومتہ الکبری کی شہر پناہ کو جو اس عہد تک کچی دیوارون کی تھی پتھر کی بڑی بڑی سلون سے از سر نو تعمیر کرایا۔ اور پہاڑیون کے درمیان میں جو گھاٹیان واقع ہوئی تھین اور بارش میں پانی سے لبریز ہوجاتی تھین اُن کے پانی کو اس نے موریان بنوا کے شہر سے باہر نکالا۔ یہ موریان ایسی مضبوط بنائی گئی تھین کہ آج تک موجود ہین۔ اور لوگ انھین دیکھ کے حیرت کرتے ہین۔ جو گھاٹی پالاطینہ اور اس کوئی لی پہاڑیون کے درمیان تھی فورم یعنی چوک کہلاتی تھی۔ یہان اس بادشاہ نے لوگون کے بیٹھنے کے لیے نشستگاہین بنوائین اور علی ہذا القیاس اس نے دارالقضا اور ٹون ہال تعمیر کرائے۔

تارکوئی نیوس نے مرنے کے بعد اگرچہ دو بیٹے چھوڑے تھے لیکن تخت شاہی کا وارث سرویوس طولیوس ہوا جو اس کے گھر کا ایک نوکر تھا۔ اس نے اپنی دو بیٹیان جو خاندانی نام کی مناسبت سے دونون طولیا کے نام سے یاد کی جاتین تارکوئی نیوس کے دونون بیٹون کے نکاح مین دے دی تھین۔ اس زمانے روا سرویوس کو اس کے بڑھاپے میں لوقیوس تارکوئین نے نہایت ہی بے رحمی کے ساتھ مار ڈالا۔ اُس کی لاش جا بجا وقت تڑپنے کے بیچ سڑک پر پڑی ہوئی تھی اور اُس کی نااہل بیٹی نے جو اب ملکہ بنی تھی کمال سنگدلی سے اپنے غلام کو حکم دیا کہ رتھ کو باپ کی لاش کو روندتے ہوئے زور سے نکال لے جاؤ۔ چنانچہ رتھ لاش کو کچلتی ہوئی گذری۔ اور باپ کے خون کی چھینٹین بے درد بیٹی کے کپڑون پر پڑین۔

لوقیوس تارکوئی نیوس مغرور کے لقب سے مشہور تھا۔ وہ نہایت ہی شریر النفس تھا۔ اور لوگون کو اُس سے سخت نفرت تھی اور جیسا تنک مزاج اور ظالم وہ تھا ویسے ہی اُس کے بیٹے بھی تھے۔ خصوصاً بڑا بھائی سکس طوس سب سے بد تر تھا۔ اُسے اُس کا چچازاد بھائی کولاتی نوس

لیکن رومیون کی طرف سے ہوراطی پہلوانون مین سے دو تو جان سے مارے گئے۔ اکیلا ایک پبُوب لیُوس ہوراطیُوس نلوہ بچ رہا جس کے کہین چپیٹ بھی نہین آئی تھی۔ پبُوب لیوس نے اپنے تینون حریفون کو زخمی دیکھ کے یہ چالاکی کی کہ آہستہ آہستہ ذرا پیچھے ہٹا اور مقابل حجایا: بھائیون سے کہا اب مردانگی تو یہ ہے کہ تم ایک ایک کرکے مجھ سے لڑو۔ البا کے زخمی پہلوانون نے یہ درخواست قبول کی۔ ایک ایک کرکے بڑھے اور تینون مارے گئے۔ اور میدان پبوب لیوس کے ہاتھ رہا جو روم والون کی طرف سے تھا۔

کامیاب ہونے کے بعد اُس نے اپنے مقتول حریفون کے کپڑے اور ہتھیار اُتار لیے۔ اور اُنھین لے کے روم مین داخل ہوا کہ اسلحہ کو وہان کے بتخانے مین دیوتاؤن کی نذر کر دے۔ راستہ مین اتفاقاً اُس کی بہن ملی جس کی نسبت اُن مقتول پہلوانون مین سے ایک کے ساتھ ٹھہر چکی تھی اُس نے اپنے عاشق کے کپڑے دیکھتے ہی پہچان لیے جنھین اُس نے بڑی محنت سے خود اپنے ہاتھ سے تیار کیا تھا۔ اُن کپڑون پر نظر پڑتے ہی اُس نے ایک چیخ ماری اور چلّا چلّا کے رونے لگی۔ بہن کو آہ و زاری کرتے دیکھ کے پُرجوش بھائی نہایت برہم ہوا۔ اور ایسا طیش آیا کہ جھپٹ کے اُس غریب کا بھی کام تمام کر دیا۔ اور چلّا کے کہا "یہ بے وقت کا غم و اندوہ اُدھر ہی! نہ اپنے مردہ بھائیون کا غم! نہ زندہ بھائی کا خیال! اور نہ اپنے ملک سے تعلق! بس یونہین ہر وہ رومی عورت ہلاک ہو جو اپنے دشمن کی موت پر کھڑی ہو کے بین کرے"

لیکن بہن کے قتل کا جرم خالی نہ گیا پبوب لیُوس کو عدالت نے قتل کی سزا دی۔ مگر اُس کے خدمات کا لحاظ کرکے اور نیز اس خیال سے کہ اپنے مان باپ کی اولاد مین اکیلا وہی ایک زندہ بچا ہے اُس کی جان بخشی کی گئی۔ تاہم سزا کے طریقہ سے وہ اس بات پر مجبور کیا گیا کہ ایک ایسے جوئے کے نیچے سے گذرے جو تین نیزون کو جوڑ کے ایک محراب کی قطع کا بنا دیا گیا تھا۔ یہ محراب اس کے بعد مدتون تک قائم رہی اور اُسی کے نام سے مشہور تھی۔ اس کارروائی کے بعد رومیون نے شہر البا پر قبضہ کرکے اُسے مسمار و تباہ کر دیا۔

اب اطروسکا کے ایک شاہزادے لارس پورسینا نے تارکوین خاندان [illegible] طرفداری شروع
کی۔ کوچ کرکے اچانک روما اکبری پر آ پہنچا۔ اور شہر کے اس حصے پر جو [illegible] جو پہاڑ
جانیکولم کے نام سے مشہور تھا۔ یہاں ایک پھاٹک تھا جو دریا سے [illegible] انتہائی [illegible] پر واقع تھا
دریا پر یہاں ایک لکڑی کا پل بنا ہوا تھا۔ اور ہوراطیوس کو کہ [illegible] دہشت
زدہ اہل شہر کا ایک غول آیا کہ جلدی سے شہر کے اندر چلے جائیں۔ [illegible]
کے کہا "روم کے بچانے کی اب بھی ایک تدبیر ہے کہ پل توڑ دیا جائے۔ میں [illegible] سے
دشمنوں کو روکتا ہوں اور تم پل کو توڑنا شروع کرو۔ جتنی دیر میں تم اس پل کو توڑ دیتے ہو دشمنوں کو [illegible]
لڑائی میں الجھائے رکھوں گا۔" اس کے یہ کلمات سن کے [illegible] لوگوں میں سے دو ایسا جوش آیا
کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہو لیے۔ اور پل کے پار جاکے دشمنوں سے لڑنے لگے۔ ادھر باقی ماندہ
لوگوں نے پل توڑنا شروع کیا۔ اب یہ تینوں بہادر جوان پل کے قریب قدم جمائے اطروسکا
والوں کے سارے لشکر کو روکے ہوئے تھے اور کسی کو پل کی طرف قدم بڑھانے نہ دیتے تھے کہ
رومیوں نے جلا جلا کے اور توڑ توڑ کے پل کی [illegible] قریب قریب انہدام کر دی اور ان تینوں بہادروں کو
آواز دی کہ "اب تم واپس چلے آؤ۔ پل [illegible] دم رہ گیا ہے کہ اکیلے تم تینوں آدمی [illegible] آ سکتے ہو۔"
یہ سن کے وہ تینوں پلٹے۔ جن دو آدمیوں نے ہوراطیوس کی رفاقت کی تھی وہ تو سبقت کرکے
نکل آئے اور خود ہوراطیوس ان کے بچانے کے خیال سے ابھی دشمنوں ہی میں مصروف تھا کہ
پچھلا شہتیر جو باقی رہ گیا تھا [illegible] گرا اور [illegible] پل دھم دھما کے نیچے جا رہا۔ اب ہوراطیوس کے
سامنے دشمن تھے اور پیچھے دریا تھا۔ یہ حالت دیکھ کے دشمن ایک لحظ کے لیے لڑائی سے رک گئے اور
ہوراطیوس کو موقع مل گیا۔ جب جان بچانے کی اور کوئی تدبیر نہ بنی تو اس نے دریائے طیبر کی طرف
مخاطب ہو کے یہ الفاظ [illegible] "باپ طیبر! مجھے لے! تیرا سپاہی تیرے رحم دل دھارے
میں آتا ہے!" اور [illegible] دریا میں کود پڑا۔ دونوں طرف کے سپاہی اس کے ہاتھ پاؤں مارنے
کو مختلف نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن وہ ایسا ہمت والا تھا کہ گو سر سے پاؤں تک خون میں
ڈوبا ہوا تھا مگر ڈوبتا [illegible] ابھرتا ہوا صحیح و سالم اس پار نکل ہی آیا۔ جس کے پہنچتے ہی ان تمام
ہم وطنوں نے جنھیں اس نے بچایا تھا جوش و خروش سے نعرۂ مسرت بلند کیا۔ اور سب لوگ بڑھ

ایک بار اپنے دیہات کے مکان کولاتیہ مین لے گیا جہان اُس کی حسین و پری جمال بی بی لُق رےتیہ اپنی سہیلیون سے جھرمٹ مین بیٹھی ہوئی تھی۔ رات زیادہ آچکی تھی۔ اور لُق رے تیہ روم کے مذاق کے موافق بیٹھی اُن کو کاتتی اور بٹ رہی تھی۔ سکس طوس اُس کی صورت دیکھتے ہی فریفتہ ہوگیا۔ اپنے جذبات دلی کو اُس نے اس وقت تو سینہ کے اندر مخفی رکھا لیکن دوسرے وقت تنہا مکان مین گھس گیا۔ بے تکلف لُق رے تیہ پر جھپٹا اور اُس کی آبرو لے ڈالی۔ بے آبرو ہونے کے بعد لُق رے تیہ چلاتی اور روتی پیٹتی ہوئی اپنے شوہر اور باپ کے پاس گئی۔ اُنھین اس واقعہ سے آگاہ کرکے بدلہ لینے کی تاکید کی اور فوراً خودکشی کر لی۔ اب اُس کے شوہر اور باپ بدلہ لینے کی تیاریان کر رہے تھے کہ لُوقیوس جونیوس بروطوس جو کہ تارکوئین کا سگا بھتیجا تھا اُن دونون سے آملا۔ اور اہل روم مین اُس نے بادشاہ کے خلاف ایسا جوش پیدا کر دیا کہ تارکوئین اور اُس کے سارے خاندان سے سوا بھاگ کھڑے ہونے کے اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی۔ الغرض اس طریقہ سے ۵۱۰ قبل محمد مین روم کے پرانے شاہی خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔ اور اسی سال اُدھر یونان مین یہ واقعہ پیش آیا کہ پی سس طراطوس کی اولاد شہر اسے تی نیا سے جلاوطن کی گئی۔

تارکوئین لوگون نے اس کے بعد پھر تخت و تاج حاصل کرنے کی بارہا کوششین کین۔ اور ایک بار روم کے اُمرا کے ساتھ خفیہ سازش بھی کی جن مین بروطوس کے دو بیٹے بھی شریک تھے۔ مگر وہ سازش کھل گئی اور مستقل مزاج بروطوس نے اپنے اُن دونون نوجوان بیٹون کو قومی جرم مین قتل کی سزا دی۔ اُس کے استقلال کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اس کی آنکھون کے سامنے دونون بیٹون کو پہلے کوڑے مارے گئے پھر اُن کے سر کاٹے گئے مگر اُس نے اُف نہ کی اور نہ اُس کے چہرے سے کسی قسم کے حزن و ملال کے آثار ظاہر ہوئے۔ صرف اتنا ہوا کہ اُن کے قتل ہوتے وقت بروطوس جس کرسی پر بیٹھا تھا اُس کے دونون ہتھون کو اُس نے اس طرح بھینچ کے پکڑ لیا کہ دلی بیتابی کا راز کسی قدر فاش ہوا جاتا تھا۔ اس واقعہ کے چند روز بعد بروطوس اور اُس کا چچازاد بھائی آرنس جو تارکوئین کا بیٹا تھا باہم دست بدست لڑے۔ اور ایسے جان پر کھیل کے لڑے کہ دونون نے ایک دوسرے کو مار ڈالا۔

اور رسے جل ٹوس تام جھیل کے کنارے ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی جس مین تارکوئین کی ساری امیدین خاک مین مل گئین۔ اب اس نے سلطنت حاصل کرنے کا خیال ہی بالکل چھوڑ دیا۔ اور اپنی بڑھاپے کی زندگی شہر کیوبا مین بیٹھ کے صرف کردی۔

فصل چہارم

جمہوریت

اب اِس کے بعد روم مین جو نیا طرز حکمرانی جاری ہوا وہ اگر حقیقت مین نہین تو برائے نام ہی سہی چار سو برس تک جاری رہا۔ اِس حکومت مین سارے اقتدارات رومی مجلس حکام اور لوگون کے ہاتھ مین تھے۔ یہ انتظام حکومت چار حرفون کے اشارون سے ظاہر کیا جاتا تھا۔ وہ حرف اس۔ پی۔ کیو۔ آر تھے۔ یہ حرف مارکے کے طور پر اُن کی تمام چیزون اور کل پبلک عمارتون پر بنے رہا کرتے تھے۔

رومی لوگون کے دو طبقہ تھے۔ ایک پاٹری قی (بطارقہ) یعنی شرفا۔ اور صرف یہی لوگ سلطنت کے اعلیٰ عہدون پر مقرر ہونے کے مستحق تھے۔ دوسرے پلے بی۔ یعنی وہ لوگ جو اگرچہ آزاد و خودمختار تھے اور مجسٹریٹون کے انتخاب مین ایک ووٹ دینے کا حق بھی رکھتے تھے مگر اُس قدیم عہد مین وہ کسی اعلیٰ عہدے پر مقرر نہ ہو سکتے تھے۔ اِن دونون گروہون کا امتیاز بہ لحاظ نسل و خاندان کے تھا۔ نہ بہ اعتبار دولت و قابلیت کے۔ ایک بطریق چاہے کیسا ہی مفلس ہو اُس کا رتبہ وہی قائم رہتا تھا۔ اور اُس کے مقابل پلے بی چاہے کیسا ہی دولت مند ہو بطریق کا مرتبہ ہرگز نہ حاصل کر سکتا تھا۔

مگر باوجود اس تفریق کے پلے بی لوگون مین ایک خاص گروہ تھا۔ جو لوگ میدان جنگ مین گھوڑون پر سوار ہو کے نبرد آزمائی کرتے اور اسی وجہ سے اِسے کوٹ یعنی سوار کہلاتے۔ اور اِسی لفظ کا ترجمہ انگریزی مین بعض اوقات "نائٹ" کے لفظ سے کیا جاتا ہے۔ اِن کو بعض حقوق اسی قسم کے حاصل تھے جیسے کہ بطارقہ کے لیے مخصوص تھے۔ روم مین لوگون کا ایک اور طبقہ بھی تھا جو اگرچہ بالذات آزاد تھے مگر اُن کو نہ ووٹ دینے کا حق حاصل تھا اور نہ کوئی پولٹیکل قوت رکھتے تھے۔ یہ لوگ بطریقون کے ماتحت تھے اور اس بات پر مجبور تھے

دیر تک خوشی کے نعرے مارتے رہے۔

اب پورسنا نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اور میوشیس میوطیوس نام ایک نوعمر رومی نے ارادہ کیا کہ اپنے شہر کو مصیبت سے نجات دلائے کسی نہ کسی تدبیر سے وہ پورسنا کے خیمے کے اندر پہونچ گیا۔ لیکن چونکہ اُسے پہچانتا نہ تھا اس لیے دھوکے میں وہاں اُس کے ایک نوکر کے دل میں چھُری بھونک دی۔ لوگون نے ٹھیر کے اُسے پکڑ لیا۔ اور ہتھیار چھین لیے۔ مگر اُس نے بھی آزادی سے صاف صاف کہہ دیا کہ "مین تو یہ ارادہ کر کے آیا تھا کہ پورسنا کو مار ڈالون مگر اُس کی زندگی تھی بچ گیا۔" پورسنا کو خیال گذرا کہ اس شخص سے دشمنون کی اور بہت سی تجویزین معلوم ہو جائین گی اس لیے حکم دیا کہ اُسے طرح طرح کی تکلیفین اور اذیتین دی جائین۔ تاکہ اُسے رومیون کے جو کچھ حالات اور منصوبے معلوم ہون بتا دے۔ یہ دیکھ کے میوطیوس نے اپنا داہنا ہاتھ آگ مین ڈال دیا جو سامنے قربانگاہ مین جل رہی تھی اور بغیر اس کے کہ چہرے سے کسی قسم کی تکلیف کے آثار ذرا بھی ظاہر ہون دیر تک ہاتھ کو شعلون کے اندر ڈالے رہا اور اسی حالت مین اُس نے پورسنا کی طرف دیکھ کے کہا "خوب جان لو کہ جو لوگ سچی عظمت کے خواستگار رہین وہ اپنے جسم کی ذرا بھی پروا نہین کرتے۔" اُس کا یہ ضبط و تحمل دیکھ کے پورسنا کے حواس جاتے رہے۔ اور اُسے بلا تامل چھوڑ دیا۔ آزادی ملنے کے بعد میوطیوس بولا "اب تم نے یہ فیاضی کی ہے تو تمھین مین بھی وہ بات بتائے دیتا ہون جو میرے اذیت دینے سے ہرگز نہ معلوم ہوتی۔ سنو ہم تین سو جوان ہین۔ اور سب نے قسمین کھائی ہین کہ جس طرح بنے گا پورسنا کو مار ڈالین گے۔ چونکہ قرعہ پہلے میرے ہی نام پڑا اس لیے پہلے مین آیا۔" یہ خبر سنتے ہی اطرس کا کے اس حملہ آور بادشاہ نے فوراً دل مین فیصلہ کر لیا کہ اب رومیون سے صلح ہی کر لینی چاہیے اور جس قدر جلد ممکن ہو مجھے اپنی فوج لے کے گھر واپس جانا چاہیے میوطیوس کے اس ضبط کی رومیون مین بڑی تعریف ہوئی اور چونکہ آگ مین جل جانے سے اُس کا داہنا ہاتھ بیکار ہو گیا تھا اس وجہ سے اُس کا لقب اِس کے دولا (بائین ہاتھ والا) پڑ گیا جو کہ اس کے واسطے ایک نہایت ہی معزز و ممتاز خطاب تھا۔

سنہ قبل مسیح مین تارکوئن نے پھر حکومت حاصل کرنے کی کوشش کی جو کہ آخری کوشش تھی۔ اس موقع پر اُسے گونہ قوت حاصل ہو گئی۔ کیونکہ لاطینی لوگون کی ایک جماعت اُس سے آملی تھی

ان تمام عہدون پر بصرف بطریق لوگ مامور کیے جاتے سخت جھگڑون اور نزاعون کے بعد بے بی لوگون کو بمشکل اتنی کامیابی حاصل ہوئی کہ اپنے گروہ مین سے وہی حاکم قوم [illegible] انتخاب سے مقرر کرائے - یہ لوگ ٹربیون کہلاتے تھے - اور ان کو اقتدار حاصل [illegible] حکام کی جس کارروائی کو چاہین مخالفت کر کے روک دین -

جس زمانے مین جمہوریت کے لیے کوئی بڑا خطرہ نظر آتا اور بہادری اور جوش و خروش کی ضرورت پیش آجاتی فوراً ایک ڈکٹیٹر منتخب کر لیا جاتا جسے شورش میں بھی اور لشکرگاہ مین بھی کل حکام اور عہدہ دارون سے زیادہ اختیارات حاصل ہوتے - لیکن خطرے کے دور ہوتے ہی وہ معزول کر دیا جاتا -

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ انگریزی زبان مین لفظ سٹی زن کے معنی باشندۂ شہر کے ہین لیکن رومیون مین اُن دنون یہ لفظ ان معنون مین نہین استعمال کیا جاتا تھا - بلکہ وہان سٹی زن سے ایک ایسا آزاد شخص مراد لیا جاتا جو معمولی طور پر خوش حال ہوتا - یہ اگلے زمانہ کے رومی سٹی زن اُس علاقہ مین آباد تھے جو فی الحال "کانپاوی روما" (جوالی روم) کہلاتا ہے جب جنگ و پیکار کے ملکی خدمات بجا لانے کی ضرورت نہ ہوتی اُس وقت یہ لوگ اپنی زندگی اپنے چھوٹے چھوٹے کھیتون مین کاشت کرنے مین بسر کرتے -

رومی لی جین (پلٹن) کا لفظ "لے گو" سے ماخوذ ہے جس کے معنی انتخاب کے ہین - اور اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ ان پلٹنون کے لیے سپاہیون کو کونسل اور دیگر عہدہ داران سلطنت منتخب کیا کرتے تھے - اس پلٹن مین چھ ہزار جوان ہوتے اور سب کے سب پہلے ہی ہوتے ان کے قبضہ مین کوئی خاص قطعۂ زمین ہوتا جو اُن کا ذریعۂ معیشت تھا - یہ سب پاپیادہ لڑتے اور بطریق اور اے کوٹ لوگ میدان مین گھوڑون کی پیٹھ پر آتے - ساری لی جین کا جھنڈا مشہور رومی عقاب ہوتا جو یا تو چاندی کا ہوتا یا پیتل کا اور ایک نیزے کے اوپر نصب ہوتا - ان کے اندرونی فریق اپنی جدا جدا علامتین رکھتے - اور ہر سینکڑے یعنی سو آدمیون کی کمپنی پر جو افسر حکومت کرتا وہ سن طورین (سیکھدی) کہلاتا - اُس کا خود ماتحتون کے خودون سے زیادہ اونچا ہوتا - اور اُس کے افسری کے امتیاز کے لیے اُس کے لباس مین چند بلے لگے ہوتے جن کو دیکھ کے ہر شخص پہچان جاتا کہ فوج

کہ جس بطریقیا کی خدمت میں ہوں اُن کی مدد اور اعانت کریں۔ اِس کے مقابل بطریقیون کا بھی فرض تھا کہ اُن کی کفالت کریں اور اُنھیں دوسروں کے جور و تشدد و یا دستبرد سے بچائیں۔ ان سب طبقوں کے علاوہ وہان غلام تھے جن کے کوئی حقوق نہ تھے۔ اور جن کی زندگی اُن کے مالکوں کی مرضی سے وابستہ تھی۔ کبھی وہ آزاد بھی کر دیے جاتے تھے۔ آزاد ہونے کے بعد یہ لوگ فریڈمین (آزاد شدہ) کہلاتے اور بطریقیون کی اطاعت کرنے والوں کی طرح یہ بھی اپنے مالکوں کی خدمت کیا کرتے۔

رومیوں کی سینیٹ (مجلس حکام) ایک کونسل تھی جس کے لیے ارکان پہلے تو صرف بطریقیوں اور اسے کوٹ لوگوں میں سے منتخب کیے جاتے تھے لیکن زمانۂ مابعد میں دیگر طبقات کے لوگ بھی اُس کے رُکن منتخب ہونے لگے۔ اِس مجلس کی منظوری کے بغیر کوئی کام نہیں کیا جاتا۔ اور نہ سلطنت میں اور کسی کو اُس سے زیادہ وقعت حاصل تھی۔

اعلیٰ حکام فوجداری دو کونسل ہوا کرتے تھے۔ جو ہر سال لوگوں میں سے منتخب کر لیے جاتے اور پہلی جنوری کو اُن کے اجلاس کا پہلا دن ہوتا۔ ان کا لباس وہی ہوتا جو بادشاہ کا ہوتا۔ بجز اس کے کہ ان کے سروں پر تاج نہ ہوتا تھا۔ یہ ایک تخت پر بیٹھ کے اجلاس کرتے جو اُن کی زبان میں کیورولی چیر کہلاتا۔ اس اجلاس کے وقت اُن کے ہاتھوں میں ہاتھی دانت کے عصے ہوا کرتے۔ جن کے اوپر ایک بڑے پر سے عقاب بنے ہوتے تھے۔ لکٹور یعنی جلاد ہمیشہ اُن کے ساتھ رہا کرتے جو قتل کرنے کے آلات یعنی ایک کلہاڑی اور لکڑیوں کا ایک گٹھا ہر وقت اپنے پاس رکھتے۔

سب سے پہلے کونسل (حاکم فوجداری) لُوقیوس جونیوس برُوطوس اور لوقیوس تار کوئی نیوس کولائی نوس تھے۔ اور اس کے بعد سے معمول ہو گیا تھا کہ رومی ہر برس کو اُن دونوں کونسلوں کے نام سے یاد کیا کرتے جو اُس سال مقرر ہوتے تھے۔ روم کے قاضی پریطور کہلاتے تھے۔ اور انھیں بھی کیورولی چیر پر بیٹھ کے اجلاس کرنے کا حق حاصل تھا۔ ان کے علاوہ قن سور (سینسر) لوگ تھے۔ جن کا یہ کام تھا کہ تمام اہل مالگذاری کی تشخیص کریں اور ہر باشندہ شہر کے مرتبہ اور اُس کے پولٹکل حقوق کو متعین کریں۔ ایک عامل نیز مرکانہ ہوتا جو کوئسٹور کہلاتا۔

ڈاٹس (کنیڈی ڈیٹ) کہلاتے جو لفظ کان ڈی ڈوس سے نکلا ہے جس کے معنی سفید کے ہین مجلس حکام کے ممبرون کے طوغہ مین ایک ارغوانی رنگ کی چوڑی دھاری ہوتی - اور وہ طوغہ جسے کانسل لوگ بڑے مہتم بالشان موقعون پر پہنتے وہ بالکل ارغوانی رنگ کا ہوتا اور اُس پر پرتکلف کارچوبی کام بنا ہوتا -

ہر رومی شخص کے دو نام ہوا کرتے - پہلا اُس کا ذاتی و شخصی نام اور دوسرا سر نیم یعنی وہ نام جس سے اُس کا خاندان اور گھرانا مراد ہوتا - اور اِس نام سے خاندان کے تمام زن و مرد بیٹیان بیٹے یاد کیے جاتے - لیکن عورتون کے لیے اُس نام مین علامت تانیث لگا دی جاتی - جیسے کارنی لیوس مردانہ نام ہے اور کارنے لیا زنانہ نام - بعض خاندانون مین اسی قسم کا ایک تیسرا نام بھی ہوتا جو کسی ایک مورث کے نام سے ماخوذ ہوتا -

---

فصل پنجم

روم کی اگلی لڑائیان (سنہ ۱۸ قبل محمد سے سنہ ۲۰ قبل محمد تک)

لطریقون اور پچھلے لوگون مین جو جو جھگڑے پیش آئے اور روم اور اطالیہ کی دوسری اقوام کے فی مابین جو لڑائیان ہوئین اُن کا تفصیلی بیان دشوار ہے - لہذا اِس موقع پر صرف اُن چند کہانیون کا بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے جو رومیون مین نہایت مشہور تھین - اور اسی کے ساتھ اُن چند نامون کو بھی ہم بتائے دیتے ہین جو شہرت سے روم مین پہلا یا عوام کا درجہ رکھتے تھے -

رومیون کی سب سے بڑی دشمن اُن کی پڑوس کی دو قومین تھین - ایک دوسی اور دوسری وے ری نین - ہر سال گرمیون کے موسم مین یا تو وہی قومین رومیون کے علاقہ پر چڑھائی کر دیتین اور یا رومی لشکر اُن کے علاقہ پر چڑھ جاتا - اور جس زمانہ مین یہ لڑائی چھڑتی ہوتی کسان لوگ جان بچانے کے لیے اپنے مویشیون کو پہاڑون پر ہنکا لے جاتے - دونون کے لشکر مرتب ہوتے اور لڑائی چھڑ جاتی حملہ کرنے والون کو اگر شکست ہو جاتی تو ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر کا راستہ لیتے اور اگر فتحیاب ہوتے تو حریف کے دار السلطنت کا محاصرہ کر لیتے اور چونکہ قلعہ شکنی کے آلات و اسلحہ کسی کے پاس نہ تھے - اِس لیے موسم سرما شروع ہوتے ہی محاصرہ اُٹھا لیا جاتا - اور لوگ اپنے

مین اُس کا کیا مرتبہ ہے۔ رومیون کا فوجی انتظام نہایت عمدہ تھا۔ اور رومی سپاہی اپنے شہر کے اندر چاہے کیسے ہی سرکش ہون مگر میدان جنگ مین اپنے افسرون کی پوری اطاعت کرتے۔ جو سردار فتح و نصرت کے پھریرے اُڑا کے واپس آتا اُسے اِم پراطور کا خطاب ملتا جس کے معنی حکمران فوج کے ہین۔ اور جب وہ غانم و سالم واپس آتا تو ایک رتھ مین بیٹھ کے شہر مین داخل ہوتا۔ پھولون کا تاج اُس کے سر پر ہوتا۔ اور اُس کی فوج جلوس کے طریقہ سے ہمراہ ہوتی۔ مال غنیمت بھی نمایان طور پر جلوس کے ساتھ نکالا جاتا۔ اور قیدی اور مفتوح ملکون کے اسیر طوق و سلاسل مین جکڑے ہوئے اُس کے ہمراہ نکالے جاتے۔ جس وقت یہ جلوس شہر مین داخل ہوتا مندرون کے دروازے کھول دیے جاتے۔ سڑکون پر برابر سلسلہ وار ہار اور بندھنوار لٹکتے ہوتے۔ عام لوگ عید مناتے۔ اور ارکان مجلس حکام فتحیاب افسر کو جوپیٹر کے مندر مین لے جاتے جہان جاتے ہی ایک سفید بیل بھینٹ چڑھایا جاتا تھا۔ اس قسم کا باشان و شکوہ داخلہ رومیون مین ٹرائمف کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا۔ اور انسان کے لیے سب سے بڑی عزت تصور کیا جاتا۔ لیکن اکثر اوقات اس کا خاتمہ اِس پر ہوتا کہ جو ناشاد و بدنصیب قیدی لائے جاتے دار السلطنت رومۃ الکبریٰ مین آپ اپنی بدنصیبی کا تماشا بننے کے بعد قتل کر ڈالے جاتے۔ اور یہ ایک ایسی توہین تھی کہ اکثر شاہی خاندان کے اسیرون نے بعوض اِس کے کہ اِس جلوس مین نکلین اور رومی ٹرائمف کی اِس ذلت کو برداشت کرین جان دے دینا گوارا کر لیا اور خودکشی کر لی۔

رومیون کا وہ خاص لباس جسے سوا شرفاے شہر کے اور کوئی نہ پہن سکتا یہ تھا کہ ایک لمبی ڈھیلی ڈھالی اور چُنٹ دار گون جو طوغہ کہلاتی۔ یہ عموماً سفید رنگ کی ہوتی۔ مگر اس پر ارغوانی رنگ کی گوٹ لگی رہتی تھی۔ نوعمر لڑکے ایک لمبا ڈھیلا کوٹ پہنتے اور ایک سنہرا تعویذ جو بُلّا کہلاتا اُن کی گردن مین لٹکتا ہوتا۔ جب وہ اپنی عمر کے سترھوین برس کو پہنچتے تو ایک خاص تقریب کی جاتی جس مین اُن کی گردن سے وہ بُلّا دور کیا جاتا اور اُنھین بڑون کا لباس یعنی طوغہ پہنایا جاتا۔ اِس تقریب مین بڑی دھوم دھام کی جاتی تھی۔ جن لوگون کو خواہش ہوتی کسی عہدے کے لیے منتخب ہون اپنے طوغہ پر کھریا مل لیتے اور اِس وضع سے عام لوگون کے گھرون مین جا کے اُن سے ووٹ طلب کرتے۔ اور اسی کھریا ملنے کی وجہ سے وہ لوگ کانڈیڈ

بچ گیا اس لیے کہ وہ اُن دنوں روم میں تھا۔ اور اکیلا وہی تھا جو فابیوس خاندان کا وارث تھا۔
پہلے ہی لوگ پولٹکل قوت حاصل کرنے کے لیے ہمیشہ جھگڑے پیدا کیا کرتے تھے اور [illegible]
ہمیشہ اس کوشش میں لگے رہتے تھے کہ اُنھیں دابیں اور اُبھرنے نہ دیں۔ اتفاقاً ایک معمر
سن رسیدہ پطریق لوقیوس کے بڑے بیٹے نے کسی پلیبی شخص کو مار ڈالا اور [illegible] جان
لے کے ملک سے بھاگ گیا۔ اس جرم کا تاوان اس کے خاندان پر جو مقرر کیا گیا اُس کی
مقدار اس قدر زیادہ تھی کہ اس کے ادا کرنے کے بعد اس معمر پطریق کے پاس [illegible]
زمین کے ایک کھیت کے کچھ باقی نہ رہا۔ انھیں دنوں اطراف کے والوں نے روم پر حملہ
کر کے اُن کی حالت ایسی نازک کر دی تھی کہ اُنھیں مجبوراً ایک ڈکٹیٹر مقرر کرنا پڑا
اور اس خدمت پر وہی بوڑھا پطریق مامور ہوا۔ اس لیے کہ اس سے پہلے بھی وہ ایک
بار اس خدمت کو بڑی قابلیت کے ساتھ انجام دے چکا تھا۔ سرکاری لوگ جو اُسے اس
تقرر کی خبر دینے کے لیے بھیجے گئے تھے جب اُس کے سامنے پہنچے ہیں تو اُسے اس حال میں
پایا کہ اپنے کھیت میں ہل چلا رہا تھا۔ اپنے تقرر کی خبر سنتے ہی بیوی سے چلا کے کہا "میرا
طوغہ تو لانا" پھر ہاتھوں سے مٹی دھوئی۔ اور طوغہ پہن کے سرکاری آدمیوں کے ہمراہ شہر
روم الکبریٰ کی راہ لی جہاں مجلس حکام سرکاری طور پر اُس کا استقبال کرنے کے لیے تیار تھی۔
اور ۲۴ لکٹر (سزا دینے والے) اُس کی فرمان برداری کے لیے ادب سے کھڑے ہوئے
تھے لوقیوس یہاں پہونچتے ہی فوج کا سردار بن گیا۔ اور آل غی دائس کی پہاڑی پر دشمنوں
سے مقابلہ کر کے اُنھیں پوری شکست دے دی۔ ۱۶ دن تک ڈکٹیٹر کی خدمت بجا
لانے کے بعد اُس نے اس معزز عہدے سے استعفا دے دیا۔ اور اپنے غریبانہ جھونپڑے
میں واپس جا کے پھر اُسی طرح ہل جوتنے لگا۔

اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد اُس کے بیٹے نے چند سرکش لوگوں کو لا کے روم پر
حملہ کیا۔ لیکن گرفتار ہو گیا۔ اور بغاوت کے جرم میں اس قدر پیٹا گیا کہ پٹتے پٹتے مر گیا۔ مگر لوقیوس
نے پلیبی لوگوں کی زیادتی ہرگز معاف نہ کی کیونکہ اُن کا بیٹا اُنھیں لوگوں کی وجہ سے جلا وطن ہوا
تھا۔ اور اس کے بعد جب تیسری بار ڈکٹیٹر مقرر ہوا تو لوگ کہتے ہیں کہ پہلی حکومت

شہر سے واپس چلے آتے۔

ایک لڑائی مین جو وولس کی لوگون سے ہوئی تھی۔ رومیون نے اُن کے شہر کوریولی پر قبضہ کر لیا۔ اور یہ کامیابی ایک بہادر نوعمر بطریق کی شجاعت کا نتیجہ تھی جس کا نام قیوس مارقیوس تھا۔ اور بہادری کے صلہ مین اُسے کوریولانوس یعنی "بہادر کوریولی" کا خطاب دیا گیا۔ یہ افتخار حاصل ہوتے ہی غرور سے اُس کا دماغ ایسا الٹ گیا کہ چند ہی روز بعد اُس سے اور مجسٹریٹون سے جھگڑا ہوا جنھون نے اپنے اقتدارات سے کام لے کے اُسے جلاوطن کر دیا۔ اُس کے حق مین روم والون نے ناانصافی کی تو اُسے ایسا طیش آیا کہ وطن و قوم کو خیرباد کہہ کے وولس کی لوگون سے مل گیا۔ اور اُن کا سپہ سالار بن کے رومیون پر چڑھ آیا۔ روما الکبریٰ پر اُس کی اس قدر ہیبت چھائی کہ رومیون کو جب سب طرف سے مایوسی ہوئی تو قائیس اُس کی ماں اور جورو کے سامنے جا کے التجائی جنھین قیوس فلاکت و نکبت اور نہایت کسمپرسی کی حالت مین چھوڑ گیا تھا۔ وہ دونون عورتین رومیون کی التجا سے متاثر ہو کے لشکرگاہ مین آئین اور ماں نے جس کا نام ولوریہ تھا بیٹے کے سامنے ایسے پُرجوش و پُرزور الفاظ مین گفتگو کی کہ بیٹے نے ماں کا کہنا مان لیا۔ اپنا انتقام لینے کے ارادے سے باز آ گیا۔ اور وولس کی لوگون کو چھوڑ کے چلا گیا۔ پھر اس کے بعد اُس کی نسبت نہین معلوم کہ کیا ہوا۔ بعض لوگون کا بیان ہے کہ وولس کی لوگون ہی نے اُسے مار ڈالا کیونکہ انھین بیچ ادھڑ مین چھوڑ کے چلا گیا تھا اور بعض کا خیال ہے کہ اُس نے باقی ماندہ زندگی جلاوطنی اور خوشی مین بسر کی۔

دوسری دشمن قوم ویے مین طس لوگون کی دست بُرد سے بچنے کے لیے رومیون نے اپنی سرحد پر کریمرا قلعہ تعمیر کیا تھا۔ اور سیزو فابیوس جو ایک خاندان بطارقہ کا سرغنہ تھا اپنے کونسل ہونے کا زمانہ پورا کر کے وہان کا قلعہ دار مقرر ہوا۔ اور پروکونسل کا اُسے خطاب دیا گیا۔ اُس کے سارے جتھے والون نے اُس کی پوری مدد کی۔ اور اپنی خدمت کو وہ بڑی بہادری و ناموری سے بجا لایا۔ لیکن ۴۷۷ قبل مسیح مین دشمنون نے اِس طرح اچانک اُس پر یورش کی کہ اُس کا کچھ زور نہ چل سکا۔ اور تمام فابی خاندان والون کے ساتھ جن کی تعداد ۳۰۶ آدمیون کی تھی قتل کر ڈالا گیا۔ اس ہنگامہ مین فابی نسل کا بالکل خاتمہ ہو گیا تھا۔ صرف ایک ننھا بچہ اتفاقاً

دی جائے کہ جدا ہوتے وقت اپنی نور نظر کو ایک بار گلے سے لگالون - یون اجازت حاصل کر کے بیٹی کے گلے مین پیار سے باہین ڈال دین اور گلے لگاتے ہی لگائے اُسے ایک طرف بڑھائے گیا جہان ایک قسائی کی دُکان تھی - یہان پہونچ کے اُس نے ورجی نیا کی اشکبار آنکھین پونچھین پھر اُس کا ایک بوسہ لیا - اور کہا میری پیاری بچی اب تجھے کوئی تدبیر بے عزتی سے نہین بچا سکتی - بس اب یہی رہ گیا ہے کہ ---" اتنا کہتے ہی جھپٹ کے دُکان سے چھری اُٹھائی - اور ایک چشم زدن مین اُس کے نازک سینہ مین بھونک دی - ورجی نیہ تو یہ کاری زخم کھا کے اُسی جگہ ڈھیر ہو گئی - مگر اُس کے دم توڑتے ہی ہنگامہ اور بلوہ ہو گیا - اور عوام کی برہمی و برافروختگی یہان تک بڑھی کہ اپیس نے بڑی مشکل سے بھاگ کے اپنی جان بچائی اور سنیٹ یعنی مجلس حکومت نے مجبور ہو کے ڈسمویرون کے تقرر کا سلسلہ ہی موقوف کر دیا - پُرانا نظام سلطنت پھر جاری ہوا جس مین پہلے بی لوگون کو زیادہ حقوق دیے گئے - یہ واقعہ ۱۲۳ء قبل محمد کا ہے

فصل ششم

گالیا والے ایطالیہ مین (۱۰۲۲ء قبل محمد سے ۹۴۰ء قبل محمد تک)

ایطالیہ کے شمال جانب سلسلۂ کوہ الپائن کے حوالی مین جو سرزمین واقع ہے اُس مین قدیم الایام مین کلٹک قوم آباد تھی - مگر ٹیوٹن قوم اُس سے بھی زیادہ زبردست ثابت ہوئی کیونکہ ٹیوٹن لوگون کے دبانے سے کلٹ لوگ رفتہ رفتہ پیچھے ہٹتے اور بحر خزر کے اطراف کو چھوڑ چھوڑ کے مغربی یورپ کی جانب کھسکتے جاتے تھے -

اِن کلٹ لوگون کے خط و خال ایک ہی طرح کے تھے سب ایک ہی زبان بولتے تھے - ایک ہی قسم کے اسلحہ استعمال کرتے تھے اور ایک ہی وضع کے کپڑے پہنتے تھے اور بحر اٹلانٹک کے پہاڑون اور اُس کی دلدلون مین آج بھی اُن کی نسل اپنی بہت سی پُرانی باتون پر قائم ہے گائل ہون یا گال یگیلے شین ہون یا ولش - بیلجی ہون یا آسمری سمارین ہون یا گیترین اور نیز برٹن (برطانی) سب وہی کلٹ لوگ ہین جنھون نے مختلف مقامات مین رہ کے مختلف نام حاصل کر لیے ہین - یہ سب ایک ہی جڑ کی شاخین ہین اور ایک ہی سرچشمہ سے نکلے ہین - کالی آنکھین - سیاہ

اُس نے یہ ناجائز فائدہ اُٹھایا کہ تین سو کی شمنوں کو سزا دینے کا حکم دیا۔

بطریقون اور پلیبی لوگون کا جھگڑا بڑھتے بڑھتے یہان تک ترقی کر گیا کہ آخر تمام لوگون کو مجبوراً اس بات پر اتفاق کرنا پڑا کہ قانون مروجہ مین کچھ ردو بدل کیا جائے۔ چنانچہ دسم ویرنام ایک نیا عہدہ قائم کیا گیا اور اس عہدہ کے دس آدمی شہر مین مامور ہوئے جن کے ہاتھون مین سلطنت کے بہت وسیع اقتدارات دے دیے گئے۔ لیکن تھوڑے زمانہ کے بعد آپیوس قلاودیوس نام ایک دسم ویر کی شہر یر النفسی اس عہدے کے توڑ دیے جانے کی باعث ہوئی۔

یہ شخص ایک دن فورم (چوک) کے اجلاس مین بیٹھا مقدمات فیصل کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک نہایت حسین و پری جمال اور نازک اندام و گلبدن لڑکی گذری جس کا سن پندرہ برس کا تھا اور ورجی نیا کے نام سے مشہور تھی۔ فورم کے پہلو ہی مین ایک معمولی حیثیت کا مکان تھا جو مدرسہ کا کام دیتا تھا۔ اُسی مین لکھنے پڑھنے کی تعلیم پانے کے لیے یہ لڑکی روز جاتی اور دسم ویرن کے اجلاس کے سامنے سے گذرا کرتی تھی۔ آپیوس اُس لڑکی کی صورت دیکھتے ہی فریفتہ ہو گیا۔ اور اُس پر قابو پانے کے لیے یہ تدبیر نکالی کہ اپنے ایک ماتحت سے دعویٰ کرا دیا کہ ورجی نیا میری لونڈی کی بیٹی ہے اور بچپن مین پالنے کے لیے ورجی نیوس (ورجی نیا کے باپ) کی بی بی کے حوالہ کر دی گئی تھی۔ اس بدمعاشی کے دعوے کی بنا پر غریب ورجی نیا مدرسہ کو جا رہی تھی کہ راستہ مین پکڑ لی گئی۔ بیکس لڑکی نے گرفتار ہوتے ہی رونا پیٹنا شروع کیا۔ اتفاقاً اُس کی چیخون کی آواز اُس کے منگیتر اتیلیوس اور اُس کے چچا نیومیطریوس کے کانون تک پہونچی جو اُس کی مدد کو دوڑے آئے۔ اُسے غاصبون کے ہاتھ سے چھین لیا اور اُس کے باپ ورجی نیوس کو خبر کی جو سنٹوریَن یعنی ایک سو سپاہیون کا افسر تھا۔ اور شہر سے باہر لشکرگاہ مین رہتا تھا۔ اس مقدمہ کی پیشی کے لیے ایک دن مقرر ہوا اور اُس تاریخ اگرچہ اس بات کی بہت ہی صاف اور کافی شہادت گذری کہ ورجی نیا ورجی نیوس ہی کی بیٹی ہے لیکن آپیوس اور اُس کے ساتھی ایک دوسرے دسمویر نے یہی فیصلہ کیا کہ یہ لڑکی اُس جھوٹے مدعی ہی کی ملکیت ہے۔ ورجی نیوس جب بالکل مایوس ہوا اور اُسے یقین ہو گیا کہ اب میری پیاری بیٹی مجھ سے چھنی ہی جاتی ہے تو عدالت سے التجا کی کہ "اچھا مجھے اتنی اجازت

۳۶۲ قبل محمد میں گال لوگوں نے اپنے سردار برن نوس کے زیر علم مملکت ایطالیہ پرچڑھائی کر دی۔ برن نوس نام رومیون کا رکھا ہوا ہے۔ کلٹک زبان مین "بران" پادشاہ کو کہتے تھے اور چونکہ یہ سردار رومیون کے نزدیک اُن کا بادشاہ تھا اس لیے اُنھین لی زبان کے لفظ بران مین تصرف کرکے اُسے برن نوُس کہنے لگے۔ ایطالیہ پر چڑھائی کرتے ہی گال لوگ سارے علاقۂ اتروریہ مین پھیل گئے۔ رومی اپنا لشکر مرتب کرکے اُن کے مقابلہ کو روانہ ہوئے۔ الگر دریا سے آلیہ کے کنارے ایسی سخت شکست کھائی کہ فقط چند گنتی کے رومی زندہ بچ کے گھر آئے اور شکست کی خبر ہم وطنون کو پہونچائی۔ لیکن دشمن بھی بڑی تیزی سے اُن کا تعاقب کرتے چلے آتے تھے اپنے شہر کی پوری شہرپناہ کی حفاظت کرنا رومیون کو غیرممکن نظر آیا اور سوا اس کے کچھ نہ ہو سکا کہ جو لوگ توانا و تندرست تھے اور دل کے مضبوط تھے وہ کیٹیل یعنی روم کے قلعہ مین پھاٹک بند کرکے بیٹھ رہے اور جلدی ہی مین جو کچھ رسد فراہم ہو سکی جمع کر لی۔ ان لوگون کے سوا جتنے رومی شہر مین رہ گئے تھے وہ یا تو جان بچانے کے لیے بھاگ کھڑے ہوئے یا زندگی سے ہاتھ دھو کے گھرون مین بیٹھ رہے اور موت کا انتظار کرنے لگے۔

ان انتظامات کے لیے اُنھین تھوڑا ہی موقع ملنے پایا تھا کہ دوسرے دن دشمن آپہونچے۔ بے روک شہر مین گھس گئے۔ گلی کوچون مین پھیل گئے۔ اور ہر طرف لوٹ مار شروع کر دی لوٹتے مارتے ہوئے جب وہ فورم مین پہونچے جہان رومیون کے سینیٹ کا اجلاس ہوا کرتا تھا اور جہان حکام مقدمات فیصل کیا کرتے تھے تو اُنھین عدالت کے مکان مین یہ تماشا نظر آیا کہ اُنسی بڈھے (ارکان سنیٹ) اپنی حکمرانی کی کرسیون پر بیٹھے ہوئے ہین۔ سفید اور ارغوانی کپڑے اُن کے بدن مین ہین۔ لمبی سفید ڈاڑھیان ناف تک لٹک رہی ہین۔ اور ہاتھی دانت کے عصائے حکمرانی سب کے ہاتھون مین ہین۔ وحشی گال انھین دیکھ کے سکتے مین آ گئے۔ ایک لمحہ تک خاموش کھڑے ہوئے حیرت کے ساتھ اُن کا تماشا دیکھتے رہے۔ ان بوڑھے لوگون کا وقار و رعب اور اُن کی وضع و قطع دیکھ کے دم بخود رہ گئے۔ اور آخر اُن مین سے ایک نے قدم بڑھا کے اپنے قریب والے بڈھے (رکن سینیٹ) کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگایا۔

یا سرخ بال - بے باک اور جلد باز - مزاج کے جنگجو - طبیعت پر قابو رکھنے میں بیتاب و بے صبر اور صلح جوئی کے معاملات کے لیے ناموزون اُن کے عام خصائص ہیں - اور یہ ایسی باتیں ہیں جن میں یہ لوگ ابتدا ہی سے متاثر چلے آتے ہیں - ان دنوں وہ ویلش یا گالی زبان میں گفتگو کرتے تھے - مختلف رنگوں کی بنی ہوئی گدڑی جو جبہ کی وضع کی ہوتی اُن کا قومی لباس تھی - اور وحشیانہ قطع کی دو دھاری تلوار اُن کا ہتھیار تھی - ایک مجہول الکنہ خدا پر اُن کا ایمان تھا - جس کی پرستش کے لیے وہ بت خانے بناتے اور اُن میں بڑے بڑے پتھروں کو عجیب و غریب طریقوں سے مرتب کر کے رکھتے - اُس کی مرضی انھیں اس طریقہ سے معلوم ہوتی کہ اُن کے مقتداؤں کو جو ڈرؤئڈ کہلاتے تھے الہام ہوا کرتا -

یہ گال لوگ جنھیں اس لقب سے پہلے پہل رومیوں نے یاد کرنا شروع کیا کوہستان ایلپس سے نکل کے آئے - علاقہ اٹرسکہ پر یورشیں کرنے لگے - اور وہاں کی قوموں سے لڑائی ٹھان دی - انھیں کے کمزور کرنے سے اٹرسکہ والے اس قدر کمزور ہو گئے کہ دوسری طرف سے اُن پر رومیوں نے یورش کی - اور انھیں دبا کے اتنی بڑی نمایاں فتح حاصل کر لی کہ ویسی فتح اس سے پہلے رومیوں کو کبھی نہیں حاصل ہوئی تھی - چنانچہ ۳۹۶ سنہ قبل مسیح میں رومیوں کے ڈکٹیٹر سپہ سالار لوقیوس فیوریس کامل لوس نے حملہ کر کے شہر وائی پر قبضہ کر لیا اس کے بعد لوقیوس کا داخلہ روم میں نہایت ہی شان و شوکت اور دھوم دھام سے ہوا - اُس کی بگھی کو نقرہ گھوڑے کھینچ رہے تھے - اور سرخروئی کے اظہار کے لیے اُس کے منہ پر ارغوانی رنگ پھیر دیا گیا تھا - کیونکہ دیوتاؤں کا جلوس نکالتے وقت دیوتاؤں کے چہرے بھی ارغوانی ہوا کرتے تھے - اُس کے اس ٹرائمف (داخلۂ روم) کے وقت تو سب لوگوں نے خوشیاں منائیں مگر وہ بذات خود نہایت ہی آشفتہ مزاج افسر تھا - چنانچہ چند ہی روز میں اُس نے سپاہیوں کو ستانا شروع کر دیا - عوام روم نے برہم ہو کے اُس سے وائی کی مہم اور فتح کا حساب طلب کیا - اور ملزم ٹھہرا کے اُسے جلا وطنی کی سزا دلوا دی - وطن چھوڑتے وقت اُس نے رقت قلب سے دعا کی کہ "خدایا! میرے ناشکر گزار ہم وطنوں کو میری قدر بہت جلد معلوم ہو جائے" اور واقعی اُس کی یہ آرزو بہت جلد پوری ہوئی -

رات کے اندھیرے مین اوپر چڑھ جائین اور روم کے قلعہ پر اچانک جا پڑین - یہ لوگ بڑی مشکلون سے چڑھ کے اوپر پہونچ گئے تھے اور قلعہ کوہ کے قریب تھے کہ قازون اور بطخون نے جو دیوی جونو کے مندر پہ چڑھی ہوئی تھین بھڑک کے شور کرنا شروع کیا اور ان کے غل مچانے سے مرقس مین لیوس جو ایک سال پہلے کانسل کی خدمت پہ مامور تھا جاگ پڑا - روم ہی ان قازون کو کھا کے کب کے فراغت کر چکے ہوتے - مگر ایک دیوی کی نذر ہونے کے باعث بچ رہی تھین - مرقس فوراً لپک کے اس مقام پر آیا - اور عین وقت پر پہونچ گیا - کیونکہ ایک گالیا والا خطرناک چڑھائی ختم کر کے اوپر آ پہونچا تھا جسے اس نے الٹا ڈھکیل دیا - اب قلعہ کے اور سپاہی بھی اس کی مدد کو آ گئے - اور قلعہ گالیا والون کی دست برد سے بچ گیا -

اب گالیا والے محاصرہ مین پڑے پڑے اکتا گئے تھے - اور آخر کار انھین گوارا کرنا پڑا کہ رومی لوگ تاوان کی رقم ادا کر کے اپنے شہر پر قابض رہین - مطلوبہ رقم تاوان تولی جا رہی تھی کہ کسی رومی نے شکایت کی کہ گالیا والون نے ہم پر نا انصافی سے یہ بوجھ ڈال دیا ہے - یہ سنتے ہی گال لوگون کے سردار برن نوس نے طیش مین آ کے اپنی تلوار بھی بٹ ہی وزنی تھی ترازو کے پلڑے مین ڈال دی - اور کہا "کمبخت و بدنصیب ہے وہ جو مغلوب و پامال ہو گیا ہوا!" مگر اس کے اس غرور کا بہت جلد خاتمہ ہو گیا - کیونکہ اب کامل لوس اپنے لشکر کو جمع کر کے آ پہونچا تھا - اس نے آتے ہی دشمنون پر حملہ کر دیا - اور انھین ایسی پوری شکست دے دی کہ وہ رقم بھی چھین لی جو تاوان مین دی گئی تھی - اور برن نوس ناکام و نامراد اپنی پہاڑیون مین واپس چلا گیا -

اس کے جانے کے بعد اہل شہر نے اپنی پوری لیاقت و قابلیت صرف کر کے شہر روم کو از سر نو تعمیر کیا - لیکن اس کے گرد کی سنگی شہر پناہ اس کے بہت دنون بعد قائم کی جا سکی - اب اس نئی تعمیر کے وقت سڑکین پہلی سڑکون سے تنگ بے قاعدہ اور تکلیف دہ رکھی گئی تھین اس کے علاوہ انھون نے دریا کے گھاٹون اور پانی کے فراہم کرنے کے مقامون کا بھی لحاظ نہین رکھا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر روم کی صحت بمقابل سابق کے بگڑ گئی -

اب ایک بڑی بھاری رقابت و عداوت کامل لوس اور مرقس مین لی نوس کے درمیان

دیا اور امر کو معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ زندہ آدمی ہے یا بیجان مورت - اس وحشی گال کی یہ گستاخی دیکھتے ہی اس بڈھے نے اپنی عصاے سلطنت سے اُسے مارا جس کے حرکت کرتے ہی گویا ایک طلسم ٹوٹ گیا - اور گال کے وحشیون نے چارون طرف سے زغنہ کر کے قتل کرنا شروع کردیا - اور تھوڑی دیر میں یہ سب بڈھے مارڈالے گئے -

شہر روم بالکل لوٹ لیا گیا - مکانات اور شوالون مین آگ لگادی گئی - وہی کھنڈر جن مین دھوان اٹھ رہا تھا اُن کے درمیان مین گال لوگون نے اپنا کیمپ قائم کیا - اور انھین کھنڈرون کے ڈھیرون سے وہ راستہ پہچاننے کا کام لیتے تھے - لیکن ابھی تک وہ چھوٹا رومی لشکر جو قلعہ بند ہو کے بیٹھ رہا تھا اپنی جگہ پر استقلال سے قائم تھا - مگر مقابلہ کرنے یا باہر نکلنے کی اُن کو بھی جرأت نہ ہوسکتی تھی - اب قحط و فاقہ زدگی نے اُن کے حوصلہ پست کر دیے تھے - اور کوئی صورت فلاح نہ نظر آتی تھی کہ کلیتہً نا اُمید ہوجانے کے بعد اُنھین ایک صورت امید نظر آئی -

ایک رات کو یکایک اُن کے پاس ایک نوعمر رومی آیا جس کا نام پان طیوس کومی نوس تھا - یہ دریاے طبیر کو پیر کے - گالیا والون کے لشکر گاہ مین سے گذر کے - اور تارپیہ کی پہاڑی پر چڑھ کے (جو امر کہ اس وقت تک غیر ممکن تصور کیا جاتا تھا) قلعہ والون کے پاس پہونچا تھا - وہ یہ خبر لایا تھا کہ کامل لوس جو جلا وطن کیا گیا تھا اس بات کا منتظر ہے کہ روم کی سنیٹ اسے فرار شدہ رومیون کا سردار تسلیم کرے - اگر اُس کے ساتھ اتنی رعایت کی گئی تو وہ اُن سب لوگون کو ساتھ لے کے آپ کے بچانے کی تدبیر کرے گا - یہ مژدہ سنتے ہی بقیۃ السیف ارکان سنیٹ نے جھٹ پٹ جمع ہو کے کامل لوس کو شہریت کے حقوق پھر عطا کیے یعنی اُس کی جلا وطنی کا حکم منسوخ کیا - اور اُسے ڈکٹیٹر کی خدمت پر مامور کر دیا - یہ فیصلہ کرا کے پان طیوس نے شہر ویائی مین جا کے کامل لوس کو خوش خبری سنائی اور وہ حمایت وطن کی تدبیرون مین مشغول ہوا -

اس محب وطن قاصد کے واپس جانے کے بعد گالیا والیون نے دیکھا کہ قلۂ کوہ تارپین کی جھاڑیاں جا بجا سے پھٹی ہوئی ہین گھانس روندی ہوئی ہے جس سے پتہ چلتا تھا کہ ادھر سے ہو پر چڑھ کے کوئی گیا ہے اور اُنھین خیال ہوا کہ اس طرف سے چڑھ کے قلعہ پر قبضہ کیا جا سکتا ہے - وربرن نوس نے کوہ آلپس کے پہاڑی لوگون کی ایک زبردست جماعت کو اس کام پر مامور کیا کہ

پانچ سو ایکڑ سے زیادہ زمین اپنے قبضہ مین رکھے۔ تاکہ کسی شخص کی قوت اعتدال سے زیادہ نہ بڑھنے پائے۔

فصل ہفتم

پرہوس کی چڑھائی (سنہ ۹۸ قبل محمد سے سنہ ۴۲۱ قبل محمد تک)

گالیا والون کے حملون نے اٹرس کا والون کو اس قدر حقیر و پامال کر دیا تھا کہ رومیون نے بڑی آسانی کے ساتھ اُنھین مغلوب و مقہور کرکے اپنا مطیع فرمان بنا لیا۔ لیکن اُن کے جنوب کی طرف جنگجو اور بہادر قومین آباد تھین جن مین سامنی لوگون کو سب پر فوقیت حاصل تھی۔ اُن سے رومیون سے مدت دراز تک لڑائیان ہوتی رہین۔ جن مین بڑے بڑے سخت معرکہ پیش آئے۔

ایک بار اُن کے ہاتھ سے رومیون نے بڑی بھاری زک اُٹھائی۔ خود ہی چڑھ کے گئے تھے مگر وہان دشمنون کے نرغے مین پھنس گئے۔ کوہ اپی نائن مین ایک تنگ گھاٹی تھی جو کہ "کوڈن فورکس" کہلاتی تھی اور اُس کی کچھ ایسی حالت تھی کہ وہان سے نہ آگے بڑھنا ممکن تھا اور نہ پیچھے ہٹنا۔ اِس گھاٹی کے جال مین رومی پھنس گئے اور کوئی تدبیر بتائے نہ بنی۔ الغرض اُنھین مجبور ہونا پڑا کہ سامنی لوگ جو شرطین پیش کرین اُنھین چار و ناچار قبول کرین۔ اُنھین مجبور دبے دست و پا دیکھ کے سامنی لوگون نے بوڑھے عقلمند سپہ سالار پانطیوس ہرن نیوس سے پوچھ بھیجا کہ اب کیا شرائط پیش کیے جائین؟ اُس نے پہلے تو یہ صلاح دی کہ سارے رومیون کو چھوڑ دو تاکہ آزادی سے اپنے گھر چلے جائین۔ سامنی لوگون نے اس مشورہ کے قبول کرنے مین عذر کیا اور پھر اُس کی رائے پوچھی تو اُس نے کہلا بھیجا "اگر میری پہلی رائے تمھین پسند نہین ہے تو پھر سب کو قتل کر ڈالو۔ اور خیال رکھو کہ ایک بھی بچ کے گھر نہ جانے پائے۔" ان دو متضاد رایون پر سامنی لوگون کو حیرت ہو گئی اور اُنھون نے اُس سے اختلاف رائے کا سبب پوچھا تو اُس نے کہا "میری پہلی رائے اس بنا پر تھی کہ بغیر کوئی تاوان یا نذرانہ لیے ہوے تم اُن کو چھوڑ دوگے تو آپ کو اپنا احسان مند بنا لوگے۔ ایک

مین پیدا ہو گئی۔ کامل لوس کو تو یہ دعوی تھا کہ اُسنے گالیا والون کو شکست دی تھی - اور مین
لی نوس کو یہ زعم تھا کہ اُس نے قلعۂ روم کو بچایا تھا اور اس بہادرانہ خدمت کے صلہ مین کیپی
ٹولینوس کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا - یہ دونون اپنے آپ کو اعلیٰ درجہ کا معزز تصور کرتے
تھے - اور دونون مین سے ہر ایک سمجھتا تھا کہ گالیا والون سے روم کو ہم ہی نے بچایا ہے اور
اُس کا روادار نہ تھا کہ یہ ناموری اُس کے حریف کی جانب منسوب کی جائے - کامل لوس ہمیشہ
سے سارے بطارقہ مین زیادہ مغرور و متکبر سمجھا جاتا تھا - اور امارت کا حامی تھا - اُس کی
خلاف مین لی نوس نے اپنے تعلقات پلے بی لوگون سے بڑھا لئے - اس کی ابتدا تو اُس نے
رحم دلی و عام ہمدردی کے طریقہ سے کی - لیکن چند ہی روز مین جوش رقابت سے اپنے اغراض حاصل
کرنے کے لیے وہ پھوٹ ڈالنے پر آمادہ ہو گیا - بلکہ اپنے مقصد سے بھی کسی قدر آگے بڑھ گیا -
اس کی یہ حالت دیکھ کے سارا گروہ بطارقہ اُس سے نفرت کرنے لگا - کیونکہ وہ سمجھے کہ مین لی نوس
اب ہمارے گروہ سے نکل گیا ہے - بطارقہ کے دشمن ہو جانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ مین لی نوس یعنی وہی
شخص جس نے قلعۂ روم کو زبردست دشمنون سے بچایا تھا - جس نے آٹھ مرتبہ اہل شہر کو موت
کے چنگل سے رہائی دلائی تھی - دو بار ایک محصور شہر کی دیوارون پر سب سے پہلے سیڑھی لگا
کے چڑھ گیا تھا - اور جس کی فیاضی کا یہ حال تھا کہ چار سو قرضدارون کو اپنے پاس سے روپیہ
دے کے قرض خواہون کی غلامی سے آزادی دلائی تھی - اُسی شخص کی نسبت یہ حکم جاری کیا
گیا کہ کوہ تارپین کی چوٹی پر لیجا کے وہان سے نیچے پھینک دیا جائے - اور اُسی شہر نے جہان
کبھی اُسے سب سے زیادہ عزت و عظمت حاصل تھی اُس کا نام اس قدر حقارت کے ساتھ یاد کیا
جانے لگا کہ حکم تھا خاندان مین لی نوس کے کسی لڑکے کا نام مرکس نہ رکھا جائے -

روم مین معمول تھا کہ ایک گروہ کو جب کوئی نمایان فتح حاصل ہوتی تو فوراً ویسی ہی ایک
فتح دوسرے گروہ کو بھی حاصل ہو جاتی - سنہ ۳۳۸ قبل محمد مین قیوس لی ثی نیوس نے جو کہ برسر حکومت تھا
اہل روم مین خاص قوانین جاری کیے جن کا بعد کے سلسلۂ واقعات پر بڑا اثر پڑا - یہ قوانین جو لی ثی ان قوانین کہلاتے
تھے اُن مین ایک خاص بات یہ تھی کہ اُن کی رو سے روم کے دو کانسلون مین سے ایک کے لیے جائز تھا کہ پلے بی
لوگون مین سے منتخب کیا جائے اور دوسرا یہ قانون تھا کہ کسی رومی کے لیے چاہے کوئی ہو یہ ناجائز تھا کہ

تو اُنھون نے اپایرس کے یونانی تاجدار پیرہوس سے کمک مانگی۔

سکندر اعظم کی مان اُلم پیا کے ہم نسب ہونے کے باعث یہ پیرہوس سکندر کا قریبی رشتہ دار تھا۔ اُس کا باپ مار ڈالا گیا تھا۔ اور آبائی تخت کے بچپن ہی مین ہاتھ سے نکل جانے کے باعث اُس کی زندگی کا ابتدائی حصہ اور اُس کی جوانی سکندر کے سپہ سالارون کے دربارون اور یونانی لشکرگاہون مین بسر ہوئی تھی جہان رہتے رہتے اُس کے دل مین فقط اس بات کا شوق ہی نہین پیدا ہوا تھا کہ اپنے عزیز سکندر کی سی شہرت و ناموری حاصل کرے بلکہ نبرد آزمائی کے فنون مین اُس نے کمال بھی پیدا کر لیا تھا۔ پھر جب بطلیموس لاغوس کی مدد سے اپنا اپایرس کا آبائی تخت و تاج بھی حاصل ہو گیا تو اُس نے بحر ایڈریاٹک کے ساحل پر ایک پہاڑی کُنج کو آباد کر کے آدمیون اور دولت کے حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا۔ تاکہ اُن کے ذریعہ سے فتحین حاصل کرے۔ مگر باوجود ایسی الوالعزمیون کے وہ اتنا مستقل مزاج نہ تھا کہ اپنے کسی مقصد مین کامیاب بھی ہو سکتا۔ چنانچہ اُس کی ساری زندگی بڑی بڑی ناتمام مہمون کے ایک سلسلہ سے بھری ہوئی ہے۔

الغرض ٹارن ٹین لوگون کی درخواست اُس نے خوشی کے ساتھ قبول کر لی اور سوارون اور پیدلون کے ایک زبردست لشکر اور بیس ہاتھیون کے ساتھ ۲۸۰ قبل مسیح کے موسم گرما مین ایطالیہ کے جنوبی ساحل پر اُترا۔ سکندر کے بعد سے یونانی ہاتھیون سے لڑائی مین کام لینے لگے تھے جن سے پیشتر وہ بالکل ناآشنا تھے۔ دریاے سی ریس کے ساحل پر اُس سے اور رومیون سے ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ جس مین رومیون کے گھوڑے کوہ پیکر ہاتھیون کو دیکھ کے ایسے بھڑکے کہ میدان پرہوس ہی کے ہاتھ رہا۔ لیکن فتح کے ساتھ اُس کا نقصان بھی اِس قدر ہوا تھا کہ اُس نے دل مین خیال کیا کہ اگر ایسی ہی ایک بھی اور لڑائی ہوئی تو مین بالکل تباہ و برباد ہو جاؤن گا۔ چنانچہ اُس نے اپنی ہی طرف سے صلح کی تحریک کی۔ معاہدۂ صلح کی گفتگو کے لیے رومیون کی طرف سے جو سفیر اُس کی لشکرگاہ مین آئے اُن مین سب سے زیادہ معزز و باثر فیبرس (فبری) قیوس تھا۔ جو ایک سیدھا سادہ شخص اور پُرانے رومیون کی مستقل مزاجی کا ایک مکمل نمونہ تھا۔

زبردست قوم تمھاری دوست ہو جائے گی۔ اور ہمیشہ کے لیے تم مین اُس مین رابطۂ اتحاد قائم ہو جائے گا۔ لیکن جب تم نے اس رائے کو نہین قبول کیا اُن سے نفرت ہی کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ اور لڑائی پر آمادہ ہو تو پھر تمھارے مقاصد کے لیے یہی مناسب ہے کہ دشمنون کی جو بڑی اور زبردست جماعت تمھارے بس مین آ گئی ہے اُس مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑو۔ کیونکہ ان مین اُن کے بڑے بڑے بہادر ہین جو موقع پانے پر تمھاری دشمنی مین کوئی بات اُٹھا نہ رکھین گے۔ بیوقوف سامنی لوگون نے ان دونون راؤن مین سے ایک بھی قبول نہ کی۔ اور جو تجویز قرار دی وہ نہایت ہی ناعاقبت اندیشی اور لغویت کی تھی۔ اُنھون نے رومیون کو قتل تو نہین کیا۔ لیکن اُنھین ایسی ذلت مین مبتلا کیا جو اُن کی نظر مین موت سے بدتر تھی۔ بے بس رومی مجبور کیے گئے کہ ہاتھ ٹیک کے چوپائے بنین اس کے بعد وہ سب ایک گاڑی مین بیلون کی طرح جوتے گئے اور یون ذلیل کر لینے کے بعد اُنھین اجازت دی گئی کہ اپنی پوری قوت کے ساتھ واپس چلے جائین۔ اور جب تک زندہ رہین اپنی اس توہین کا انتقام لینے کی فکر مین لگے رہین۔

آخر ستاسٹھ قبل محمد مین رومیون نے سامنی لوگون کو بالکل مغلوب کر دیا۔ جس کے بعد رومی لوگ سارے وسط ایطالیہ کے مالک تسلیم کر لیے گئے۔ ان قومون سے فراغت کرنے کے بعد رومی جنوب کی طرف اور بڑھے۔ اور جزیرہ نماے ایطالیہ کے جنوب مین یونانیون کی جو نو آبادیان قائم ہو گئی تھین اُن سے آ بھڑے۔ اُنھین جب رومیون کی قوت زبردست نظر آئی تو اُنھون نے روم کے جنگلی لٹیرون سے مقابلہ کرنے کے لیے اپنے آبائی ملک یعنی ریاست ہاے یونان سے مدد مانگی۔ رومیون کو وہ اپنی قدیم تہذیب و ناموری کے زعم مین جنگلی ڈاکوؤن اور لٹیرون سے زیادہ وقعت نہ دیتے تھے۔ اور اُنھین انھین الفاظ مین یاد کیا کرتے تھے۔ جنوبی ایطالیہ مین خلیج ٹارنٹم کا نام آج کے جغرافیہ مین بھی لوگون کو نظر آتا ہے۔ اس خلیج کے سرے پر ٹارنٹم نام ایک شہر تھا جو کہ یہان اسپارٹا والون کی ایک آبادی تھی۔ یہ لوگ اسپارٹا کے مذاق جفاکشی و سپہگری کو تو مدت ہوئی بھول چکے تھے۔ مگر اپنی قدامت پر فخر و ناز اب بھی اُن مین باقی تھا۔ جب اُن لوگون سے رومیون سے نزاع شروع ہوئی

اس بات کا وعدہ کیا کہ میں زندہ رہ کے اپنے آقا کا کام کروں گا تو فیبریشیس نے پرہوس کو ایک پرائیویٹ خط لکھ کے متنبہ کر دیا۔ اور بتا دیا کہ آپ اپنے دوستوں اور دشمنوں کا انتخاب نہایت بے احتیاطی سے کرتے ہیں۔ اس کی شکر گزاری میں پرہوس نے اُن تمام رومی اسیروں کو چھوڑ دیا جو اُس کے ہاتھ میں گرفتار تھے۔ اس کے معاوضہ میں رومیوں نے بھی یہ کیا کہ پرہوس کی رعایا اور اُس کے دوستوں میں سے جتنے لوگ اُن کے پاس گرفتار تھے اُن کو آزاد کر دیا۔ سینیس فلسفی جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اتفاقاً وہ روم کی سیر کو گیا تھا۔ وہاں سے اُس نے اپنے بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ یہ شہر نہیں ایک مندر ہے۔ اور یہاں کا سنیٹ نہیں بلکہ بادشاہوں کا ایک دربار ہے۔

اس کے بعد پرہوس نے میگنا گریشیا (جنوبی اٹلی کے یونانی مقبوضات) کو چھوڑ دیا اور جزیرہ صقلیہ پر چڑھائی کی۔ مگر جیسی امید تھی ویسی کامیابی نہ نصیب ہوئی۔ اور ایطالیہ میں واپس آیا۔ یہاں آتے ہی مقام بینے وینطوم میں اُسے رومی افسر مرقس قوریوس کے مقابلہ میں سخت شکست ہوئی۔ مرقس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ جلتی ہوئی مشعلیں لے کے ہاتھیوں پر یورش کر دیں۔ ان مشعلوں کو دیکھ کے ہاتھی اس قدر سہم گئے کہ اختیار سے باہر ہو گئے اور اُنہوں نے بدحواس ہو ہو کے بھاگنے میں اپیرس والوں کو بھی ویسا ہی نقصان پہونچا دیا جیسا کہ اُن کے دشمنوں کو پہونچایا تھا۔ آخر اپیرس بھاگ گئے۔ رومیوں نے یونانیوں کی لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اس تجربہ سے رومیوں کو اس کا حال معلوم ہو گیا کہ یونانی لوگ کس قسم کی لشکر گاہ قائم کرتے ہیں۔ جو بمقابل اُن کی لشکر گاہوں کی نہایت مہذب و شائستہ اور اعلیٰ درجہ کی تھی۔

اس شکست نے پرہوس کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ اپنی اس مہم کی پانچ سال کی مشقت پر خاک ڈال کے ایطالیہ سے چلا جائے۔ مگر دل میں امید تھی کہ مقدونیہ میں پہونچ کے دیگر علاقہ ہائے یونان کو فتح کروں گا۔ چنانچہ اسی خیال سے اُس نے یونان میں پہونچتے ہی انٹی گونس گوناٹاس سے لڑائی چھیڑ دی۔ سنہ ۸۴۲ قبل محمد میں ایک زبردست لڑائی ہوئی جس میں مقدونیہ والے اور پرہوس کے طرفدار شہر ارغوس کی طرف آتا،

پرہوس جو ایک مہذب و شائستہ یونانی تھا اور وحشی قوموں کو ذلت و حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا یہ دیکھ کے کہ جو اعلیٰ روحانی کمالات اگلے زمانہ کے یونانیوں میں تھے وہی ایک غیر تعلیم یافتہ رومی سپاہی میں نظر آرہے ہیں متحیر ہو گیا۔ اسی حیرت کے باعث کئی بار اُسے آزمایا بھی۔ ایک مرتبہ تو یہ کیا کہ سونے کا ایک بڑا بھاری خزانہ جیسا کہ کبھی رومیوں کی نظر سے نہیں گزرا تھا قیوس کے سامنے رکھ دیا اور خواہش کی کہ تم میری ملازمت اختیار کر لو۔ اس کے جواب میں قیوس نے کہا "جس افلاس و دیانتداری و پاکیزگی کی شہرت کا لطف میں اپنے وطن میں اُٹھا رہا ہوں اُس کی قدر و قیمت میری نظر میں دنیا کی تمام دولتوں سے [illegible] بار پرہوس نے اپنے خیال کے مطابق اس وحشی سردار کے مبہوت و متحیر بنا دینے کے لیے یہ کارروائی کی کہ اپنے خیمہ کا پردہ جو اُٹھایا تو کیا نظر آتا ہے کہ ایک قوی ہیکل ہاتھی اُس کے پاس کھڑا سونڈ ہلا رہا ہے اور اپنی سونڈ سے بگل بھی بجاتا ہے۔ یہ دیکھتے ہی قیوس بجائے بھونچکا یا مرعوب ہونے کے ہنس پڑا اور بولا "جس طرح باوجود بڑے بڑے خزانوں کے میں بادشاہ کی پروا نہیں کرتا۔ اسی طرح اس عظیم الجثہ جانور کو اُس کے پاس رکھ کے بھی میں پروا نہیں کرتا۔" ان دونوں باتوں میں ہار کے اور نادم ہو کے پرہوس نے دل میں کہا "اچھا دیکھوں فلسفۂ یونان کے متعلق مسائل سُن کے بھی یہ گھبراتا اور مرعوب ہوتا ہے یا نہیں۔" اور ایک عالم کو جو اُس کی ملازمت میں تھا اپنے دربار میں بلوا کے حکم دیا کہ اپی قورس (اپی کیورس) کے اصول فلسفہ کو بیان کرو۔ یعنی اس مسئلہ پر بحث کرو کہ انسان کی ہستی صرف اس مقصد کے لیے ہے کہ جس طرح ممکن ہو اپنے آپ کو خوش کرے۔ یہ مسئلہ سنتے ہی قیوس چلا اُٹھا "اے ہرقیولس دیوتا! پرہوس کو یہی چیز عطا کر۔ اور ٹارنٹا والے جب تک ہم سے لڑتے رہیں اُس وقت تک انھیں بھی اسی عقیدے کا دل سے معتقد بنا دے۔"

الغرض ان باتوں کے بعد بادشاہ پرہوس اور قیوس دونوں ایک دوسرے کی بہت تعظیم و تکریم کرتے جدا ہوئے۔ اور قیوس اُس کا اس قدر دوست بن کے اس صحبت سے گیا تھا کہ چند ہی روز بعد جب پرہوس کے طبیب نے رومی سنیٹ (مجلس حکومت) سے

تھے۔ اُن کی ایک جماعت قدیم الایام ہی مین وطن چھوڑ کے افریقہ پہونچی اور صقلیہ کے بالکل مقابل
ساحل افریقہ پر آباد ہو گئی تھی۔ اور شہر قرطاجنہ (کارتھیج) اُن کا مستقر قرار پایا تھا۔ قرطاجنہ
والون کی کہانیون مین مذکور ہے کہ صور کی ملکہ ڈائڈو جو بیل کی بیٹی بتائی جاتی ہے
اپنے شوہر [illegible] بھائی پگمالیون کے مظالم سے بھاگ کے وہان چلی گئی تھی۔ وہان کے رہنے
والون نے اُسے اتنی زمین دی جتنی ایک بیل کی کھال کی تنگ پتلی دھجیون کے اندر آ سکے۔
اُسی قطعۂ زمین پر اُس نے اپنا شہر قرطاجنہ بسایا۔ اس کے بعد رومی شاعر ورجل نے اتنی داستان
اور بڑھا دی کہ اُسے اینیاس جب ادھر مارا مارا پھرتا تھا تو اُنھین آوارہ گردیون مین ایلیسہ
سے جا کے ملا۔ پھر اس کے بعد جب وہ اُسے چھوڑ کے چلا آیا تو ایلیسہ نے ایک
چتا بنوائی۔ خود اُس پر چڑھ کے بیٹھی۔ اور جب اُس مین آگ لگا دی گئی تو اپنے سینہ
مین چھری مار لی۔

کہتے ہین کہ کوئی ایسا کتبہ بھی ملا تھا جس مین لکھا ہوا تھا کہ قرطاجنہ اُن کنعانیون کی اقامت گاہ
تھا جنھین یوشع نے جلاوطن کر دیا تھا۔ بہرحال چاہے جس عنوان سے مانا جائے اس بات کے
بہت سے قرائن موجود ہین کہ قرطاجنہ والے پُرانے کنعانی تھے۔ اُن مین وہی فینیقیون کی سی
ملوخ کی صورت کی ظالمانہ طریقون کی پرستش تھی۔ وہی سرکش طبیعتین تھین۔ وہی نفع اُٹھانے کا
شوق تھا۔ اور وہی تجارت کی قابلیت و صلاحیت تھی جو باتین کہ اُن کے شامی بھائیون مین
نظر آتی تھین۔ قرطاجنہ فینیقی لوگون کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ ایک باشان و شوکت شہر تھا۔
اور اُس کی تجارت اُس عہد کی ساری معلومہ دنیا مین پھیلی ہوئی تھی۔ حتّٰی کہ ہرقیولس کے
ستون جو بحیرۂ روم کے نکاس (آبنائے جبرالٹر) پر ایک سنتری کی طرح کھڑے پہرا
دے رہے تھے اُن سے گذر کے اُن کی تجارت دور و دراز کے مقامون اور برف
اور کُہرے کی سرزمینون کے سواحل تک پہونچ گئی تھی۔ یہ جزیرے اُن دنون جزائر
الٹین کے لقب سے مشہور تھے۔

قرطاجنہ والون نے پھیل پھیل کے اپنی بہت سی نوآبادیان سواحل افریقہ و
وہسپانیہ اور مغربی جزائر بحیرۂ روم مین بھی قائم کر لی تھین۔ اور گرد و نواح کے ملک کا

ہم لڑ رہے تھے - اور دست بدست لڑائی ہو رہی تھی - اسی اثنا مین ایک عورت نے اپنے مکان کے کوٹھے پر سے دیکھا کہ اُس کا بیٹا خود بادشاہ پرہوس سے لڑ رہا ہے - اِس پر جھنجھلا کے اُس نے بادشاہ پر ایک کھپرا اس زور سے کھینچ مارا کہ پرہوس غش کھا کے گھوڑے سے گر پڑا - اُسے گرتے دیکھتے ہی کسی مقدونیہ کے سپاہی نے جھپٹ کے ایک ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ اسی وقت اُس کا کام تمام ہو گیا -

رومی کانسل مرقس پرہوس کو شکست دے کے روم مین گیا تو شہر مین اُس کا داخلہ نہایت ہی دھوم اور بڑے تزک و احتشام سے ہوا - پرہوس کی لشکر گاہ کا مال غنیمت اس کے پیچھے پیچھے تھا - وہ ہاتھی جو اُسے غنیمت مین ملے تھے اُس کے جلوس مین تھے - اور اُن کی پیٹھون پر عالیشان عماریان تھین - یہ ایک ایسا شاندار جلوس تھا جو آج تک کبھی رومیون کی نظر سے نہین گزرا تھا - سنیٹ نے خواہش کی کہ اس ناموری کے صلہ مین مرقس کو ایک قطعہ اراضی بھی دیا جائے - لیکن اُس نے اس انعام کے لینے سے انکار کیا - اور کہا "میری سات ایکٹر زمین جو میرے قبضہ مین موجود ہے بحیثیت ایک باشندۂ شہر کے میری ضرورتون کے لیے بخوبی کافی ہے -"

پرہوس کی واپسی اور موت کے ساتھ ہی ایطالیہ کی یونانی نو آبادیون کی ساری امیدین بھی خاک مین مل گئین - اور سب نے بمجبوری رومیون کے آگے سر اطاعت جھکا دیا - ٹارن ٹم مین اس افراط سے چاندی رومیون کے ہاتھ آئی تھی کہ اُسے گلا کے سکّے بنائے گئے - ورنہ رومیون مین اس سے پہلے سوا پیتل کے اور کسی قسم کے سکّون کا رواج نہ تھا - الغرض اس طریقے سے تقریباً سنہ ۸۴۲ قبل محمد مین رومی لوگ سارے جزیرۂ ایطالیہ کے مالک ہو گئے -

---

دسوان باب

قرطاجنہ کی لڑائیون کا زمانہ (سنہ ۸۳۵ قبل محمد سے سنہ ۷۷۳ قبل محمد تک)

فصل اول

قرطاجنہ اور سراقوس (سنہ ۱۲۴۹ قبل محمد سے سنہ ۹۲۷ قبل محمد تک)

(۱) ارض شام کے فنیقی لوگون کا حال بیان ہو چکا ہے جو دنیا مین سب سے پہلے اولوالعزم تاجر

باتین کرتے اُس کے کانون تک پہونچ جاتین اور وہ بے احتیاطی سے پوچھ کر حال [illegible] علم حاصل کرکے وہ اُن کے خلاف احکام جاری کرتا۔ داموکلیز اُس کا ایک [illegible] کیا جاتا ہے جس نے کسی موقع پر اپنی یہ تمنا ظاہر کی تھی کہ مین ایک دن [illegible] ڈیونی سیوس نے وعدہ کیا کہ تمھاری یہ آرزو پوری ہوگی۔ چنانچہ دوسرے ہی دن داموکلیز تخت شاہی پر بٹھایا گیا۔ اور اُس کے خوش کرنے کے لیے نہایت ہی شان و شوکت [illegible] ظاہر کی گئی۔ اور وہ [illegible] درجہ کی عیش پرستی مین مشغول تھا۔ [illegible] ایک دفعہ اُس کی نظر اوپر جو اُٹھی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک شمشیر برہنہ [illegible] اُس کے سر کے اوپر ایک [illegible] بندھی ہوئی لٹک رہی ہے۔ اور ٹوٹ کے اُس کے سر پر گرا ہی چاہتی ہے یہ دیکھتے ہی داموکلیز کے حواس جاتے رہے اور سارا عیش منغص ہوگیا۔ ڈیونی سیوس کے خیال مین ایک بادشاہ کی زندگی کا یہی نمونہ تھا۔ مگر یہ نمونہ سچ یہ ہے کہ [illegible] ظالم بادشاہ کی فرمان روائی کا نمونہ تھا جو محض سطوت و جبروت کی بنا پر حکومت کر رہا تھا۔ مگر ایک حق پرست اور رعایا سے محبت کرنے والے بادشاہ کی یہ زندگی کا نمونہ ہرگز نہین ہو سکتا۔

ڈیونی سیوس نے مرتے وقت کہا کہ اپنے بیٹے کے لیے مین ایک شہنشاہی چھوڑ کے جاتا ہون۔ جو فولادی دیوار سے محفوظ کی گئی ہے لیکن اُس کا بیٹا چھوٹا ڈیونی سیوس ویسا ہی ناکارہ و نااہل تھا جیسا کہ اُس کا باپ بہادر اور ہوشیار تھا۔ وہ ایک ہی مہینہ حکومت کرنے پایا تھا کہ سنہ ۹۲۷ قبل محمد مین اُس کے بھتیجے ڈیون نے اُسے تخت سے اُتار کے حکومت اپنے قبضہ مین کر لی۔ اور ڈیونی سیوس دوم نے تخت و تاج سے محروم ہونے کے بعد ایک مکتب کھول دیا۔ اور اپنی باقی ماندہ زندگی لڑکے پڑھانے مین صرف کر دی۔

سرقوسہ ہی پر موقوف نہین یونانیون کی شجاعت و قابلیت اب ہر جگہ بہت جلد جلد گھٹتی چلی جاتی تھی۔ یہ سرقوسہ کی قوت بھی جو قرطاجنہ کی ترقی کو روکے ہوئے تھی کمزور ہو گئی۔ اور سکندر اعظم کے مرنے کے ساٹھ برس بعد جبکہ اُن چھوٹی چھوٹی ریاستون مین جو اُس کی عالمگیر شاہنشاہی کے ٹوٹنے سے پیدا ہوئی تھین ہنگامہ آرائیان ہو رہی تھین۔ رومیون کے جو اپنے کوہستانی جزیرہ نما پر قابض و متصرف تھے اور قرطاجنہ کے بحری سردارون

[illegible] پر حکومت تھا۔ اُن کی سلطنت بھی ایسی نہ تھی کہ رومیون کی دولت [illegible] البتہ فرق یہ تھا کہ قرطاجنہ مین روم کی سی ہمہ گیر جمہوریت نہ تھی [illegible] وہ لوگ دولتمندی کو عوام و حکام اور شان و شوکت سے [illegible] سپاہیون کے میدانون مین [illegible] شمشیر زنی کرنے اور جوہر [illegible] کے عوض [illegible] یا سپاہیون کو لڑا کر [illegible] کے پاس جا کے [illegible] نوکری کرتے۔ اُن کے پاس مراکشی سوارون کے رسالے تھے [illegible] قومون کے غلام۔ جن کو تاجر فرمان روایان قرطاجنہ ایسی شان سے [illegible] اور ناپسندیدگی کی جھلک نمایان ہوتی۔

قرطاجنہ [illegible] کی قوت اُن دنون اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اس عہد قدیم مین وہ [illegible] نہایت ہی خطرناک حریف ہوسکتا تھا۔ مگر ایطالیہ کی یونانی نوآبادیون نے قرطاجنہ والون کی روک تھام کی۔ جزیرۂ صقلیہ کے قبضہ کو اُن سے بٹا لیا۔ اور اس طریقہ سے قرطاجنہ کی قوت شکست گئی۔

[illegible] والون کی اُس مہم کے بعد جو پے لوپونی شین لڑائی کے سلسلہ مین نہایت [illegible] ہوئی تھی ڈیونی سیوس نام ایک شخص نے شہر سرقوسہ مین بہت بڑی عظمت حاصل کر لی تھی۔ اور ۴۰۶ قبل محمد سے ۹۳۸ قبل محمد تک بادشاہ بن کے فرمان فرمائی کرتا رہا تھا [illegible] مزاج آدمی تھا اور اُس کے ہاتھ سے اتنے مظالم ہوئے تھے کہ اُس کا نام [illegible] کی مکمل تصویر لوگون کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اُس مین [illegible] اور صقلیہ کے دوسرے یونانیون اور سرقوسہ والون مین ربط و ضبط پیدا کرا کے اُس [illegible] قرطاجنہ والون کو کئی دفعہ شکستین دین۔ اور قریب تھا کہ قرطاجنہ والون کو صقلیہ سے [illegible] اُس کے متعلق جو کہانیان بیان کی جاتی ہین۔ اُن مین سب سے زیادہ [illegible] اور اُس کے دوست دامو قلیز کی کہانیان ہین۔ اُس کے کان سے مراد [illegible] اُس نے سلطنت کے قید خانہ کے اندر تعمیر کرایا تھا۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ [illegible] بنایا گیا تھا کہ جب وہ اُس مین جا کے بیٹھتا تو برگشتہ بخت قیدی آپس مین جو کچھ

نیا کانسل منتخب ہوتا) مگر رومتہ الکبریٰ کی سنیٹ نے اُس کی سپہ سالاری بدستور قائم رکھی۔ اور کانسلی کی مدت مین توسیع کر دی۔ وہ خود وطن واپس جانے کے لیے بیتاب تھا۔ اور خوشامد و التجا کر رہا تھا کہ مجھے گھر آنے کی اجازت دی جائے۔ کیونکہ میری کھیتی غارت ہوئی جاتی ہے۔ میرا غلام آلات کاشت کاری کو چرا لے گیا ہے۔ اور وہان کوئی دیکھ بھال کرنے والا نہین۔ اور اگر کھیتی غارت ہو گئی تو میری غیبت مین میرے بیوی بچون کو بڑی تکلیف ہو گی۔ مگر سنیٹ نے ان عذرات کی سماعت نہ کی۔ اور کہلا بھیجا کہ تمھارے بال بچون کی خبر گیری سلطنت کے ذمہ ہو تم مطمئن رہو۔ الغرض باوجود بر خاستہ خاطری کے وہ افریقہ ہی مین رکھا گیا۔ جہان اُس متواتر فتحین حاصل کین۔ اور نام پیدا کیا۔ لیکن ایک آخری میدان مین اُسے شکست ہو گئی۔ اس لڑائی مین اُس کا حریف مقابل زان تپ پوس نام ایک اسپارٹا کا باشندہ تھا جو قرطاجنہ والون کی ملازمت مین تھا۔ قرطاجنہ کے اس یونانی سپہ سالار نے رومیون کو زک ہی نہین دی بلکہ اُن کے سپہ سالار رغولوس کو حسن تدبیر سے گرفتار بھی کر لیا۔ لیکن فتح کے بعد جب اُسے معلوم ہوا کہ قرطاجنہ والے اپنے ملازم سپاہیون اور افسرون کے ساتھ نہایت بُرا سلوک کرتے ہین خصوصا اُس صورت مین جبکہ وہ کسی غیر قوم و ملک کا آدمی ہو تو اپنے لشکر کو چھوڑ کے بھاگ کھڑا ہوا۔ اور اکثر لوگون کا بیان ہے کہ وہ بھاگ کے بھی نہین بچ سکا۔ کیونکہ جس جہاز مین سوار ہو کے اپنے وطن کو آ رہا تھا اُس کے کپتان نے قرطاجنہ کی سنیٹ کے حکم سے اُسے سمندر مین ڈبو دیا۔ لیکن یہ رومی مورخین کا بیان ہے جو اس معاملہ مین زیادہ وقعت اور وثوق کی نظر سے نہین دیکھا جا سکتا۔

رغولوس کو ایک مدت تک قید رکھنے کے بعد قرطاجنہ والون نے چند شرائط صلح دے کے روم مین بھیجا اور خیال کیا کہ یہ جاتے ہی اپنے اہل وطن کو مجبور کر کے اُن شرطون پر راضی کر دے گا۔ چنانچہ اُس سے حلفیہ اقرار کرا لیا کہ "اگر رومیون نے ان شرطون کو نہ مانا تو مین پھر اسی قیدخانہ مین واپس چلا آؤن گا۔" اس قول و قسم کے بعد رغولوس رومتہ الکبریٰ کی شہر پناہ کے نیچے پہونچ کے شہر کے باہر ہی ٹھہر گیا۔ اور اندر کہلا بھیجا کہ مین اب نہ سنیٹ کا ممبر ہون اور نہ رومیون کا کانسل۔ بلکہ قرطاجنہ والون کا ایک غلام ہون۔ اس لیے شہر کے اندر نہ آؤن گا

کے درمیان پہلا جھگڑا یہ پیدا ہوا کہ دونون مین سے کس کی قوت غالب اور کس کی مغلوب تسلیم کی جائے۔ شاید قرطاجنہ والے یافت کی عہد اولین کی اس پیشین گوئی سے ناواقف تھے کہ "کنعانی لوگون کو خادم بن کے رہنا چاہیے"۔

فصل دوم

قرطاجنہ والون کی پہلی لڑائی (۲۶۴ قبل محمد سے ۲۴۱ قبل محمد تک)

رومیون اور قرطاجنہ والون کے جھگڑے کی بنا یہ معلوم ہوتی ہے کہ صقلیہ مین اطالیہ والون کی ایک نوآبادی تھی جو میرٹین کے نام سے مشہور تھی۔ اُن مین اور اہل قرطاجنہ مین نزاع ہوئی۔ اور رومیون نے اُن کی کمک کے لیے فوج بھیجی۔

یہ جھگڑا ابتدا مین تو صرف جزیرۂ صقلیہ تک محدود تھا جس مین رومیون کو اہل قرطاجنہ سے پیش پانا دشوار تھا۔ اس لیے کہ قرطاجنہ والون کی بحری قوت بڑی زبردست تھی اور اُن کے پاس اُس زمانہ کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کے جہاز تھے۔ اور رومیون کی بحری قوت اُن کے مقابل کچھ نہ تھی۔ آخر روم والون نے بھی اپنی یہ کمزوری دیکھ کے اہل قرطاجنہ ہی کے نمونہ پر جہازون کا ایک بیڑا تیار کیا۔ جس کے ذریعہ سے اُنھون نے لڑائی کو صقلیہ کے علاقہ کے علاوہ دیگر مقامات مین بھی پھیلا دیا۔ کیونکہ یہ رومی بیڑا قرطاجنہ والون کے سواحل پر جا جا کے لوٹ مار کرنے لگا۔ رومیون نے اپنے جہازون مین اتنی جدت بھی کی کہ اُن مین اِس قسم کی کلین لگائین جن کے ذریعہ سے دشمن کے جہازون کو پھانس لین یا ڈبو دین۔ ان کلون سے رومیون کے بیڑے مین جو کمی تھی یا اُن کی جہازرانی مین جو خامی تھی اُس کا معاوضہ ہو گیا۔ اور کئی بحری لڑائیون مین وہ کامیاب بھی ہو گئے۔ اور آخر کار اُن کا زبردست شکر کانسل مرقس اطلی یوس رغولوس کے زیر علم افریقہ کے سواحل پر اور قرطاجنہ کے علاقہ مین جا کے اُتر پڑا۔

اس مہم مین رغولوس کو ابتدا مین کئی بار کامیابی ہوئی۔ اور اگرچہ اُس کا کانسل ہونے کا سال ختم ہو گیا تھا۔ (روم مین کانسلون کا انتخاب صرف ایک سال کے لیے ہوا کرتا تھا اور ہر سال

عاجز آ گئے تھے اور جس کی وجہ سے اُن کی تجارت کو سخت ضرر پہونچ گیا تھا جزائر سارڈینیہ اور صقلیہ رومیون کے حوالہ کر دیے بجز ہیرو سا کے جو برا ے نام آزاد و مختار رکھا گیا تھا۔ یہ صلح ۸۱۱ قبل محمد مین ہوئی جس پر پہلی جنگ قرطاجنہ کا خاتمہ ہو گیا۔

فصل سوم

ہنی بال ایطالیہ مین (۷۹۰ قبل محمد سے ۷۷۴ قبل محمد تک)

پہلی جنگ قرطاجنہ کے ختم ہوتے ہی روم مین امن و امان قائم ہو گیا۔ اور ایسا امن کہ بنا ے روم سے لے کے اِس وقت تک یہ دوسرا مرتبہ تھا کہ یانوس دیوتا کے مندر کا دروازہ بند کیا گیا۔ جو جنگ و پیکار کے زمانہ مین ہمیشہ کھلا رہا کرتا تھا۔ لیکن گذشتہ لڑائی سے جو نقصانات قرطاجنہ کو پہونچ گئے تھے اُنھین قرطاجنہ والون نے بہت محسوس کیا۔ حتی کہ اُن کے سب سے بڑے مدبّر ہاملکار نے کہا کہ مین اپنے چار بیٹون کو رومیون کی مخالفت کے لیے چار شیر بنا کے تیار کرون گا۔ صقلیہ کے ہاتھ سے نکل جانے کی کمی اُس نے یون پوری کی کہ اسپین پر قرطاجنہ کی حکومت قائم کر دی جو ملک کہ اُن دنون آئبیریا کہلاتا تھا۔ اور جہان سے چاندی کی کان ہونے کے باعث حکمرانون کو بہت زیادہ دولت حاصل ہوا کرتی تھی۔ لیکن کلٹ اور آئبیریا والے جو اسپین مین آباد تھے بہادر اور جنگ جُو لوگ تھے۔ چنانچہ آخر کو ہاملکار اُنھین لوگون سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ اور فوج کی سپہ سالاری اپنے سب سے چھوٹے بیٹے ہنی بال کے ہاتھ مین چھوڑی جو نو برس کی عمر مین قربان گاہ پر بعل کی مورت کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اور وہان دیوتا کے سامنے اُس سے قسم لی گئی تھی کہ جب تک دم مین دم ہے رومیون سے نفرت کرتا رہون گا۔

ہنی بال جیسے ہی اپنی فوج کو اس بات کی تعلیم دے چکا کہ بے عذر اُس کی فرمانبرداری کیا کرین۔ رومیون سے چھیڑ پیدا کرنے کے درپے ہوا۔ اور دل مین ٹھان لی کہ اُنھین ایک ایسی پوری شکست دے دون جو اُن کے حق مین ایک کاری حربہ ثابت ہو۔ چنانچہ اپنی طرف سے چھیڑ کرنے کے لیے ۷۹۰ قبل محمد مین اُس نے ساگنتم نام ملک اسپین کے ایک شہر پر قبضہ

رومی سنیٹ نے اُس کا بیان سُننے کے لیے شہر کے باہر ہی اجلاس کیا۔ اور اُس کی بے انتہا قدر و منزلت کی۔ کیونکہ اُس نے جو کچھ مشورہ دیا وہ اُس کے ذاتی مقاصد و منافع کے بالکل خلاف تھا۔ اُس نے کہا کہ "آپ لوگ لڑائی پر استقلال سے قائم رہین" اور خوب کھول کے بتا دیا کہ اہل قرطاجنہ کن کن باتون مین رومیون کے مقابل کمزور رہین۔ پھر سب سے التجا کی کہ "آپ لوگ مجھ سے ایک بوڑھے شخص کی سلامتی کے لیے جو اب سلطنت کے بہت ہی کم کام آسکتا ہے اپنے مصالح کو ہرگز نہ چھوڑین" پھر کہا کہ "قیدیون کے مبادلہ کی بھی کچھ ضرورت نہین ہے" یہی ایک صورت تھی جس مین اُس کے لیے نجات و آزادی کی امید ہو سکتی تھی۔ مگر اُس نے کہا کہ "قیدیون کا مبادلہ کرنے سے آپ ہی گھاٹے مین رہین گے۔ اس لیے کہ قرطاجنہ کے جو فوجی افسر آپ لوگون کے ہاتھ مین گرفتار ہین اُن کا شمار تیرہ سے کم نہین ہے۔ اور اُن کے ہاتھ مین آپ کا قیدی اکیلا ایک مین ہون"

بہر تقدیر رومی سنیٹ کو محض اُس کے اصرار سے اپنی مرضی کے خلاف سلسلۂ جنگ جاری رکھنا پڑا۔ اب سنیٹ والون نے اُسے صلاح دی کہ "تم اُس حلف کا لحاظ نہ کرو جو تم سے بہ جبر لی گئی ہے۔ اور بجائے وہان جا کے پابزنجیر ہونے اور جان سے مارے جانے کے اپنے گھر جاؤ۔ اور بیوی بچّون مین جا کے بیٹھو" لیکن شریف النفس رغولوس اپنی دُھن پر قائم رہا۔ اُن کی خوشامدون کا ذرا بھی پاس و لحاظ نہ کیا۔ بیوی بچّون کو زار و قطار روتے چھوڑا۔ شہر کے باہر ہی سے پلٹ کے قرطاجنہ والون کے پاس چلا گیا۔ اور ثابت کر دیا کہ اپنی بات پر قائم رہنا اور اپنے ملک کو فائدہ پہونچانا اُسے اپنی زندگی و آزادی سے زیادہ عزیز تھا۔ قرطاجنہ والون مین کسی ایسے شریف النفس کی قدر جاننے کی حس نہ تھی۔ جیسے ہی اُس کی صورت دیکھی اور معلوم ہوا کہ ناکام واپس آیا ہے سخت برہم ہوئے۔ اور طرح طرح کی تکلیفین دے کے اُسے مار ڈالا۔ مگر چاہے وہ کیسی ہی اذیتون سے مارا گیا ہو دنیا کو اُس کے نام کی عظمت نہین بھول سکتی۔

لڑائی کے چند روز اور قائم رہنے سے ایسے شرائط پر صلح ہو گئی جو رومیون کے حق مین پہلی شرطون سے زیادہ مفید تھے۔ قرطاجنہ والون نے جو تئیس برس کی مسلسل لڑائی سے

لواس ہوس نے گھبرا کے فتحمندی کا سہرا میرے سر پر ہے۔ اور فوج لے کے ہنی بال کے مقابلہ کو چلا۔
مگر شہر طریبیہ کے قریب اُس نے بھی شکست کھائی۔

اب موسم سرما شروع ہو چکا تھا۔ ہنی بال نے علاقہ ارنو کی دلدل کا راستہ اختیار کیا مگر یہان
کی زہریلی آب و ہوا کے اثر سے اُس کے لشکر نے اور خود اُس نے بھی بڑی سخت مصیبتین اُٹھائین۔
اس سفر مین اُس کی آنکھ بھی جاتی رہی۔ اور کوچ کی دشواریان ایسی سخت تھین کہ کہتے
ہین صرف ایک ہاتھی جو بائیس مین سے اکیلا بچ رہا تھا یہان کی پولی زمین سے اُسے صحیح و
سالم نکال لایا۔ مگر ان تباہیون پر بھی اُس کی شجاعت و حوصلہ مندی مین فرق نہین آنے
پایا تھا۔ کیونکہ تھراسی مین نام جھیل کے پاس اُس نے رومیون کو تیسری شکست دی۔ اور
بغیر اسکے کہ کوئی مزاحم ہونے کی جرأت کر سکے وہ کیم پانیا کے میدانون مین آپہونچا۔ اُس کی یہ
یورش دیکھ کے رومتہ الکبریٰ مین کوِن طوس فابیوس میکری موس ڈکٹیٹر مقرر ہوا۔ فابیوس
تجربہ کار اور ہوشیار افسر تھا اور ہنی بال کی شجاعت سے واقف تھا۔ اُس نے کبھی دُو بدُو
سامنے آکے مقابلہ کرنے کی جُرأت نہ کی۔ اور یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنے لشکر کو ہمیشہ ہنی بال
کے قریب ہی رکھتا۔ اِدھر اُدھر چکر لگاتا رہتا۔ اور سامنے نہ آتا۔ اس لڑائی مین دیر لگانے
کی وجہ سے اُس کا لقب کنک طاطور (ڈھیل ڈالنے والا) پڑ گیا۔ وہ ہنی بال کے پاس
رسد نہ پہونچنے دیتا۔ جس کی وجہ سے قرطاجنہ والون کو سخت مصیبت مین مبتلا ہونا پڑا۔ اور پھر
رسد کے ساتھ آفت یہ تھی کہ دشمن کا لشکر مقابلہ کے لیے سامنے تو نہ آتا مگر ہمیشہ اُس کے
لشکر کے آس پاس لگا رہتا۔ اور اندھیرے اُجالے جب ذرا بھی غفلت کا موقع پا جاتا
نقصان پونہچا دیتا۔ چند روز بعد جب فابیوس ڈکٹیٹری کی خدمت سے علیحدہ ہوا
اور لوقیوس اے می لیوس پولوس اور قائیوس طرنطیوس وارو کانسل مقرر ہوئے
تو سخت مزاج وارو کی درشت مزاجی اُس کے ذی عقل ساتھی پولوس کی ہوشمندی پر
غالب آگئی۔ غرض پولوس نے رومیون کو ابھار کے کانیا کے میدان مین پھر ہنی بال
سے لڑا دیا اور یہ لڑائی اُن کے حق مین سب سے زیادہ تباہ کرنے والی ثابت ہوئی
پولوس سے جہان تک بنا میدان مین قدم جمائے رہا اور فتح حاصل کرنے کی کوشش کی

کر لیا جو رومیون سے اتحاد رکھتا تھا۔ اُس کی یہ زیادتی دیکھکے رومیون نے شکایت پیش کی کہ تم نے معاہدے کے خلاف کیا۔ رومیون کی طرف سے یہ عذر پیش ہوتے ہی اُس نے بلا تامل ایطالیہ پر چڑھائی کر دی۔

ہنی بال کی یہ تاخت دنیا کی مشہور ترین تاختون مین ہے۔ جس لشکر کو وہ اپنے زیر علم لے کے چلا اُس مین کچھ تو قرطاجنہ والے تھے۔ کچھ گالیا والے۔ کچھ اسپین کے کلٹ لوگ تھے۔ مراکو یعنی نیومے ڈیا کے سوارون کا ایک رسالہ تھا اور اُس کے ہمراہ رکاب ۲۲ ہاتھی بھی تھے۔ اس سب لشکر کو لے کے وہ کوہستان پی رے نیز کے پار ہوا۔ خلیج یون کے گرد چکر کھاتا ہوا بڑھا۔ اور کوہستان آلپس کی گھاٹی پر جا پہونچا۔ جس مین گالیا والون کے سوا آج تک کسی حملہ آور کو قدم رکھنے کی جرأت نہین ہوئی تھی۔ اس مہم مین ہنی بال کو جن سختیون اور دشواریون سے سابقہ پڑا۔ نہایت ہی خوفناک تھین۔ اور وہی تھا جس کی پامردی مین کوئی دشواری اور کوئی آفت فرق نہ ڈال سکی۔ یہان اُسے پُر مکر و بدعہد گالیا والون سے لڑ لڑ کے اپنا راستہ نکالنا تھا۔ پہاڑون پر چڑھنا اور برف اور یخ کے سمندرون سے پار ہونا تھا۔ لیکن انھین باتون پر اُس کی دشواریون کا خاتمہ نہین ہوا بلکہ ایک موقع پر اُسے کوہستانی چٹان کو کاٹ کے اپنے لیے راستہ نکالنا پڑا۔ آخر ان سب مصیبتون کے جھیل لینے کے بعد صبر و تحمل کے دربار سے اُسے یہ انعام ملا کہ ایطالیہ کے صاف میدان سامنے پھیلے ہوئے نظر آئے۔ اور وہ اُس خوشنما و خوش سواد سرزمین مین داخل ہوا جو دریاے اسے ری دانوس یعنی موجودہ دریاے "پو" کے کنارے واقع ہے۔

پبوپ لیوس کورنے لیوس اسک پیو جو کہ رومیون مین کونسل کے معزز عہدے پر ممتاز تھا سب سے فوج لے کے ہنی بال کے مقابلہ کو آیا۔ لیکن دریاے تقی نیوس کے کنارے اُسے کلیۃً شکست ہو گئی بخود اسک پیو ایسا شدید زخمی ہوا کہ اُس کے بیٹے نے بڑی دشواری سے اُس کی جان بچائی۔ جان پر کھیل کے اور بڑی بہادری سے لڑ بھڑ کے دشمنون کے حملون کو روکا اور آخر اُسے جیتی جان جنگ و پیکار کی آگ مین سے نکال لایا۔ اُس کے زخم ابھی اچھے نہین ہونے پائے تھے کہ اُس کے ہم رتبہ و ہم عہدہ رومی سردار طبریوس سمپرونیوس

اور چند ہی روز مین ایسا بنادیا تھا کہ اُن کا سارا شکوہ اور جوشیلا پن تشریف لے گیا۔

ہان اسپانیہ مین البتہ ہنی بال کا بھائی ہس درو بال فوج جمع کر رہا تھا کہ اُس کی مدد کو روانہ کرے۔ مگر وہان رومیون کی طرف سے اِس کی پیو اور اُنکا بہادر اور اولوالعزم بھائی ہس درو بال کے سرپر موجود تھے جو اُس کی ہر کوشش مین مزاحم ہوتے اور جہان تک بنتا اُس کی تدبیرون کو نہ چلنے دیتے۔ یہ دیکھ کے ہس درو بال کو نہایت غصہ آیا اور ایک میدان مین بہادری سے مقابلہ کرکے اُنھین فاش شکست دی اور ایسی شکست کہ اِس کی پیو اور اُس کا بھائی دونون مارے گئے اور میدان قرطاجنہ والون کے ہاتھ رہا۔ ہسدروبال نے فتح حاصل کرتے ہی ارادہ کیا کہ اپنے بھائی کے نقش قدم پر چل کے خود ملک ایطالیہ مین داخل ہو۔ مگر اس سے زیادہ فتح مندی اُس کی قسمت مین نہین لکھی تھی۔ دریا سے مے طوروس کے کنارے رومیون کی طرف سے کونسل قیوس فلوریوس نیرو اس کے مقابلہ کو آیا۔ اور دونون مین میدان گیر و دار گرم ہوا۔ جس کا خاتمہ اس پر ہوا کہ ہس درو بال مارا گیا۔ نیرو نے اُس کا سر کاٹ لیا۔ اور اُسے لے کے جنوب کی طرف سفر کیا اور ہنی بال کے قریب پہونچ کے حکم دیا کہ ہس درو بال کا سر ہنی بال کے لشکر کے سامنے ڈال دیا جائے۔ اور قرطاجنہ کے دو اسیرون کو چھوڑ دیا کہ وہ ہنی بال کے پاس جاکے اُسے اس شکست کی خبر پہونچائین بس اسی واقعہ پر گویا ہنی بال کی کامیابیان ختم ہوگئین۔ کیونکہ پھر اُسے رومیون کے مقابلہ مین کوئی نمایان فتح نہین حاصل ہوئی۔ مگر اس نے ایطالیہ کی سرزمین کو نہ چھوڑا۔ اپنے لشکر کے ساتھ مقام بر دشیم مین پڑا رہا جو جزیرہ نمائے ایطالیہ کی انتہا پر واقع ہے اور اس کا انتظار کر رہا تھا کہ کوئی موقع ملے تو پھر رومیون پر حملہ کردون۔ وہ اس بات کو جانتا تھا کہ قرطاجنہ کے لیے بچاؤ کی طرف ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ روم کو خود اُس کے قرب وجوار مین کمزور کردے۔ مگر یہ آرزو ہنی بال کے دل ہی مین رہی کبھی پوری ہونے کو نہ آئی۔ یہان تک کہ بعد کے واقعات نے ایطالیہ سے نکال کے اُس سے خدا جانے کہان کہان کی خاک پھنکوائی۔

لیکن ساری کوششین بے سود ہوئین۔ رومی بہت کثرت سے مارے گئے۔ اور تھوڑے ہی تھے جو جان بچا کے گھر جا سکے ہون۔ رومیون مین سے ایک شخص لن طولوس جو بڑی بیون کی خدمت پر مامور تھا بھاگتا ہوا جا رہا تھا کہ راستہ مین اُس نے پولوس کو اس حالت سے ایک ٹیلان پر بیٹھے ہوئے دیکھا کہ پنڈے سے خون کے فوارے بہ رہے ہین اُس شخص نے اپنا گھوڑا اپیش کیا کہ اِس پر سوار ہو کے چلے چلیے۔ مگر اُس نے انکار کیا۔ اور کہا اور بس اب تم ہی اپنی جان بچاؤ۔ مجھ سے تو یہ نہ بن پڑے گا کہ اس الزام سے اپنے کو بری کر سکون۔ اور نہ یہ ہے گا کہ اپنے ہم عہدہ شخص (وارو) کو سنیٹ کے سامنے ملزم ٹھہراؤن" اتنے مین تعاقب کرنے والے قریب آپونہچے۔ لن طولوس اُسے چھوڑ کے بھاگا اور تھوڑی دور جانے کے بعد اُس نے پلٹ کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ پولوس کا نسل دشمنون کے برچھے مین چھدا پڑا ہے۔ اس لڑائی مین رومیون کا بڑا بھاری نقصان ہوا۔ جس کا کسی قدر اندازہ اِس سے ہو سکتا ہے کہ انگوٹھیان جنھین اکوٹ لوگ پہنا کرتے تھے اُنھین قرطاجنہ والون نے میدان جنگ سے چن چن کے اِس کثرت کے ساتھ جمع کیا تھا کہ ہنی بال نے ایک من انگوٹھیان اپنی فتح مندی وکامیابی کا ثبوت دینے اور رومیون میں اپنی دست بُرد اور رومیون کی بُزدلی و پامالی کا حال ظاہر کرنے کے لیے قرطاجنہ مین بھیجی تھین۔

ہنی بال کی خاص کامیابی کا مرکز کانیا کا میدان تھا اور اکثر لوگ اس پر متحیر ہوئے ہین کہ ہنی بال نے یہ فتح پاتے ہی یہان سے فوراً رومۃ الکبریٰ کی طرف کیون نہ کوچ کر دیا۔ لیکن اس میدان مین اگرچہ اُسے بہت بڑی فتح حاصل ہوئی مگر اُس کا بھی تھوڑا نقصان نہین ہوا تھا۔ اور بہت سے نامی سپاہی کٹ گئے تھے۔ اس پر طرہ یہ کہ قرطاجنہ والون نے بھی اپنے جبلّی بغض وحسد کی وجہ سے اُس کی کسی قسم کی کمک نہین کی۔ حالانکہ اس موقع پر ضرورت تھی کہ قرطاجنہ سے تھوڑی سی تازہ دم فوج میدان جنگ مین آجاتی۔ قطع نظر اس کے جو فوج فی الحال ہنی بال کے زیر کمان تھی اُسے بھی علاقۂ کمپانیہ کی دولت مندی اور وہان کے سامان عیش نے عشرت پرستی مین مبتلا کر دیا تھا۔

ارشمیدس کو نہ قتل کرے۔ لیکن اس عام خونریزی میں کون کس کو پہچانتا تھا؟

جس دن رومی شہر سرقوسہ میں داخل ہوئے ہیں ارشمیدس علم ہندسہ کے ایک مسئلہ کے حل کرنے میں اس قدر مستغرق تھا کہ اُسے خبر ہی نہ تھی کہ شہر میں کیا ہو رہا ہے اور کیسی قیامت بپا ہے۔ اتنے میں دیکھا کہ ایک رومی سپاہی تلوار کھینچے ہوئے میری طرف آ رہا ہے چونک کے اُس کی صورت دیکھی اور پھر اُسی مسئلہ کی دھن میں لگ گیا۔ اب نظر آیا کہ اُس کی تلوار بلند ہو چکی اور میرے سر پر پڑا ہی چاہتی ہے تو بے اختیار ہاتھ کو سپر بنا کے بولا "ذرا اتنا ٹھہر جاؤ کہ میں اس مسئلہ کو حل کر لوں"۔ رومی سپاہی یہ بھی نہ سمجھا کہ یہ نادان شخص کیا بک رہا ہے۔ اور ایک ہی وار میں اُس کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔ یہ واقعہ سنہ ۲۱۲ قبل مسیح کا ہے۔ اور اسی وقت سے سراقوسہ دولت روم کے تابع ہو کے رومیوں کے مقبوضہ علاقہ کا ایک جزو بن گیا۔

نوعمر رومی سردار پوب لیوس کارنے لیوس اس کی پیو (سپیو) جس نے ٹیسی نس کے میدان میں اپنے باپ کی جان بچائی تھی چوبیس برس کی عمر میں ہسپانیہ کا حاکم اور سپہ سالار مقرر ہوا تھا۔ اس کا شمار رومیوں کے بہترین اور اعلیٰ ترین ناموروں میں تھا۔ اس کو دیوتاؤں سے بلا انتہا عقیدت تھی۔ ہمیشہ اُن کی حمایت کا خواستگار رہتا اور بے دعا مانگے کوئی کام نہ کرتا تھا۔ اس کی وضع البیلی نرم اور اُس کے اخلاق میں کچھ ایسی دلفریبی تھی کہ لشکر والوں کو اس سے بے انتہا محبت تھی۔ یہ ایسے اوصاف تھے جن کی بدولت اُسے ہسپانیہ کی حکومت میں پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ وہ تمام مقامات جو قرطاجنہ والوں کے قبضہ میں تھے اُن کے ہاتھ سے نکل نکل کے اُس کے قبضہ میں آ گئے۔ قوم کلٹ کے بہت سے لوگوں کو روم کا دوست بنا دیا۔ ایسے ایسے قومی خدمات بجا لانے کے بعد رومۃ الکبریٰ میں واپس آیا۔ اور سینیٹ کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ جس طرح بنے ہنی بال کو مملکت اطالیہ سے نکلنے پر مجبور کیا جائے۔ اور اس کی سب سے بہتر تدبیر یہ ہے کہ خود افریقہ میں لڑائی چھیڑ دی جائے کیونکہ اس صورت میں اُسے خواہ مخواہ اپنے وطن کی حمایت کے لیے واپس جانے پر مجبور ہونا پڑے گا۔

معمر و تجربہ کار سردار فابیوس نے اس مہم کو سخت خطرناک تصور کیا اور بجا سے

فصل چہارم

قرطاجنہ کی دوسری لڑائی کا نتیجہ (۷۸۵ قبل محمد سے ۷۸۲ قبل محمد تک)

اس پوری مدت مین اہل قرطاجنہ برابر اسی کوشش مین رہے کہ رومیون کے مقابلہ مین نئے نئے دشمنون کو اُبھار کے کھڑا کرین۔ اُنھون نے فلپ شاہ مقدونیہ سے دوستی پیدا کی۔ یہ وہی فلپ تھا جس نے اراطوس کو زہر دیا تھا۔ چنانچہ قرطاجنہ والون کے اُبھارنے سے فلپ اس بات کی تدبیرین کرنے لگا کہ بحر ایڈریاٹک کے پار اُتر کے ممالک ایطالیہ پر چڑھائی کرے۔ لیکن رومیون نے اہل قرطاجنہ کو جواب ترکی بہ ترکی یہ دیا کہ جزیرہ نمائے یونان ہی مین ایطولیہ والون کو اس بات پر اُبھار دیا کہ فلپ کے علاقہ پر حملہ کر دین۔ جس کی وجہ سے فلپ بجائے ایطالیہ کی طرف رخ کرنے کے گھر ہی کے جھگڑون مین پھنسا رہ گیا۔

اس کے بعد قرطاجنہ والون نے یونانی شہر سرقوسہ والون کو رومیون سے توڑ کے اپنا دوست بنا لیا۔ اس کی خبر روم مین پونہچی تو وہان مرقس قلادیوس جو ایک چست و چالاک اور اولوالعزم جنرل تھا اور جسے ہنی بال کے مقابلہ مین بڑی نمود حاصل ہو چکی تھی سرقوسہ کے پامال کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ مگر یہان پہونچ کے اُسے بڑی دشواریان پیش آئین۔ شہر کی خوب مضبوطی سے قلعہ بندی کی گئی تھی اور دنیا کا مشہور مہندس ارشمیدس اُس کے اندر موجود تھا۔ ارشمیدس نے ایسی ایسی کلین ایجاد کی تھین۔ جن سے محاصرہ کرنے والے نہایت ہی ڈرتے اور خوف کھاتے تھے۔ آخر دو برس کے سخت محاصرہ کے بعد مرقس قلادیوس کو پتہ لگ گیا کہ شہر کی فصیل فلان مقام پر کمزور ہے۔ اُدھر سے ناگہان یورش کر کے اُس نے فصیل توڑ دی اور شہر مین قتل و خون ریزی کا بازار گرم ہو گیا۔ رومی سپہ سالار نے شہر کو خوب لٹوایا۔ مسمار کرایا۔ اور فوج والون کے ہاتھون رعایا پر بڑے بڑے ظلم کرائے۔ مرقس ارشمیدس کے کمالات کا معترف تھا۔ دل مین ڈرا کہ ایسا نہ ہو اس قتل عام مین وہ بھی کسی جاہل رومی کے ہاتھ سے مارا جائے۔ لہذا عام حکم دیا کہ خبردار کوئی شخص

رومۃ الکبریٰ مین داخل ہوا - اس کی پہی ہی پہلا رومی شخص ہے جس نے پہلے پہل بے تعصبی کے ساتھ یونانی علوم و فنون کو حاصل کیا تھا جنھین اس وقت تک جاہل و درشت مزاج رومی نفرت و وحشت کی نگاہ سے دیکھتے تھے-

ہنی بال اس کے بعد بھی کچھ دنون تک قرطاجنہ مین رہا- جہان تک بنا اپنے ملک کی انتظامی حالت سنبھالی- اور سلطنت کو ترقی دینے کی کوشش کی یہان تک کہ اس کے اہل وطن ہی مین سے اُس کے چند بے وقوف دشمنون نے اُسے اِس بات کا ملزم ٹھہرایا کہ وہ رومیون کے خلاف سازش کرتا ہے اور آخر اُس سے سوا اِس کے اور کچھ نہ بن پڑا کہ سواد وطن کو خیرباد کہہ کے بھاگا اور ارض شام مین پہونچ کے انطیوگوس اعظم تاجدار شام کے دربار مین پناہ لی-

گیارھوان باب

دولت روم کا عروج و اقبال (سنہ ۷۷۲ قبل محمد سے سنہ ۷۱۶ قبل محمد تک)

فصل اول

دولت و عظمت کی شان داریان (سنہ ۷۷۲ قبل محمد سے سنہ ۷۱۶ قبل محمد تک)

قرطاجنہ کی دوسری لڑائی کے ختم ہونے کے زمانہ تک رومیون مین جنگ و پیکار کا جو سلسلہ قائم رہا اُس کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ اپنی آزادی برقرار رکھنے کے لیے تھا- کیونکہ اگر رومی اطرسکاوالون اور سامنی لوگون اور نیز اہل قرطاجنہ سے مقابلہ کرکے اُن پر غالب نہ آتے تو یقیناً اپنے اُن حریفون کے ہاتھ سے پامال بھی ہو جاتے- لیکن اب اس زمانہ کے بعد نظر آتا ہے کہ رومیون کی لڑائیان فتحین حاصل کرنے اور اپنی عظمت بڑھانے کے لیے تھین- اور علی العموم غیر ضروری اور ناانصافی کے اصول پر مبنی تھین- ارکان سلطنت تو اُن لڑائیون کو محض اس لیے چھیڑتے اور سلسلۂ نبرد آزمائی کو بڑھاتے تھے کہ میدان جنگ مین فتحین حاصل کرکے انھین امتیاز و ناموری حاصل ہو- اور ادنیٰ درجہ والے

س کے کہ اس کی پیو کو افریقہ پر چڑھائی کرنے کے لیے کوئی فوج دی جاے فابیوس نے سینٹ کو
س طرف متوجہ کر دیا کہ اس کی پیو کو صقلیہ کا پروکونسل مقرر کر دیا جاے اور اُسے
جازت دی جاے کہ اگر مناسب سمجھے تو سمندر پار ہو کے افریقہ پر چڑھائی کر دے۔
س کی پیو کی اولوالعزمی نے اس کو بھی غنیمت سمجھا۔ اور صقلیہ مین پہونچ کے اہل اِٹالیہ
ں ایک بڑی بھاری جماعت جمع کر لی۔ انھین اسلحہ کے استعمال اور قواعد جنگ کی تعلیم
ی۔ اور یون تیار ہونے کے بعد جہازون پر سوار ہو کے افریقہ کی جانب لنگر اُٹھایا۔
ہان پہونچتے ہی اُس نے نیومیدیا کے بادشاہ ماسی نس سا کو اپنا دوست بنا لیا جس کا
اثر پڑا کہ قرطاجنہ والے مراکش کے رسالہ سے محروم ہو گئے جس سے اُن کی بہت بڑی
زت تھی۔

اپنی یہ کمزوری دیکھ کے قرطاجنہ والون ہنی بال کو بلایا کہ آکے اپنے وطن کو
بچاؤ۔ مگر اس کی پیو اتنا بڑا زبردست رومی افسر تھا کہ خود ہنی بال بھی باوجود سابقہ
تجربون اور اولوالعزمیون کے اُس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ مقام زاما کی لڑائی
ین ہنی بال کو کلیۃً شکست ہو گئی۔ اس لڑائی سے اہل قرطاجنہ کو اتنا بڑا نقصان پہونچ
گیا کہ اب سلسلۂ جنگ کا قائم رکھنا اُن کے امکان سے باہر تھا۔ مجبوراً سخت سے سخت
شرائط صلح جو رومیون کی طرف سے پیش کیے گئے اُن کو قبول کرنا پڑے آخر صلح ہو گئی
ور جدید عہدنامہ کے شرائط کی رو سے انھین اپنے تمام جنگی جہاز اور ہاتھی دولت
روم کے حوالہ کر دینا پڑے۔ اور اس کے پابند کیے گئے تھے کہ بعد ازان نہ کوئی نیا
جنگی جہاز بنائین۔ اور نہ نئے ہاتھیون کو لڑائی کے لیے تیار کرین۔ اس کے علاوہ خراج
کی حیثیت سے ایک بڑی بھاری رقم بھی اُن کو رومیون کی نذر کرنا پڑی۔ اور اقرار
کرنا پڑا کہ کسی ایسی سلطنت سے بھی کبھی نہ لڑین گے جو رومیون کی دوست ہو گی۔
غرض اس دوسری جنگ قرطاجنہ مین جو ۲۰۲ قبل محمد مین ہوئی تھی قرطاجنہ والون کی
ساری قوت و عظمت خاک مین مل گئی۔

اس کی پیو ایک نہایت ہی شان دار ٹرائنٹ بڑے کروفر اور تزک و احتشام کے ساتھ

روم مین بسر کرتے اور جیسے ہی کونسلی کی مدت پوری ہو چکتی بیرونی صوبجات کو اختیار کر لیتے جہان پہونچ کے یا تو وہان کے حاکم و والی مقرر ہو جاتے یا سرحد پہ لڑائی چھیڑ دیتے۔ ان صوبون مین وہ پرو کانسل کے لقب سے یاد کیے جاتے۔ اور روم مین زمانۂ کانسلی مین جو اقتدارات ملا کرتے تھے اُن سے بھی زیادہ اختیارات اُنھین یہان مل جاتے اور حکومت اُن کے ہاتھ مین ہوتی۔ اس خدمت پر وہ رومۃ الکبریٰ کی سنیٹ کی مرضی کے مطابق یا حسب تقاضائے ضرورت کبھی تین کبھی پانچ اور کبھی آٹھ سال تک قائم رہتے۔

چھوٹے صوبون کی حکومت اُن لوگون کو دی جاتی جو روم مین ایک سال تک پرائٹر کی خدمت ادا کر چکے ہوتے۔ اور اپنے علاقون مین پہونچ کے پروپرائٹر کہلاتے۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ رومۃ الکبریٰ کا ہر معزز آدمی اپنی باری مین ایک مدبر سلطنت یا ایک زبردست سپہ سالار بن جاتا اور ترقی و ناموری کے لیے اُسے وسیع میدان مل جاتا۔

یہ عہدہ داران روم اکثر اوقات اپنے اقتدارات کو شرمناک طریقون سے کام مین لاتے۔ اور رعایا کے ساتھ ظلم و جور کا برتاؤ کرتے۔ اور سرکاری محاصل کے علاوہ بہت سی دولت خود اپنی جیبون مین بھرنے کے لیے رعایا کو لوٹ لیا کرتے اب روم کا وہ عہد پیشین نہ تھا جبکہ ایک زبردست رومی بطریق اپنے دیانتدارانہ افلاس پر فخر و ناز کرتا تھا اور یہ اصول مد نظر تھا کہ بطریق ہو یا پلے بی دونون یکسان راستبازی سے اُتنی ہی زمین اور اُتنے ہی غلام اپنے قبضہ مین رکھتے جتنون کی اُنھین ضرورت ہوتی اور اُتنے ہی کا اپنے آپ کو حقدار تصور کرتے۔ اب تو حقیقی یون کہا وہ قانون جو ایک خاص مقدار سے زیادہ زمین پر کسی کے قابض ہونے کے خلاف تھا فنا ہو گیا تھا۔ لڑائی مین گرفتار ہو کے جو قیدی آتے سستے دامون بیچ ڈالے جاتے۔ فتحمندیون نے دولت مندی کی مقدار بھی بڑھا دی تھی لہذا ہر دولت مند کا گھر اور اُس کی زمینداری غلامون کی ایک تعداد کثیر سے بھری ہوئی تھی۔ زمین کے بونے جوتنے کا کام مطلقاً اُنھین غلامون پر چھوڑ دیا گیا تھا اس کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ روم کے آزاد غریب جو مزدوری وسے کے زراعت کے کام پر لگائے جاتے بیکار

رومی بھی اُن لڑائیوں کو اس لیے پسند کرتے تھے کہ مفتوح ملکوں سے سلطنت کو اس قدر دولت ہاتھ آجاتی کہ رعایا سے خراج حاصل کرنے کی ضرورت نہ باقی رہتی اور اہل شہر سے کوئی ٹکس نہیں مانگا جاتا۔

رومیوں کی معمولی پالسی یہ بھی کہ سرحدی علاقہ پر کسی چھوٹی قوم کو اپنی حمایت وپناہ میں لے کے اُس کی دشمن بڑی بڑی دولتوں اور حکومتوں سے لڑائی مول لیتے۔ اور چھیڑ خانیوں کے بہانہ پیدا کرتے۔ بلا لحاظ اس کے کہ اُن چھوٹی قوموں کی شکایتیں واجبی اور منصفانہ ہوں یا غیر منصفانہ۔ اور قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی ایسی حمایت کرنے والا مل جاتا ہے تو شریروں کی جرأت و بیباکی بڑھ جایا کرتی ہے۔ الغرض اس طریقہ سے بڑی بڑی سلطنتوں کے مقابلہ میں انتہا رجنگ دے کے وہ اُن کی قوت توڑ دیتے اور اُن کی پامالی وتباہی کے درپے ہوجاتے۔ غالب آنے کے بعد وہ صلح ایسی شرطوں پر کرتے کہ وہ سلطنتیں شکست کا اثر کم ہونے کے بعد ذرا بھی پنپنے اور سنبھلنے کی کوشش کریں تو رومی اُنھیں بغاوت کا الزام دے کے اُن پر فوج کشی کر دیتے۔ اور اپنے زبردست لشکر سے اُنھیں دم بھر میں مٹا کے رکھ دیتے تھے اور اُن کی قلمرو رومی قلمرو میں ملحق ہو کے دولت روم کا ایک صوبہ بن جاتی۔ اُن کی حرکتیں بالکل بلّی کی سی تھیں جو اپنے شکار کے ساتھ کھیلتی ہے۔ پہلے اُسے لنگڑا کر دیتی ہے۔ پھر چند لحظوں کے لیے اُسے یہ خیال کرنے کا موقع دیتی ہے کہ میں آزاد ہوں۔ مگر جب وہ بھاگنا چاہتا ہے تو جھپٹ کے مار ڈالتی اور اطمینان سے بیٹھ کے کھاتی ہے۔

جن قوموں سے دوستی پیدا کر کے اُن سے مدد مانگی تھی وہ بھی ٹکا سے ہی میں رہیں۔ کیونکہ مدد دینے کے چند ہی روز بعد وہ کمزور کی گئیں۔ پھر اُن کی پامالی کے لیے کوئی نہ کوئی بہانہ پیدا کر لیا گیا اور وہ تباہ و برباد کر دی گئیں۔ رومیوں کو اپنے تمام ان بے حمیتی و بدعہدی کے افعال پر کبھی شرم نہ آتی۔ اور اُن کی حکومت کا اصلی اصول یہ تھا کہ "جو شخص قوی ہے وہی حقدار بھی ہے" ہم چونکہ زبردست ہیں لہذا جو چاہیں کریں اُس کا حق رکھتے ہیں۔

جو معزز رومی کونسل کے عہدے پہ مامور ہوتے وہ کونسل رہنے کا زمانہ تو عمداً

اور ہاتھ مار کے اُس کا کام تمام کر دے۔ پھر اس کامیابی سے جیتنے اور سرخرو ہونے والے کی خوشی اسی وقت کے لیے تھی۔ کیونکہ اُسے بھی اپنی زندگی مین اس کے سوا اور کسی بات کی امید نہ تھی کہ طاقت یا قسمت کے جواب دے دینے کے بعد خود بھی کسی حریف سے مغلوب ہو اور اسی طرح مارا جائے۔

تلوار یون کی لڑائی رومیون مین بڑی ہی دلچسپی کی چیز تھی۔ جب کوئی شخص کانسل کی خدمت پر مامور ہوتا تو اس سے یہ سیر دکھانے کی ضرور فرمائش کی جاتی۔ ہم آج اس کا خیال آنے سے بھی تھرا جاتے ہین کہ رومیون کی ہر عید اور اُن کے ہر جشن کے موقع پر اس ظالمانہ تماشہ کی بدولت کتنے ایک آدمی قتل ہو جاتے ہون گے۔ اس بہیمیت کی سیر و تفریح کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ رومیون کے دلون مین قساوت پیدا ہوتی جاتی تھی۔ اور انسانی مصائب کی طرف سے بے پروائی روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔

ان باتون کے ساتھ رومیون مین علم کا ذوق بھی اس قدر زیادہ بڑھ گیا تھا کہ اس سے پیشتر کبھی نہین دیکھا گیا تھا مگر اُس کے ساتھ اس کو بھی نہ بھولنا چاہیے کہ اُن لوگون مین علم سے مراد وہ علوم تھے جن سے نہ انسانی مشکلات مین کسی قسم کی کمی ہو سکتی تھی اور نہ اُن سے ہنرمندی اور صنعت و حرفت کو ترقی ہو سکتی تھی۔ اُن مین کتابین علم و فضل کی تصنیفین اور نیز ہر قسم کے استاد سب یونان سے آئے تھے۔ لہذا ہر بات مین وہ یونانیون کے نقش قدم پر چلتے اور اپنے بچون کو فلسفہ اور فصاحت و بلاغت کی تعلیم دیتے اور حصول کمال کے لیے زبان یونانی کی تعلیم لازمی تھی۔ خود رومیون مین بھی تصنیف تالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ مگر اُن کی تمام تصنیفین یونانی تصانیف کی ناقص و غیر مکمل نقلین تھین۔ چند روز مین یونانیون کی اتباع کا انہماک اس درجہ کو پہونچا کہ یونانیون کی دیومالا اور اُن کے دیوتاؤن کی مزخرف کہانیان پوری پوری رومی لٹریچر مین اخذ کر لی گئین جنھین سُن کے بعض رومی تو اُن کے معتقد و معترف ہو جاتے اور بعض ہنس پڑتے اوج و عروج اور دولت مندی کا ایک کرشمہ یہ بھی تھا کہ دینی گرمجوشی بڑی سرعت کے ساتھ کم ہوتی جاتی تھی۔ اور مابعد الموت کی طرف سے غافل ہوئے جاتے تھے۔ اُن مین کا

گئے تھے۔ اور فقر و فاقہ مین مبتلا۔ اسی قدر نہین بہی غلام اپنے آقاؤن کے گھر کی تمام
ضرورتین پوری کر دیتے۔ کپڑے سی کے وہ تیار کر دیتے فرنیچر وہ بنا دیتے۔ غرض
سارہی ضرورتین انھین سے رفع ہوجاتین۔ اور روم کے صناعون دستکارون اور تمام
اہل حرفہ کی روزی یک قلم جاتی۔ بہی انھین غلامون مین بعض یونانی بھی تھے۔ جن مین
دماغی قابلیت بھی۔ اور اپنے آقاؤن سے زیادہ صاحب علم تھے۔ وہ اُن کے سکرٹری
در معتمد قرار پاتے۔ چند روز مین آقا سے زیادہ مانوس ہوجاتے اور اکثر اوقات انھین غلامی
سے آزادی مل جاتی۔ الغرض غربا ے روم کے تمام ذرائع آمدنی موقوف ہوگئے تھے۔

بدترین کام جو رومی اپنے غلامون سے لیتے یہ تھا کہ مالکون کی دلچسپی اور تفریح کے
لیے باہم لڑائے جاتے۔ یہ بدنصیب لڑنے والے غلام جو گرسے ڈی ایٹرز (گلیڈیئیٹر)
لاتے شمشیر زنی کی تعلیم گاہون مین رکھے جاتے۔ لڑائی کے فنون کی طرح خوب تیار کیے
تے۔ مگر سب اس لیے تھے کہ فضول لڑ مرنے اور جان دینے کا تماشا اپنے آقا اور اُس کے
احباب کو دکھائین۔ اُن کی لڑائی کا دنگل قوس یا نعل کی وضع کا تعمیر کیا جاتا۔ اور ایمفی
تھیٹر کے نام سے مشہور ہوتا تھا۔ اُس مین گرداگرد نشست گاہون کی صفین ہوتین۔
ن کے درمیان مین ایک کشادہ میدان رہتا جس پر بالو بچھا دی جاتی۔ اُس بالو پر ان
ب غلامون کی جوڑین آکے لڑتی۔ اور کٹتی۔ مرتی تھین۔ کبھی آدمی درندون سے
ر کبھی درندے درندون سے لڑانے جاتے۔ آدمیون پر شیر چھوڑے جاتے۔ غرض ہر تماشہ
ن ملبیون النسانون کی جانین جاتین۔ اور سنگدل امراے روم بیٹھ کے اُن کا تماشا
یکھتے۔ غلامون کی باہمی لڑائی زیادہ لطف کی لڑائی سمجھی جاتی۔ جب کوئی تلوریہ
ہرے کے ہاتھ سے زخمی ہو کے گرتا تو غالب حریف جس نے غالباً اُسی صبح کو اپنے
ی حریف کے ساتھ ایک ہی پیالہ مین بیٹھ کے کھایا پیا ہوتا اُس کے خون مین تلوار
نگنے کے بعد تماشائیون کی طرف دیکھتا کہ اب کیا حکم ہے۔ اگر لوگ اپنے انگوٹھے
نیچے کی طرف جھکا دیتے تو چند روز کے لیے اُس غریب کی جان بچ جاتی۔ اور اگر سب
نے انگوٹھے اوپر اٹھا دیتے تو غالب تلوریے کا فرض تھا کہ اُسی وقت تلوار کا ایک

اُن کے دسترخوان نہایت ہی اعلیٰ ترین دولت مندی تکلف اور نفاست مزاجی کے نمونہ ہوتے۔

جو لوگ پرانی جفاکشی کی معاشرت کو پسند کرتے تھے اس نئے اسلوب زندگی اور ان تکلفات کو بُرا سمجھتے اور جہاں تک بنتا احکام اور قوانین کے ذریعہ سے لوگوں کو ایسی فضول خرچیوں سے روکتے۔ کبھی حکم جاری ہوتا کہ ایک معینہ شمار سے زیادہ تعداد مہمانوں کی نہ ہوا کرے۔ کبھی یہ فرمان نافذ ہوتا کہ کسی دسترخوان پر تین قسم کے گوشتوں کے علاوہ چوتھی قسم کا گوشت نہ ہونے پائے۔ اور کبھی اس بات کی تاکید کی جاتی کہ ایک بوڑھی اور دُبلی مرغی کے سوا اور کسی طائر کا گوشت دسترخوان پہ نہ آنے پائے۔ مگر یہ سب قابل مضحکہ احکام تھے جو فقط نام کے لیے جاری ہوجاتے کبھی اُن پر عمل درآمد نہ ہونے پاتا۔ جب دعوتوں کا موقع آتا تو یہ سب احکام رکھے رہ جاتے اور ہر قسم کے مسرفانہ تکلفات اور شان داری وشوکت مین کوئی بات اُٹھا نہ رکھی جاتی۔

کھانے کی طرح لباس مین بھی تبدیلی ہوتی جاتی تھی۔ طوغہ کے رنگ طرح طرح کے ہوگئے تھے اور آخر مین طوغہ بھی چھوٹ گیا۔ دوسری قسم کے لباس جو زیادہ موزون وخوشنما نظر آتے اختیار کرلیے گئے۔ اور طوغہ فقط اُس وقت کے لیے باقی رہ گیا جبکہ اہل شہر کو کبھی درباری لباس مین آنا پڑتا۔ ایک مرتبہ ممانعت ہوگئی تھی کہ خاتونان روم نہ رتھون پر سوار ہون۔ اور نہ طلائی وارغوانی رنگ کے کپڑے پہنین۔ مگر عورتون نے اس قانون کی ذرا بھی سماعت نہ کی اور اُس کے منسوخ کرانے کے لیے بڑا شور وہنگامہ مچایا۔ مرقس پورقیوس کاٹو نے جو سنسر یعنی مجسٹریٹ تھا اور ایک سادہ مزاج بوڑھا رومی افسر تھا جہان تک بنا عورتون کی شورش کا مقابلہ کیا۔ اُس کا قول تھا کہ اگر یہ قانون منسوخ ہوگیا تو غریب گھرانون کی عورتون مین شوق پیدا ہوگا کہ دولت مند بیگمون کی پیروی کرین اور اُنھین کی سی وضع اختیار کرین۔ یہ ایسا شوق ہے جو انھین مفلس ومفلوک الحال بنا کے تباہ وبرباد کردے گا۔ اور آخر مین وہ اپنے کیے پر نادم ہون گی۔ اسی سلسلہ مین اُس نے یہ بڑی نازک ولطیف بات کہی تھی۔ جہان کسی عورت کو کسی ایسے کام کے کہنے پر شرم آئی جو اُس کے کرنے کا ہے تو اُس کے ساتھ اُن کامون کے کرنے پر جو نہین کرنے

غالب گروہ اپی کیورین فلسفہ کا دلدادہ تھا جس کا منشا یہ تھا کہ انسان سے جہاں تک بن پڑے بس اپنے عیش و آرام کا سامان فراہم کرنا چاہئیے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ تمام اعلیٰ اور بہترین اخلاقی اصول جو افعال انسانی کے مقاصد دماغ میں تبائے جاتے ہیں اُن میں مردہ ہوتے جاتے تھے۔

غرض جو جو دولت بڑھتی تھی اُن میں عیش پرستی اور تکنت بھی بڑھتی جاتی تھی۔ ہر دولت مند رومی کا ایک گھر شہر میں ہوتا اور ایک یا متعدد بنگلے اُن کی دیہات کی زمینداری میں ہوتے۔ اور جہاں تک بنتا اس قسم کے دونوں مکان نہایت ہی نفاست و دولت مندی کی شان اور بڑے تکلف سے آراستہ کیے جاتے۔ صحن میں چوکور اینٹوں کا فرش ہوتا جن میں بڑی ہی خوبصورتی و نزاکت سے پچی کاری کا کام بنایا جاتا۔ باغ بڑی توجہ و سرگرمی سے اور بہت سا روپیہ صرف کر کے تیار کیے جاتے۔ اُن میں جا بجا مورتیں نصب کی جاتیں۔ درختوں کی وضع سے عمدہ عمدہ خوبصورتیاں پیدا کی جاتیں جا بجا خوشنما حوض قائم ہوتے اور اُن میں مچھلیاں چھوڑی جاتیں مچھلیوں کا انھیں بہت ہی شوق تھا۔ اور اس کا شغف اِس قدر بڑھ گیا تھا کہ روم الکبریٰ کی سنیٹ (مجلس حکومت) کے کسی رکن کو ایک بار مجمع عام میں یہ الزام دیا گیا تھا کہ اپنی ایک چہیتی مچھلی کے مرجانے پر اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔ یہ الزام سُن کے اُس ممبر سنیٹ نے کہا "ہاں میں ایسا ہی رقیق القلب ہوں۔ یہ صاحب جو مجھے الزام دے رہے ہیں اُن کی یہ حالت ہے کہ ایک چھوڑ تین تین بیبیاں مرگئیں۔ مگر اُن کی آنکھیں نم نہ ہوئیں ایسا مضبوط دل کوئی کہاں سے لا سکتا ہے؟" وہ پلنگ جن پر کھانے کے بعد رومی آ کے بیٹھا کرتے تھے۔ اُن پر نرم و نازک گدے بچھے ہوتے۔ اور اس ترتیب سے بچھائے جاتے کہ اُن پر برابر برابر تین آدمی لیٹ سکیں۔ اُن کی دعوتیں نہایت شان داری کی ہوتیں اعلیٰ درجے کے قیمتی گوشت نفیس و لذیذ ترکاریاں۔ قسم قسم کی مچھلیاں بڑے اہتمام کے ساتھ دور دور سے لائی جاتیں۔ ایک خاص قسم کے چوہے نفیس غذائیں کھلا کھلا کے خاص طور پر برسوں میں تیار کیے جاتے۔ اور اُس کے بعد بڑے اہتمام سے پکائے جاتے

بڑھے چڑھے ہوتے۔

رومیون کی یہ تبدیلیان جن کا اوپر ذکر ہوا۔ تدریجاً دولت روم کو اُس عہد کی طرف بڑھاتی لاتی تھین جس کی تاریخ ہم اب شروع کرنے والے ہین۔ اور چونکہ ہر واقعہ کی ابتدا کو جداگانہ اور متأخر کرکے بتانا دشوار ہے اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اُن سب کو ایک تمہید کی حیثیت سے ایک ساتھ بیان کردیا جائے تاکہ جو واقعات بعد کی فصلون مین بیان ہون گے سب اُن کے نتائج تصور کیے جائین۔ اور واقعات مابعد کی توضیح ہوتی جائے

فصل دوم

اہل مقدونیہ سے لڑائی (۲۱۵ قبل محمد سے ۱۷۷ قبل محمد تک)

قرطاجنہ کی لڑائی کے ختم ہونے سے پہلے ہی رومیون نے اپنی وضع اور اپنی پاسی اہل یونان پر ظاہر کردی تھی۔ کیونکہ ادری ریہ والون کی بحری تاخت و تاراج اور ڈاکہ زنیون کا انھون نے خاتمہ کردیا تھا۔ اسے لی ریہ والون کا ملک بحر ایڈریاٹک کے مشرقی کنارے پر یونانیون کا پہلا مقبوضہ مقام تھا۔ علی ہذا القیاس رومیون نے اے طولیہ والون سے اتحاد پیدا کر لیا تھا۔ اور اُن کی مدد سے یہ فائدہ اُٹھایا کہ ہنی بال کی مدد پر جب فلپ شاہ مقدونیہ آنے کو تھا اسے طولیہ والے کھڑے ہو اُس کے مقابلہ کو اُٹھ کھڑے ہوے۔ اور اُسے کسی طرح گھر چھوڑتے نہین بنی۔ اُس کے بعد اے طولیہ والون پر جب فلپ کا زیادہ دباؤ پڑا تو انھون نے رومیون سے مدد مانگی جن کے کہنے سے لڑنے کو تیار ہو گئے تھے مگر رومیون نے انھین مدد دینے سے انکار کیا۔ لیکن چند ہی روز بعد ۲۰۶ قبل محمد مین رومی سپہ سالار طیطوس کوئن طوس فلامے نیوس نے مقام سنوسی فالہ کی چٹانون پر فلپ کو فاش شکست دی اور مجبور کردیا کہ رومی جن شرائط کو پیش کرین انھین فلپ قبول کرے۔ رومیون کی شرطون مین ایک اہم شرط یہ تھی کہ فلپ تمام یونانی شہرون پر سے عام از ین کہ وہ یورپ مین ہون یا ایشیا مین اپنا قبضہ اُٹھالے۔ گویا رومیون نے اہل یونان کو مقدونیہ والون کی غلامی سے

اُس کا نادم ہونا موقوف ہوجائے گا۔ لیکن اُن مجسٹریٹ صاحب کا کچھ زور نہ چلا۔ اور وہی ہوا جو عورتیں چاہتی تھیں۔ قانون مذکور منسوخ ہوگیا۔ اور چند ہی روز میں وہ سونے کے مرصع زیور جواہرات اور بھاری کپڑوں سے لدی پھندی نظر آنے لگیں۔

مگر اتنا غنیمت تھا کہ ابھی تک رومی فوج کی اُس شان اور آئین کی جان بازی و فتح مندی میں فرق نہیں آنے پایا تھا۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ اب وہ پہلے سے زیادہ باضابطہ تھی اور اُس کے سپاہی اور افسر اعلیٰ ترین اصول جنگ کے مطابق لڑا کرتے جہاں وہ اپنا خیمہ قائم کرتے گرد ایک فصیل بنا لیتے اور لشکر گاہ کے گرد ایک گہری خندق کھود لیا کرتے جو ہمیشہ مربع دشنع کی ہوتی اور اُس کے چاروں ضلع برابر ہوتے۔ اس کے چار پھاٹک ہوتے جو اکثر ایسے مضبوط بنائے جاتے کہ رومیوں کے بنائے ہوئے ایسے بعض بعض پھاٹک آج تک موجود ہیں۔ رومی لشکر کی باقاعدگی اس قدر مکمل تھی کہ رومی لشکر گاہ پر کسی حریف کا اچانک آپڑنا غیر ممکن تھا۔ لڑائی میں ہر رومی سپاہی کو بغیر اس کے کہ کوئی بتائے اپنے خدمات اور اپنے فرائض بخوبی معلوم ہوتے اور اپنی تکمیل کے ساتھ کبھی اتفاقی طور پر بھی کسی رومی سپاہی سے اپنے فرائض جنگی بجالانے میں غلطی یا فروگذاشت نہ ہوتی۔ جاڑوں کا موسم عموماً اپنی حفاظت کے سامان پیدا کرنے اور اپنے مورچوں اور قلعوں کے زیادہ مضبوط کرنے میں یا سڑکوں کے بنانے میں صرف کیا جاتا۔ تاکہ رومۃ الکبریٰ اور اُس کے تمام صوبجات کے لشکرگاہوں اور پڑاؤ کے مقاموں میں آمد و رفت کا سلسلہ بہ آسانی قائم رہے اُن کی بنائی ہوئی سڑکیں اس قدر مضبوط تھیں کہ بہت سی آج تک موجود ہیں۔ سپاہیوں کو اپنے خدمات بجالانے کا صلہ و انعام اکثر اس طریقہ سے دیا جاتا کہ مفتوح ممالک میں سکونت اختیار کرنے اور بسنے کی اجازت دی جاتی اور پھر رومۃ الکبریٰ میں شہری ہونے کے حقوق بھی انھیں حاصل ہوتے جو قدیم دولت روم کے عہد میں ایک نعمت عظمیٰ کی حیثیت رکھتے تھے۔ لہذا رومیوں کی جو نوآبادیاں دیگر مقامات میں قائم ہوتی تھیں وہ صوبجات روم کے دیگر بلاد کے مقابل زیادہ ممتاز تصور کی جاتیں اور اُن میں بسنے والے رومیوں کے حقوق بھی سب سے زیادہ اور بہت

پر چڑھائی بھی کر دی۔ مگر ہنی بال کو لشکر دے کے اٹلی پر روانہ کرنے کے بجائے اُسے اس اولوالعزمی کے سفر سے روک دیا جس کی وجہ یہ تھی کہ دل میں وہ ہنی بال کی ناموری و شجاعت پر حسد کرتا تھا اور یہ نہ چاہتا تھا کہ فتحمندی کا سہرا ہنی بال کے سر رہے۔ خود وہ لشکر لے کے جو یونان کی طرف چلا تو جزیرۂ یوبوا میں پہونچ کے ٹھہر گیا اور ایسا عیش پرستی اور رنگ رلیوں میں پڑا کہ لڑائی کی تیاری کا سارا زمانہ نفس پروری میں صرف کر دیا یہاں تک کہ ناگہان خبر آئی کہ رومی لشکر قریب آ پونہچا۔ یہ سُن کے انطیوگوس ایشیائے کوچک میں واپس آیا۔

رومی لشکر کا سپہ سالار اس مہم میں اِس کی سپیو تھا۔ اور اُس کا بھائی افریقانوس اعظم اُس کے نائب کی حیثیت سے ساتھ آیا تھا۔ کوہ سپی لوس کے قریب دونوں لشکروں میں ایک بڑا بھاری میدان کارزار گرم ہوا جس میں انطیوگوس کو کلیۃً شکست ہوگئی۔ اور ہنی بال کی تباہی تدبیرین خاک میں مل گئین۔ اس عہد کے نامور ترین اور اعظم ترین سپہ سالاروں افریقانوس اور ہنی بال مین سے ایک بھی اتفاقاً اس میدان مین موجود نہ تھا۔ افریقانوس تو بیماری اور ناسازی طبع کی وجہ سے عرصۂ گیرودار مین شریک نہ ہو سکا اور ہنی بال شہر پام فیلیہ مین محصور ہو گیا تھا۔ لیکن لوگون کا بیان ہے کہ اس زمانہ کے قریب ہی اُن دونون سپہ سالارون مین دوستی ہو گئی اور اِس کی سپیو نے ایک دن اثنائے گفتگو مین ہنی بال سے پوچھا "تمھارے نزدیک دنیا مین سب سے بڑا سپہ سالار کون ہے؟" ہنی بال نے کہا "سکندر" پوچھا "اور اُس کے بعد؟" جواب دیا "پِرہوس" سوال کیا "اچھا پھر اُس کے بعد؟" بولا "مین" اس کی سپیو نے پوچھا "اچھا اگر میرے مقابلہ مین تم کو فتح حاصل ہو جاتی تو کیا کہتے؟" اس کے جواب مین قرطاجنہ کے بوڑھے سپہ سالار نے کہا "تو سکندر کے بعد دوسرا سپہ سالار مین اپنے آپ ہی کو قرار دیتا۔"

لڑائی کے بعد پھر جب صلح ہوئی تو رومیون نے انطیوگوس کے ساتھ یہ شرط کی اور اس پر بہت اصرار کیا کہ وہ ہنی بال کو اپنے دربار سے نکال دے۔ اس کی سپیو نے

آزادی دلادی - چنانچہ خود فلامے نیوس نے یونانی شہر کارنتھ مین جا کے عین اُس وقت جبکہ اِس بھی کھیلون کی شرکت کے لیے یونانیون کی ایک جماعت عظیم جمع تھی اس بات کا اعلان کر دیا کہ دولت روم نے یونان کو آزادی دلادی -

یہ مژدہ سن کے یونانی بے انتہا خوش ہوئے اور اس جوش وخروش سے بے تحاشا خوشی کے نعرہ مارنے لگے کہ کہتے ہین بہت سے طیور جو اوپر ہوا مین اُڑ رہے تھے اس شور کے تھپیڑے کھا کھا کے زمین پر گر پڑے اور فلامے نیوس چونکہ اُن کا آزادی دلانے والا تھا اُس کی جس قدر تعظیم وتکریم اور آؤبھگت کی جاتی تھی وہ اُس کے احسان سے کم سمجھی جاتی تھی - لیکن بہت ہی جلد ہی کھل گیا کہ اس موعودہ آزادی کے معنی صرف یہ تھے کہ بجاے مقدونیہ کے بادشاہ کے انھین رومیون نے اپنا غلام بنا لیا ہے - ع "چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی" یونانیون نے کسی قسم کی آزادی ظاہر کرنے کی ذرا بھی کوشش کی اور اُن کے نئے مالکون نے سخت مزاحمت سے پیش آ کے بتا دیا کہ ہم نے تمھین جو آزادی دلائی ہے اُس کے کیا معنی ہین -

ایشیا کے جن شہرون پر فلپ کا قبضہ تھا اُن سے اُس کے دست بردار ہوتے ہی رومیون کو موقع مل گیا کہ اُن مقامات کے معاملون مین دخل دین - علی ہذا القیاس رومیون کے دو اور نئے دوست تھے - جن کے باہمی جھگڑون مین رومیون نے یہ پالسی اختیار کی ۔ ملک شام کے فرمان روا کے خلاف نوعمر و ناتجربہ کار بادشاہ مصر بطلیموس اور یومنیس شاہ پرگاموس کی تائید کرین ۔ شام کے بادشاہ انطیوگوس اعظم کو بھی اس بات کا خیال نہ آیا ۔ جہان تک ہے رومیون سے لڑائی کو ٹالے اور اس کا سبب یہ تھا کہ اُس کے دربار مین ہنی بال موجود تھا ۔ جسے رومیون سے دلی عناد تھا اور ہمیشہ اُن کی دشمنی پر تُلا رہتا تھا ۔ انطیوگوس کو پہلے ہی سے ابھار رہا تھا کہ خود جا کے یونان پر چڑھائی کر دیجیے اور یک دوسرا لشکر مجھے دیجیے کہ مین دوبارہ جا کے خاص اطالیہ پر حملہ کرون - اور رومیون کو اُن کی دست درازیون پر سزا دون -

ہنی بال کے اس مشورہ پر انطیوگوس پہلے تو خوش ہوا - اور یونان کے علاقہ اُسے لے لیا

صرف کردی اور مرتے وقت وصیت کردی کہ میں یہیں دفن بھی کیا جاؤں تاکہ میرے ناشکر ہم وطنوں کو میری ہڈیاں بھی نہ نصیب ہو سکیں۔

سنہ ۷۵۴ قبل محمد میں وہ پیوندِ زمین ہوا۔ اسی سال ہنی بال نے بھی اپنی زندگی ختم کی تھی اور اسی سال اکیائیا والوں کے بہادر سپہ سالار فی لوپیمون کی زندگی کا چراغ بھی گل ہوا جو یونانی عظمت و شان کی آخری یادگار کہلاتا تھا۔ اُس غریب کو سی نیا والوں نے گرفتار کر لیا تھا اور نہایت ہی شرمناک طریقہ سے بیچارے کی جان لی۔

فصل سوم

یہود پر جور و ستم (۷۳۸ قبل محمد سے ۷۴۵ قبل محمد تک)

کتاب عہد قدیم یعنی توریت کی کتاب دانیال میں انطیوکوس اعظم کی لڑائیوں کے بارے میں پیشین گوئی کی گئی ہے۔ اُس کے زمانہ میں بنی اسرائیل کو بڑے بڑے مظالم برداشت کرنا پڑے۔ اس لیے کہ ان دونوں فرمانرواے شام انطیوکوس اور شاہ مصر بطلیموس کے مابین جو لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں اُن کا میدانِ جنگ ارض یہود ہی ہوتی تھی۔ انطیوکوس نے ملک فارس پر چڑھائی کی اور ایران کے شہر الیمائس کے مندر کو لوٹ رہا تھا کہ ۷۵۶ قبل محمد میں اُس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا اور اُس کا بیٹا سلوقوس تخت پر بیٹھا۔ یہ سلوقوس کتاب دانیال میں "محصول بڑھانے والے" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ اُس نے اپنی زبردستی کی ہوس میں ہلیوڈورس نام اپنے ایک سردار کو روانہ کیا کہ بیت المقدس میں حرمِ ربانی یعنی ہیکل سلیمانی کے خزانہ میں جو کچھ ملے اٹھا لائے۔ جناب یہود کے مقتدائے اعظم اونیاس کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اپنی قوم کے لوگوں کو جمع کیا اور نہایت ہی حضورِ قلب اور خضوع و خشوع سے دعا مانگی اور خدا کی مدد و اعانت کا خواستگار رہا۔ اگلے زمانہ کی اکثر دعاؤں کی طرح یہ دعا بھی قبول ہوئی۔ اور ہلیوڈورس نے جیسے ہی ارادہ کیا کہ مقدس و محترم خزانہ کے مکان میں قدم رکھے ناگہان ایک نہایت ہی خوبصورت شان و شوکت اور رعب اور دبدبے کا سوار زرق برق سلطنہ

ایک بہادر اور شریف دشمن کے ساتھ ایسے بے رحمی کے سلوک کو نہین پسند کیا اور سخت مخالفت کی۔ لیکن اُس کی کچھ نہ چلی۔ اور ہنی بال کو مجبور ہونا پڑا کہ اپنی زندگی کے آخری بڑھاپے کے دن بتھنیہ مین جا کے بسر کرے۔ اور وہان کے بادشاہ پروسیاس کی حمایت مین پناہ لے۔ جب رومیون کو اس کی خبر ہوئی تو اُس کے تعاقب مین وہان بھی پہنچے اور شاہ پروسیاس سے بھی تقاضا شروع کیا کہ ہنی بال کو اپنی قلمرو سے نکال دے۔ رومیون کی یہ حالت دیکھ کے آخرکار ہنی بال نے دلشکستگی اور ہر طرف سے ستائے جانے کے باعث یہ جملہ کہا کہ "مین خود ہی رومیون کو ایک بوڑھے شخص کی بہشت سے آزادی دلا دون گا" اور جام زہر پی کے اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

لوقیوس اسکی پیو کو اب ایشیاطیقوس کا خطاب دیا گیا۔ لیکن اُس کے روم پہونچنے کے ایک سال بعد مارقیوس پورقیوس کاٹو نے اُسے اپنے سامنے طلب کیا کہ مہم شام اور وہان اپنے زمانہ حکمرانی کا حساب پیش کرے۔ افریقانوس کو اپنے بھائی کے ساتھ ایسا سلوک ہوتے اور اُس کے خلاف اس قسم کا الزام قائم کیے جانے سے سخت صدمہ ہوا اور زبردستی اُسے عدالت کے قبضہ سے نکال لے گیا۔ اس پر برہم ہو کے کاٹو نے یہ کارروائی شروع کی کہ خود افریقانوس سے قرطاجنہ کے مال غنیمت کا حساب طلب کیا۔

افریقانوس کا چال چلن ہمیشہ دیانت داری اور نہایت ہی راستبازی کا رہا تھا۔ جب اُس پر الزام عائد کیا گیا تو اُس نے جواب دہی مین ایک لفظ بھی نہین کہا۔ مگر پیشی کے دوسرے دن مین اُس وقت جبکہ جج لوگ اپنی اپنی کرسیون پر آ کے بیٹھ چکے اور اجلاس کرنا شروع کیا۔ چلا کے کہا "آج کا دن میری فتح زاما کا دن ہے جس دن ہر سال خوشی کی عید منائی جاتی ہے۔ یہان بیٹھ کے گپین اُڑانے سے کیا حاصل ہے؟ چلیے دیوتاؤن کا شکریہ ادا کرین۔"

اس تقریب کے یاد آتے ہی سینیٹ نے اپنا اجلاس ملتوی کر دیا۔ اور اس کی پیرو سب لوگون کو لے کے کیپٹل (قلعہ) مین گیا۔ وہان قربانی کی رسم ادا کی۔ اور سیدھا شہر سے نکلا چلا گیا اور کسی کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ اُسے روکے۔ شہر سے نکل کے وہ براہ راست اپنی زمینداری مین گیا جو لٹرنوم مین تھی اور وہین اپنی باقی ماندہ زندگی

اور اچھا مقتدا تھا اور وہ بے دین تھے چنانچہ مقتدائی کی مسند پر قبضہ پاتے ہی اُنھون نے بادشاہ کی تجویزون کی حمایت شروع کی۔ اور یروشلیم (بیت المقدس) کی آبادی کے اندر یونانیون کی بت پرستی کے لیے ایک رقبہ کھینچا۔ اور لوگون کو اجازت دی کہ مشت زنی وغیرہ کی ورزشین اور اس قسم کی اور کثرتین جاری کرین۔ اُن کا تماشا جوش وخروش سے دیکھین۔ ور اُن کے لیے بیت المقدس کی عبادت چھوڑ دینے مین کوئی مضائقہ نہین۔

اس کے بعد ہی یہ حکم جاری ہوا کہ ہیکل سلیمانی جو انبیائے موحدین کی یادگار اور توحید کا پرانا مہرچشمہ تھا جیوپیٹر دیوتا کے نام پر نذر کر دیا جائے۔ خود انطیوکس یروشلیم مین آ دھمکا۔ خاص حرم کے اندر گھس پڑا۔ مقدس قربان گاہ پر سورون کا گوشت چڑھایا جس سے زیادہ ناپاک کوئی چیز یہود کے نزدیک نہ ہو سکتی تھی۔ اور ساری عمارت کے در و دیوار سور کے گوشت کا شوربا چھڑک چھڑک کے ناپاک کیے گئے۔ اور یہودیون مین ایسے جس کسی نے سور کا گوشت کھانے یا جیوپیٹر کے نام پر بھینٹ چڑھانے۔ یا بچس دیوتا کی نذر کے لیے ایک خاص بوٹی کو جو "آیوی" کہلاتی تھی جلوس اور دھوم دھام کے ساتھ لیجانے سے انکار کیا سخت بے رحمی اور ظالمانہ سختیون کے ساتھ قتل کیا گیا۔ دو یہودیہ عورتون کو جنھون نے اپنے بچون کا ختنہ کر دیا تھا یہ سزا دی گئی کہ اُن کے بچے اُن کے گلے مین باندھ کے لٹکا دیے گئے اور ان بچون سمیت شہرپناہ کی بلندی سے نیچے پٹک کے مار ڈالی گئین۔ محترم مفتی یہود الیعزر اور ایک مان اور اُس کے سات بیٹے اسی وقت کے مشہورترین شہیدون مین تھے۔ مگر بہت سے یہودیون نے اطاعت قبول کر لی۔ خاص حرم الحرم کے اندر جیوپیٹر دیوتا کی ایک قربان گاہ تعمیر کی گئی۔ اور اس سے پہلے کبھی کسی زمانہ مین بھی عبادت الٰہی ایسی خطرناک حالت مین نہ نظر آئی تھی جیسی کہ ان دنون نظر آرہی تھی۔ کیونکہ خانۂ خدا ناپاک کیا گیا اور مقتدایان دین اور عام اسرائیلی لوگون نے یکسان طور پر خواہ بہ جبر و اکراہ یا بہ رضا و رغبت بے دینی اختیار کر لی۔

آخرکار ارض یہود کے ایک چھوٹے شہر مین جس کا نام "مودن" تھا یکایک انتقام اور جوش مخالفت کی آواز بلند ہوئی۔ انطیوکس کا ایک افسر دیوتاؤن کے سامنے

لگانے اور ایسی ہی عظمت و جبروت کے دو اور سوارون کو اپنے ہمراہ لیے ہوے نمودار ہوا۔ اور ہلیوڈورس کو ڈھکیل کے نیچے گرا دیا۔ اور اتنے کوڑے مارے کہ نہ اُس کے ہوش و حواس بجا رہے اور نہ اُس مین بات کرنے کی طاقت رہی۔

ہلیوڈورس کے ہمراہیون نے گھبرا کے اونیاس کے سامنے التجا کی کہ خدا کے لیے ہمارے سردار کو بچا لیجیے۔ اونیاس نے ترس کھا کے اُس کی جان بچنے کی دعا کی۔ اور وہی فرشتہ نما صورتین پھر نمودار ہوئین اور ہلیوڈورس سے کہا "کہ اس مقدس مقتدا کی سفارش و شفاعت سے تمھاری جان بخشی کی جاتی ہے۔ لو جاؤ۔ اور خدا کے ان نمایان کامون کی دنیا مین اشاعت کرو۔" اس طریقہ سے خدا کے ان منتخب و برگزیدہ لوگون کو پھر ایک بار یقین دلایا گیا کہ خدا کا فرشتہ اُن کی حفاظت و حمایت کے لیے اُن کے حرم کے آس پاس موجود رہا کرتا ہے۔ جس کے غصہ سے اُنھین ہمیشہ خائف رہنا چاہیے۔"

ہلیوڈورس نے یہان سے جا کے اپنے مالک سلیوقس کو زہر دے دیا اور انطیوگوس اعظم کے دوسرے بیٹے انطیوگوس اپیے فانس نے تخت و تاج پر غصباً قبضہ کر لیا۔ اس نئے تاجدار شام کی شریر النفسی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ اور بے انتہا ظالم تھا۔ اس کے ساتھ اُس کی لغویت اور بے عقلی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ سلطنت کے تمام ارکان اور ساری رعایا کو اُس سے نفرت ہو گئی۔ اُس کی یہ حالت تھی کہ شراب کے نشہ مین بدمست و مدہوش سفید کپڑے پہنے ہوے انطاکیہ کی سڑکون پر مارا مارا پھرتا اور راہگیرون کو پتھر کھینچ کھینچ کے مارتا۔ میلون اور مذہبی عیدون مین خود اپنے دیوتاؤن کی پرستش کا اس نے کچھ ایسا طریقہ اختیار کیا تھا کہ لوگون کو اُس کی عبادت گزاری مین بجائے پرستش کرنے کے معبودون کا مضحکہ اڑانے کی شان نظر آئی اور مذہب کی اس توہین و تضحیک کے ساتھ ساری رعایا کو جبریہ تاکید تھی کہ دیوتاؤن کی پوجا مین کوئی کوتاہی نہ کرین۔ چاہے اس مذہب کے پیرو ہون یا نہ ہون۔ یہودیون میں جب اُس کے یہ احکام پہونچے تو اونیاس کے بے دین بھائیون نے اُسے مسند اقتدا سے نکال دیا اور خود مقتداے قوم بن گئے۔ حالانکہ اونیاس نیک نفس و پاک طن

اپنے مظالم مقدس چیزون کی بے حرمتی اور سچے موحدون کی آزار رسانی کی وہ مانی تکلیف اُس مرض کی تکلیف سے کچھ کم نہ تھی - بہرحال جناب سرورکائنات سے ۲۴ سنہ برس پہلے وہ مرگیا اور اُس کا بیٹا انٹیوکس یوپاتور اُس کا جانشین ہوا مکابیوس اور اُس کے ہمراہیون کے مقابلہ پر اُس نے بھی لڑائی جاری رکھی اسی اثنا مین انٹیوکس کے چچا زاد بھائی ڈیمطریوس نے اُسے تخت سے اتار دیا اور اُس کے ساتھ ہی یہود نے رومیوں سے دوستی و صلح کی درخواست کی - لیکن قبل اس کے کہ ان کے سفیر رومیون کے پاس واپس آئین ان دیندار یہودیون اور اُن بددین اسرائیلیون سے جو رومیون کے اثر سے بت پرست ہوگئے تھے ایک سخت لڑائی ہوئی جس مین دینداروں کو بڑی ہار کی شکست ہوئی - مگر یہوداکے بھائی جوناتھن کے جھنڈے کے نیچے دیندار یہودیون نے پھر جمع ہوکے بڑی بڑی بہادریان دکھائین - اور روز بروز اپنے ہم قوم دشمنون سے زیادہ حقوق حاصل کرتے رہے یہان تک کہ ۱۴۳ سنہ قبل محمد مین اُنھون نے ایک نئی سند حکمرانی و فرمان فرمائی حکومت شام اور دولت روم دونون سے حاصل کرلی اور تسلیم کرلیا گیا کہ وہ آزاد اور خودمختار رہین -

مگر ان خداپرست یہودیون مین بھی لوگون کے دلون پر خودغرضیان طاری تھین جوناتھن کو اُس کے بھائی شمعون نے دغابازی کی راہ سے مار ڈالا اور قومی حکومت اپنے ہاتھ مین لے کے یہودیون کا فرمان روا بھی بن گیا اور مقتدائے اعظم بھی قرار پایا شمعون کے بعد اس کا بیٹا یہودیون کا حکمران و مقتدا ہوا - اور اُس کے بیٹے ارسطوبولو کو کچھ ایسی عزت و عظمت حاصل ہوگئی کہ اُس نے بادشاہی کا لقب بھی اختیار کرلیا -

ان مین سے پہلے مقتدائے یہود کے بیٹے اونیاس کو انٹیوکس اپی فانس نے جلاوطن کردیا تھا - وہ بیت المقدس سے نکل کے مصر مین گیا - اور وہان یہودیون کی ایک بڑی نوآبادی قائم کرلی - اور اپنا ایک معبد بھی تعمیر کرلیا جو اُس سے پیشتر کسی زمانہ مین آئی سیس دیوتا کا مندر قرار دیا گیا تھا - اس طریقہ سے اشعیا پیغمبر کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ "مصر کے پانچ شہر کنعانی زبان بولین گے"

نذرین چڑھانے کے لیے لوگون کو جمع کر رہا تھا کہ نسل ہارون کے ایک اسرائیلی کو جو "متھاتھیاس" کے نام سے مشہور تھا غصہ آگیا۔ وہ بڑی جوان مردی کے ساتھ بگڑ کھڑا ہوا۔ طیش مین آکے ایک یہودی کو جو بت پرستی کی قربان گاہ پر نذر چڑھا رہا تھا قتل کر ڈالا اور اُس کے بعد اپنے بیٹون اور چند اور یہودیون کو لے کے مخالفت پر آمادہ ہو گیا اور اُس کے جوش نے کچھ ایسا کمال دکھایا کہ بہت سے اسرائیلی جمع ہو گئے۔ یونانیون کو شکست دی اور وہ جہان ملے قتل کیے گئے۔

یہ لوگ بہت سے یونانیون اور بت پرستون کو قتل کر کے اپنے خاندان والون کو لے کے پہاڑون پر بھاگ گئے جہان اور بہت سے دیندار یہودی اُن سے آملے اور زور و شور کے ساتھ دشمنون پر جہاد شروع کر دیا۔ خود متھاتھیاس زیادہ زمانہ تک زندہ نہین رہا اور مرتے وقت اُس نے اپنے دینی مجاہدون کی سرداری اپنے تیسرے بیٹے یہوداکو دی جو اپنی شجاعت کی وجہ سے مکابیوس یعنی ہتھوڑے والا کہلاتا۔ یہ یہودا اُن لوگون مین تھا جنھین خدا کی مدد پر پورا بھروسہ تھا۔ اور اُس کی امید کے مطابق خدا نے اُس کی مدد بھی کی۔ چنانچہ بہت تھوڑی جماعت سے اُس نے تین دفعہ یونانیون کے پورے لشکر کو شکستین دے دین اور ساری ارض یہودا کو اُن کے قبضہ سے نکال لیا۔ اب متواتر فتحین حاصل کر کے اُس نے بیت المقدس کی راہ لی۔ ادب و تعظیم سے شہر کے اندر داخل ہوا اور پورے تین سال بعد عین اُسی تاریخ جس دن کہ حرم ربانی جیوپیٹر دیوتا کی نذر کیا گیا تھا وہ شرک کی نجاست سے پاک کیا گیا اور پھر توحید کی آواز بلند ہوئی۔ لیکن صیہون کی پہاڑی پر بے دین یہودیون کی ایک جماعت قبضہ کیے ہوے تھی۔ جنھون نے اپنے موحد و خدا پرست ہم وطنون کو بہت ستایا۔

انطیوکوس ایپی فانس نے ایران پر ایک چڑھائی کی تھی وہین اُسے یہودیون کے غلبہ اور اپنے افسرون کی ناکامیون کی خبر پہنچی۔ طیش مین آکے نہایت ہی گھبراہٹ کے ساتھ یہود کو سزا دینے کے لیے روانہ ہوا۔ مگر راستہ ہی مین تھا کہ ناگہان ایک ایسے تکلیف و مصیبت کے مرض مین مبتلا ہو گیا کہ کسی حال مین چین نہ آتا تھا اس کے ساتھ اُس کے دل پر

کرنے کا موقع دیا جاسے تو اس نے نہ اس مین کوئی عذر کیا اور نہ فوراً تامل بلکہ فوراً لوٹ مار کی اجازت دے دی۔ اور واپس آکے شہر روم مین ایک اعلیٰ درجہ کی ٹرائمف کا لطف اُٹھایا۔ دریاسے طیبر کے دہانے سے رومتہ الکبریٰ تک خود پرسیوس کے شاہی بجرے مین بیٹھ کے سفر کیا۔ اور وہان پہونچتے ہی بڑے بھاری جلوس اور بڑے کروفر کے ساتھ کیپی ٹل یعنی قلعہٗ روم مین اِس شان سے داخل ہوا کہ آگے آگے وہ تھا اور اُس کے پیچھے پیچھے یونان کا بدنصیب بادشاہ طوق وسلاسل پہنے ہوے جا رہا تھا اور سر سے پاؤن تک حسرتؔ یاس اور ندامت و غیرت کا مجسم پتلا معلوم ہوتا تھا۔ اس تذلیل کے بعد پرسیوس شہر البامین بھیج دیا گیا جہان اُس نے اپنی حسرت نصیب زندگی کے باقی ماندہ دن پورے کیے۔

سلطنت مقدونیہ کے استیصال کے بعد رومیون نے اپنے اصلی اور حقدار دوست اہل ایطولیہ کے ساتھ کچھ ایسا برتاؤ کیا کہ وہ اُن کی مخالفت پر اُٹھ کھڑے ہوے مگر بیچارون مین اتنا دم کہان تھا دم بھر مین کچل کے رکھ دیے گئے۔ اور روم کی سینٹ نے صرف اتنے جرم پر کہ اچیا والون کی لیگ نے ایطولیا والون کے شریک کرنے کا فقط ارادہ کیا تھا اُن سے استدعا کی کہ اپنے ایک ہزار اہل شہر کو قیدیون کی طرح اسیر کر کے روم مین بھیج دو۔ اس حکم کے بموجب جو یونانی قیدی روم مین گئے اُن مین سب سے زیادہ ممتاز اور معزز پولی بیوس مورخ تھا جو شہر مگالوپولس کے ایک معزز شخص کا بیٹا تھا روم مین آکے وہ ایمی لیوس کا بہت بڑا دوست ہو گیا۔ اور ایمی لیوس نے اپنے دو بیٹے تعلیم و تربیت کے لیے اُس کے حوالے کیے جن مین سے چھوٹے لڑکے کو افریقانوس کے بیٹے اس کی بجنے اپنا متبنیٰ بنا لیا اور وہ ایمی لیانوس کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ جلاوطنان یونان سترہ سال تک رومتہ الکبریٰ مین رہے۔ اس مدت مین انھون نے بارہا واپسی وطن کے لیے التجا کی اور درخواستین پیش کین مگر سماعت نہ ہوئی۔ یہان تک کہ ایمی لیانوس نے مجسٹریٹ کاٹو سے سفارش کی کہ اِس بارے مین آپ اپنے اثر سے کچھ کام لیجیے اور اُس کے بعد جب سینٹ مین اس مسئلہ پر بحث ہوئی تو کاٹو نے اُٹھ کے کہا "اس موقع پر یہ سوال کرنا خالیًا محض اوقات ہے، ضائع کرنا ہوگا کہ آیا یہ بدنصیب یونانی بڈھے اپنی ہڈیان سرزمین ایطالیا کے

فصل چہارم

یونان کا کلیۃً مفتوح ہوجانا (۷٦٦ قبل محمد سے ۷۱٦ قبل محمد تک)

اُسی نوسفالہ کی شکست کے بعد سے مقدونیہ کا بادشاہ فلپ دولت روم کا مطیع و منقاد رہا۔ لیکن دل ہی دل میں اُسے رومیوں سے سخت نفرت تھی اور اُن کی جانب سے اُس کے سینہ میں بغض و عناد کے سوا کچھ نہ تھا اُس کے ان دلی جذبات و خیالات کا وارث اُس کا بیٹا پرسیوس ہوا۔ اُس نے ۷۵۵ قبل محمد میں مقدونیہ کے تخت پر قدم رکھا۔ اور تخت نشین ہوتے ہی آزادی حاصل کرنے کی ایک آخری کوشش کی۔ چنانچہ مقدونیہ اور روم میں لڑائی چھڑ گئی۔ جس نے یونانیون کی بربادی سے طول کھینچا۔ جب اس جنگ و پیکار کے سلسلہ کو ایک معتدبہ زمانہ گذر گیا تو رومۃ الکبریٰ سے لوقیوس ایمی لیوس پولوس جس کا باپ کانیا میں مارا گیا تھا پرسیوس کے مقابلہ پر بھیجا گیا۔ اُس نے لڑائی میں بڑے بڑے کارنمایان دکھائے۔ اور آخر ۷۳۹ قبل محمد میں پیڈنا کے میدان میں اُس نے پرسیوس کو شکست دے دی۔ پرسیوس بے دست و پا ہو کے بھاگا۔ اور شکستہ حالی سے اِدھر اُدھر مارا مارا پھرتا تھا کہ شہر سموطراقہ میں گرفتار کر لیا گیا۔ جب وہ گرفتار کر کے لوقیوس کے سامنے لایا گیا تو التجا کی کہ میرے ساتھ اور جو سلوک چاہے کیا جائے مگر میں ٹرائمف کے جلوس میں نہ نکالا جاؤن۔ اس کا پیچیدہ اور گول گول جواب لوقیوس نے یہ دیا "کہ جس مہربانی کی تم مجھ سے درخواست کرتے ہو وہ تمھین خود اپنی ذات سے حاصل ہوسکتی ہے۔" مطلب یہ تھا کہ تمھین اختیار ہے چاہو تو خودکشی کر کے اپنے آپ کو اس ذلت سے بچا لو۔ رومیون میں سچی خدا پرستی اور کسی سچی شریعت کے نہ ہونے کا ایک نمونہ یہ بھی تھا کہ خودکشی کو بہادری اور بلند حوصلگی تصور کرتے تھے۔ حالانکہ سچ یہ ہو کہ مصیبت سے بچنے کے لیے جان دے دینا ایک نہایت ہی ذلیل و بزدلانہ فعل ہے۔

لوقیوس علی العموم ایک شریف النفس آدمی خیال کیا جاتا تھا اور یونانیوں کے علم و ہنر کی نہایت ہی قدر کرتا تھا مگر باوجود اس کے جب رومی سنیٹ کے پاس سے اس مضمون کا فرمان صادر ہوا کہ علاقۂ اپائرس کے کم از کم ۷۰ شہرون میں رومی سپاہیون کو لوٹنے اور تاراج

چیزون کو اُس نے اپنے جلوس مین دکھایا - لیکن ٹرائمف کے بعد ہی اُس نے اُس سارے ساز و سامان اور اُن قیمتی اشیا کو سلطنت کے حوالہ کر دیا کہ اُن سے دار السلطنت کی پبلک عمارتون کی آراستگی مین کام لیا جائے۔

کارتھج کی تاخت و تاراج اور اُس کی تباہی و بربادی کا یہ واقعہ ۷۶۸ سنہ قبل محمد مین پیش آیا - اور اُسی پر یونان کی باقی ماندہ آزادی کا بالکل خاتمہ ہو گیا - اب ملک یونان روم کا ایک صوبہ تھا جو اچیا کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا - اور اب چونکہ یونان مملکت روم کا ایک صوبہ تھا لہذا اس کے بعد سے اُس کے عروج و زوال کے واقعات اور اُس کی پوری قسمت اپنے مالک رومیون کے عروج و زوال اور اُن کی قسمت سے وابستہ تھی - اے تھ نیا (ایتھنز) اب بھی علم و فضل اور حسن و جمال کے اعتبار سے روم کے تمام صوبجات مین شہرت و امتیاز رکھتا تھا - اور نو عمر رومیون کی تعلیم و تربیت کے لیے وہ ایک قسم کا کالج قرار پا گیا تھا -

فصل پنجم

قرطاجنہ کی تیسری لڑائی (۷۲۰ سنہ قبل محمد سے ۷۱۷ سنہ قبل محمد تک)

رومیون نے اپنی جس گذشتہ فتح کے ذریعہ سے قرطاجنہ کی قوت توڑ دی تھی اُس پر اُنھین اطمینان نہ تھا - لہذا اُن کے دل مین ٹھنی ہوئی تھی کہ جس طرح بنے اپنے پرانے دشمن اہل قرطاجنہ کو وہ پوری طرح تباہ و برباد کر دین تاکہ اُنھین پھر کبھی سر اُٹھانے کی جرات نہ ہو سکے اس خیال کے ذہن نشین ہونے کے باعث وہ قرطاجنہ سے لڑائی چھیڑنے کے لیے کوئی بہانہ ڈھونڈھ رہے تھے۔

ایسے موقع کے حاصل ہونے کے لیے اُنھین زیادہ انتظار نہین کرنا پڑا اور ایک بہانہ ہاتھ آ ہی گیا - نومیدیا یعنی مراکش کے پرانے بادشاہ ماسی نس سا سے رومیون سے دوستی تھی اور اُس کا معمول تھا کہ بار بار قرطاجنہ کی قلمرو مین گھس کے لوٹ مار کرتا - اور رعایا مین سے اکثر لوگون کو پکڑے جاتا تھا اور قبل اس کے کہ کوئی مزاحم ہو واپس چلا جاتا تھا - عجب کہ اُس کی یہ بیباکیان خود رومیون کے اشارے سے ہوتی ہون -

سپرد کرینگے یا ایچیا مین لے جائینگے۔ اُس کی اس تقریر کا ایسا اثر ہوا کہ بعض لوگون مین رحم کا جوش ہوا۔ اور اُن کے برانگیختہ ہوجانے سے آخرکار غریب و مظلوم یونانیون کو واپسی وطن کی اجازت ملی۔

رومیون نے فتح کرنے کے بعد یونان کی گردن پر حکومت کا جو بھاری جُوا رکھ دیا تھا وہ اس قدر سخت اور غیر منصفانہ تھا کہ آخر تھک کے اور عاجز آکے ایچیا والون نے پھر مخالفت مین ہاتھ پاؤن مارنا شروع کیے۔ اس بغاوت کا حال معلوم ہوتے ہی رومیون کی طرف سے لوتیوس مومیوس اُن کی سرکوبی کے لیے آیا۔ سرکش حامیان وطن سے لڑا۔ نہایت آسانی سے انھین شکست دی اور کورنتھ مین داخل ہوکے شہر کو لوٹا خوب تاخت و تاراج کیا اور اس کے بعد کورنتھ مین آگ لگادی۔ تاکہ لٹے ہوے مکانون کا نام و نشان بھی نہ باقی رہے۔ مختلف قسم کی دھاتون کا جو سامان آرائش امرا کے مکانون اور بت خانون مین تھا آگ کے شعلون مین پگھلا۔ اور اُن سب کے میل سے ایک خاص قسم کی مرکب وزنی دھات بن گئی جو کورنتھی پیتل کے نام سے مشہور ہوئی اور بت سازی کے لیے وہ بہترین دھات تصور کی جاتی تھی۔

اس لوٹ مین منتخب زمانہ تصویرون مورتون اور اور قسم کی صنعتون کا ایک بڑا بھاری ذخیرہ رومیون کے ہاتھ آیا۔ مومیوس ایک خشک مزاج جاہل پلے بی یعنی عامی تھا۔ اُس نے ان چیزون کی قدر صرف اس وجہ سے کی کہ اورون کو اُن کی قدر کرتے دیکھا اور اُن چیزون کو جہازپر لادکے جہاز والون کے سپرد کرتے وقت جب اُس نے یہ فقرہ کہا کہ "دیکھو اگر ان مین سے کوئی چیز بھی تلف ہوئی یا کھوئی تو تم سے نئی بھرلی جائے گی"۔ تو بہت متین اور مہذب لوگون کو بے اختیار ہنسی آگئی۔ مگر باوجود اس جہالت اور بے تمیزی کے وہ بہت سے شائستہ و تعلیم یافتہ رومیون سے زیادہ دیانت دار تھا۔ اس لیے کہ مال غنیمت مین سے کوئی چیز بھی اُس نے اپنے قبضہ مین نہین کی بلکہ جو کچھ ہاتھ آیا اُسے سلطنت کی جائداد تصور کرکے روم مین بھیج دیا۔ مال غنیمت کی ان چیزون مین سے کسی ایک کی قیمت بھی اُس نے نہین لی۔ رومتہ الکبریٰ مین داخل ہوتے وقت ٹرائمف کے موقع پر تو اُن سب

چیزون اور برتنون وغیرہ مین نظر آیا سب کو گلا کے ہتھیار بنا لیے گئے - یہان تک کہ سونے اور چاندی کے زیور بھی اسی ضرورت کے لیے گلا ڈالے گئے اور عورتون کو بجائے اس کے کہ ناک کان یا گلے مین کوئی زیور پہنین یہ زیادہ اچھا معلوم ہوا کہ اُن کے ہاتھ مین کوئی حربہ ہو - قرطاجنہ کے زن و مرد مین اس وقت جو جوش و خروش تھا اُس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ منجنیقون کے لیے رسیون کی ضرورت ہوئی تو رنگین بدن و نازنین خاتونان قوم نے اپنی لمبی گھونگھر والی زلفین کاٹ دین اور کہا جاؤ ان سے بٹ بٹ کے رسیان بناؤ -

روم کی طرف سے اسکی پیو میلیانوس (جس کی سفارش نے یونانیون کو غلامی دام سے نجات آزادی اور واپسی وطن کی اجازت ملی تھی) اُن لوگون کے عذاب و شور کرنے کی خدمت پر مامور ہوا - وہ ایک بڑا لشکر عظیم لے کے ساحل افریقہ پر اُترا اور قرطاجنہ کا محاصرہ کر لیا - مسلسل ایک سال تک یہ حالت رہی کہ اسکی پیو کی تمام کوششین یہان کے بد نصیب اور جان پر کھیلنے والے باشندگان شہر کی جانفشانیون کے مقابل ناکام ثابت ہوتی رہین - اہل قرطاجنہ بھوک پیاس اور ہر طرح کی بلاؤن مین مبتلا تھے اور اس کے ساتھ اُن مین باہمی پھوٹ بھی تھی - لیکن رومیون کے سامنے لڑائی سے کسی طرح قدم نہین ہٹاتے تھے - لیکن رومیون سے پیش پاتا کوئی آسان کام نہ تھا - اس کی پیو نے جب لڑ بھڑ کر شہر پناہ پر قبضہ کر لیا تو قرطاجنہ کے ہر بلند اور مضبوط مکان کا دروازہ بند ہو گیا - اور اُن کا ہر گھر رومیون کے مقابلہ مین ایک قلعہ بن گیا - مدت تک یہی حالت رہی کہ اہل قرطاجنہ کا ہر مکان رومی سپاہیون سے لڑنے والی ایک زبردست گڑھی تھا - اور بغیر سخت لڑائی اور مار دھاڑ کے رومی اُس پر قبضہ نہ کر سکتے تھے - ان لڑائیون مین اس کی پیو کے بھی ہزارون سپاہی کٹ گئے - اور سڑکون اور گلیون مین آتش زدگی اور خونریزی روز بروز بڑھتی ہی جاتی تھی - مگر قرطاجنہ ان کارروائیون سے مسمار و تباہ بھی ہوتا جاتا تھا اس عظیم الشان شہر کی تباہی و پامالی کا منظر ایسا عبرت ناک اور جگر خراش تھا کہ باوجود اپنے سپاہیون کے مارے جانے کے جوش اور غیظ و غضب کے خود اسکی پیو بھی تاب نہ لا سکا اور

قرطاجنہ والون نے جب دیکھا کہ نومیدیا والے اپنی ان کارروائیون سے کسی طرح باز نہین آتے تو اُن کے مقابلہ کے لیے ہتھیار اُٹھائے۔ اُدھر وہ نومیدیا والون سے لڑنے کو تیار ہوے اور اِدھر دولت روم سے پیام گیا کہ "تمھارا یہ فعل خلاف معاہدہ ہے کیونکہ تم اقرار کر چکے ہو کہ ہمارے کسی دوست سے نہ لڑوگے۔ اور ماسی نسّا ہمارا دوست ہے" یہ پیام ہی نہین گیا بلکہ محض اسی بنا پر دولت روم نے قرطاجنہ کے مقابل اشتہار جنگ دے دیا۔

قرطاجنہ والے اپنی موجودہ کمزوری کو جانتے تھے جب اُن کے قبضہ مین لڑائی کے اعلیٰ درجہ کے جہاز۔ لڑائی کے ہاتھی۔ قواعد دان سپاہیون کا لشکر اور ہنی بال کا ایسا زبردست سپہ سالار موجود تھا اُس وقت تو رومیون سے وہ پیش نہ پا سکے اب اِس کمزوری اور بے دست و پائی کے زمانہ مین اُن کے لیے بھلا کیا امید ہو سکتی تھی؟ اسی خیال سے لڑائی سے بچنے اور رومیون کی استمالت مین اُنھون نے کوئی کوشش اُٹھا نہین رکھی۔ انھون نے صاف اقرار کر لیا کہ دولت روم کی ناراضی دور کرنے کے لیے ہم ہر کام کے لیے تیار ہین۔ اور جو شرطین پیش کی جائین چاہے وہ کیسی ہی سخت ہون ہم قبول کر لین گے۔ اسی قدر نہین۔ اُنھون نے ضمانت کے طور پر کفیل پیش کر دیے۔ اپنے اسلحہ حوالہ کر دیے۔ اپنے شہر کی قلعہ بندی بھی مسمار کر دی۔ مگر سب بیکار ہوا۔ رومیون نے دل مین ٹھان لی تھی کہ قرطاجنہ کو تباہی کر کے دم لین گے۔ لہذا کچھ سماعت نہ کی۔ اور اُن کی عاجزانہ درخواست کا جو جواب دیا گیا یہ تھا کہ "مدینۃ الکبریٰ کی سینٹ کو سوا اس کے کہ تمام اہل قرطاجنہ اپنے شہر کو چھوڑ کے سمندر سے دور کسی اندرونی حصۂ ملک مین چلے جائین۔ اور وہان اپنے لیے نیا شہر بسا لین جو ساحل سے بہت دور واقع ہو۔ اور قرطاجنہ بالکل مسمار کر دیا جائے اور کسی طرح سے اطمینان نہین ہو سکتا" یہ ایسی بات تھی جس کو قرطاجنہ والے کسی طرح قبول نہ کر سکتے تھے۔ سب نے متفق اللفظ کہا "اس کارروائی سے تو مر جانا بہتر ہے" اور تیار ہو گئے کہ جب تک دم مین دم ہے لڑین گے مگر وطن اور مکانون کو اپنے جیتے جی پامال مسمار نہ ہونے دین گے۔ زن و مرد اور ننھے ننھے بچے تک جُٹ گئے کہ جس طرح بنے جلدی جلدی اپنے شہر کی دیوارین پھر بنا لین۔ لوہا پیتل تانبا یا جو کوئی دھات خانہ داری کی

سے اپنی عظمت مین فرق نہین آتا ہے۔

اسی زمانہ کے قریب پرگاموس کے آخری بادشاہ اطالوس نے اپنی سلطنت دولت روم کے سپرد کردی۔ اور رومیون کا قدم ایشیاے کوچک کی سرزمین پر مضبوط جما دیا جس کے وسیع کرنے اور اُس کے حدود کے آگے بڑھانے مین رومیون نے کبھی کمی نہین کی۔ اگرچہ اِس کوشش مین اُنھین بڑی بڑی خطرناک لڑائیان لڑنی پڑین۔

گیارھوان باب

رومیون کی پولٹیکل پارٹیان (سنہ ۷۰۳ قبل محمد سے سنہ ۶۰۱ قبل محمد تک)

فصل اول

(گراک چی سنہ ۷۰۳ قبل محمد سے سنہ ۶۹۳ قبل محمد تک)

اب اس باب مین رومیون کا نیا زمانہ شروع ہوتا ہے جیسی مصیبتین پہلے رومیون کے ہاتھ سے دوسری قومون کو پہونچتی رہی ہین ویسی ہی اب رومۃ الکبریٰ کو اپنے باہمی جھگڑون اور سنیٹ اور رعایا کے اختلاف کی وجہ سے پہونچنے لگی تھین۔ گویا اپنے مظالم کا بدلہ رومیون کو خود اپنی ہی ذات سے ملنے لگا تھا۔ ان نزاعون کی وجہ سے سڑکون پر روز خون ریزی ہوتی۔ اور آئے دن قتل و خون کا بازار گرم رہتا۔ اور آخرکار انھین فتنہ انگیزیون کی بدولت وہ پرانی آزادانہ جمہوریت بھی تشریف لے گئی۔

پہلے پہل جس نے روم مین پارٹی فیلنگ کے جوش کو پیدا کیا وہ طبریُوس سمپرونیُوس تھا اُس کے باپ نے ہسپانیہ کی لڑائیون اور وہان کے خون آشام میدانون مین بہادری دکھا کے ناموری حاصل کی تھی۔ اور اسکی بیوہ افریقانوس اول کی بیٹی کورنیلیا اُس کی ماں تھی۔ یہ کورنیلیا تعلیم یافتہ و شایستہ حسین و گل اندام بلندحوصلہ و مستقل مزاج اور نہایت ہی مضبوط کیرکٹر کی عورت تھی۔ کم سنی ہی مین بیوہ ہو گئی تھی۔ اور گو بڑے بڑے معزز نامی سرداران روم نے شادی کے پیام دیے مگر اُس نے قطعًا انکار کیا۔ رومی عورتین

اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وجہ یہ ہوئی کہ قرطاجنہ کے عظمت و جبروت کو اس بے رحمی سے خاک میں ملتے دیکھ کے اُس کے دل میں خیال گزرا کہ ممکن ہے کبھی رومۃ الکبریٰ کو بھی ایسا ہی زوال نصیب ہو اور اُس کی عالی شان عمارتوں سے بھی یونہیں شعلے بلند ہوں۔

الغرض بدنصیب اہل قرطاجنہ کا کچھ زور نہ چلا اور رومی سینیٹ کے حکم سے ۱۴۶ قبل از مسیح شہر قرطاجنہ کلیۃً تباہ و برباد اور پوری طرح تباہ و مسمار پامال کر دیا گیا۔ باشندوں میں سے جو جیتے بچے وہ گرفتار کر کے غلاموں کی طرح بیچ ڈالے گئے اور گرد کا ملک جو قرطاجنہ کی قلمرو میں شامل تھا روم کا ایک پامال حوادث صوبہ بنا لیا گیا۔ یہ عبرت خیز واقعہ ۱۴۶ قبل مسیح کا ہے۔ بے رحم رومیوں کے ہاتھوں یہاں بھی ویسے ہی مظالم اور سنگدلی کے کرشمے نظر آئے جیسے کہ انھیں کے ہاتھوں سے چند روز پہلے یونان کے شہر کورنتھ میں نظر آ چکے تھے۔

اس کی یوں فتح و نصرت کے پھریرے اُڑاتا ہوا روم میں واپس آیا حسب معمول اُسے ایک عالی شان ظفر مندی کی عزت ہوئی اور افریقانوس کا معزز خطاب دیا گیا۔ اس کے بعد ہی وہ ہسپانیہ میں بھیجا گیا۔ اس لیے کہ کلٹ لوگ رومیوں کی غیر منصفانہ خلاف ورزیوں کی مزاحمت بڑے جوش و خروش اور بڑی بہادری سے کر رہے تھے۔ وہاں کا شہر نومانتیا اس کے مقابلے میں مسلسل دو سال تک لڑتا رہا اور آخر قحط کی مہیب مصیبتوں اور تکلیفوں کے بعد جب شہر مذکور کے لوگوں کو نظر آیا کہ اب ہم میں بالکل دم نہیں باقی رہا ہے تو اُن بدنصیب نامرادوں نے بجائے اس کے کہ بے رحم دشمنوں کے آگے سر جھکائیں باہم خونریزی کر کے اور ایک دوسرے کو قتل کر کے اپنی زندگیوں کا خاتمہ کر دیا۔ اور نامی سپہ سالار روم افریقانوس کو دوبارہ نظر آیا کہ جس کسی میدان کا وہ مرد میدان ثابت ہوتا ہے وہ تباہی و پامالی ہی کا منظر ہوتا ہے۔ افریقانوس کے اخلاق اور ذاتی خصائل کا لحاظ کیا جائے تو وہ ایک مہربان رحم دل اولوالعزم اور فیاض سردار تھا۔ لیکن دیگر سرداران روم کی طرح سلطنت کے ظالمانہ احکام کی تعمیل و بجا آوری میں اُسے بھی کوئی عذر حل نہ ہوا کرتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ کسی مغلوب و مقہور شخص کے پامال و تباہ کرنے

اور اُس کے طرفداروں پر بھی لوگوں نے نرغہ کیا۔ چنانچہ اُس کے گروہ کے کم از کم تین سو آدمیوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔

طبریوس گراق چوس کا بھائی قیوس عمر میں اُس سے نو سال چھوٹا تھا۔ اُس کی ماں کورنیلیا نے کوشش کی کہ قیوس اُس راستہ پر نہ چلے جو بڑے بھائی کے حق میں جان ستان ثابت ہوا تھا۔ مگر قیوس نے اُس کی ایک نہ سُنی اور جیسے ہی اس عمر کو پہونچا کہ ٹربیون منتخب ہو کوشش کرکے ٹربیون کا رتبہ حاصل کر ہی لیا۔ یہ رتبہ اور اقتدار حاصل کرنے کے بعد اُس نے اپنے بھائی کے قانون زمینداری کو جاری کر دیا۔ اور بھی بہت سی ایسی کارروائیاں کیں جو سلطنت کے حق میں اس قانون سے بھی زیادہ خطرناک تھیں۔ اسکی پیو ایمی لیانوس جسے قیوس کی بہن بیاہی ہوئی تھی۔ اُن دنوں سنیٹ اور پرانے طرز حکمرانی کا بہت بڑا طرفدار تھا۔ وہ کچھ اِس طرح اچانک مر گیا کہ لوگوں نے قیوس گراچوس اور اُس کی بہن کے ذمہ یہ الزام عائد کیا کہ اِن دونوں نے مل کے ایمی لیانوس کو زہر دے دیا ہے۔ اگرچہ یہ اتہام بالکل بعید از قیاس تھا مگر اس کی اس قدر شہرت ہوئی کہ قیوس ٹربیون کی خدمت سے ہٹا دیا گیا۔ اور سنیٹ نے موقع پا کے ارادہ کیا کہ اُس سے بعض امور کے متعلق جواب طلب کرے۔ سنیٹ کے اس ارادہ کی جیسے ہی شہرت ہوئی۔ قیوس کے طرفدار بگڑ کھڑے ہوئے۔ ایک شورش مچا دی اور اُن کا ایک زبردست گروہ اے ون ٹائن پہاڑی پر جمع ہوا اور سنیٹ کو دھمکی دی کہ ہم اپنے معاملہ کا تصفیہ اپنے اسلحہ کی قوت سے کرائیں گے۔ قیوس کسی ایسی کارروائی کے لیے تیار نہ تھا۔ اور اتنی قوت نہیں رکھتا تھا کہ اپنے ملک اور اپنی سلطنت کے مقابل ہتھیار اُٹھا کے اور خونریزی کرکے کامیاب ہو۔ وہ ہتھیار کھول کے اپنے طرفداروں کے پاس گیا۔ اُن کو سمجھایا اور کوشش کی کہ اُن میں اور سنیٹ میں صلح کرا دے۔ کانسل لوگوں نے بعوض اس کے کہ اُس کی تجویزوں کی طرف توجہ کریں مخالفوں کے مقابلہ پر ایک مسلح اور باضابطہ فوج بھیج دی۔ جس کی صورت دیکھتے ہی قیوس کے تمام پیرو منتشر ہو گئے اور جس سے جدھر بنا بھاگ گیا۔ قیوس نے جب اپنی حالت ایسی نازک دیکھی

ہو گئی اپنی زندگی کاٹ دینے کی بالکل عادی نہ تھین - اور اس بارہ خاص مین کارنیلیا نہایت ہی
غیر معمولی خاتون تسلیم کی جاتی تھی - دوسرا شادی نہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ اُسے اپنے بچون کی
تعلیم و تربیت کا بڑا خیال تھا - چنانچہ اُنھین نہایت ہی ہوشیاری اور دراشت کے ساتھ پالا
لکھایا پڑھایا اور فنون جنگ سکھائے - ایک مرتبہ رومۃ الکبریٰ کی ایک معزز خاتون کارنیلیا
سے ملنے کو آئی تھی جس نے بڑے فخر و ناز کے ساتھ اپنا تمام قیمتی زیور اور اپنے جواہرات
اُسے دکھائے اور کہا "لے اب تم بھی مجھے اپنا زیور دکھاؤ" کورنیلیا نے اس کے جواب مین
اپنے لڑکون کو اُس کے سامنے لاکے کھڑا کر دیا اور بولی "لو بی بی میرے لعلون کو
بھی دیکھ لو - یہ تو اپنا زیور انھین کو سمجھتی ہون"

کارنیلیا اپنے بیٹون کے معاملہ مین انتہا درجہ کی حوصلہ مند بھی تھی - اور جب اُس کی لاڈلی
بیٹی سمپرونیا کی شادی اسکی پیو ایمی لیا نوس کے ساتھ ہوئی تو وہ اکثر کہا کرتی تھی -
"میرا ان لڑکون کی بدقسمتی ہے کہ مین گراکچی کی مان مشہور ہونے کے بجائے ایک افریقانوس
کی مان اور دوسرے کی ساس کہلاتی ہون - طبریوس گراکچوس نے جیسے ہی ٹرمی بیون
کا درجہ حاصل کیا - ایک نیا زمینداری کا قانون سینیٹ کے سامنے پیش کر دیا جس کا منشا
یہ تھا کہ اراضی کی تقسیم از سر نو کی جائے - دولتمندان روم نے پوری قوت اور نہایت جوش
سے اِس قانون کی مخالفت کی - لیکن پلےبی لوگون کی کثرت رائے سے وہ قانون پاس
ہو ہی گیا - اس کے بعد گراکچوس نے اس سے بھی قدم آگے بڑھایا اور روز بروز
سینیٹ کو زیادہ پریشان کرنا شروع کر دیا - یہان تک کہ جب اُس کے ٹرمی بیون ہونے
کی مدت ختم ہوئی اور وہ دوبارہ منتخب ہونے کے لیے پیش ہوا تو اُس کے طرفدارون
نے فورم مین بڑا شور و غوغا مچایا - او سینیٹ کے اجلاس مین خبر پہونچی کہ گراکچوس روم
کا بادشاہ ہونے والا ہے - سینیٹ والے یہ افواہ سُن کے نہایت ہی طیش اور بڑے
غیظ و غضب کے ساتھ فورم مین گھس آئے - اُن کی صورت دیکھتے ہی پلےبی لوگ بدحواس
ہو بھاگے - اس یورش اور ہنگامہ مین کسی کا لٹھ خود گراکچوس پر پڑ گیا جس کے صدمہ سے
وہ اُسی جگہ گر کے مر گیا - مخالفین نے اُس کی لاش دریاے طبیر مین پھینک کے بادی

اُسے یہان تک عاجز کیا کہ اُس نے ایک دوسرے فرمان روا سے بوُمی (یا مراکش) کے پاس جا کے جس کا نام بوک کوس تھا پناہ لی۔ بوک کوُس نے دغا بازی کی اور پکڑ کے اُسے رومیون کے حوالے کر دیا۔ دولت روم کی طرف سے جو عہدہ دار اس خدمت پر مامور ہو کے بوک کوس کے پاس گیا وہ لوقیوس کورنیلیوس سی لا تھا۔ سی لا نے چاہا کہ اس فتحمندی کو ماریوس سے ازراہ فریب چھین کے ناموری کا سہرا اپنے سر باندھ لے۔ چنانچہ اپنی انگوٹھی مین مہر کی جگہ ایک تصویر کھدائی جس مین دکھایا گیا تھا کہ وہ بوک کوس سے یُوگرتھا کو لے رہا ہے۔ اسی مہر کو وہ خطوط اور معاہدون پر ثبت کیا کرتا۔ اور دنیا پر ظاہر کرتا کہ موری طانیہ کا فاتح وہی ہے۔ یہ امر ماریوس کو نہایت ہی ناگوار ہوا۔ کیونکہ اس ملک کی فتح اور اس کامیابی کا حقیقی باعث وہی تھا۔

الغرض ماریوس اور سی لا مین نہایت ہی عداوت پیدا ہو گئی۔ اور دونون ایک دوسرے کو حقارت و نفرت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ ماریوس ایک سپاہی شخص تھا اُس کے ماں باپ ایک گاؤن کے غریب و کم حیثیت لوگ تھے۔ جب وہ ایک معمولی ادنی سپاہی تھا اُس کی بہادری و شجاعت دیکھ کے اس کی پیوا سے میٹیلوس اس پر مہربان ہو گیا تھا اور رفتہ رفتہ ترقی دلا کے اُسے سلطنت کے اعلیٰ عہدون پر پہنچا دیا تھا۔ وہ جاہل و غضب ناک شخص تھا اور بطارقہ کے کبر و نخوت اور اُن کی عیش پرستیون کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا بچپن مین کسی نجومی کی زبان سے یہ پیشین گوئی سُنی تھی کہ وہ سات بار کونسل کی معزز خدمت پر مامور ہوگا۔ اس لیے بیتابی کے ساتھ آرزومند تھا کہ جس طرح بنے اس پیشین گوئی کو پورا کرے۔ اُس کے خلاف سی لا کورنے لیا کی نسل سے تھا۔ جو کہ روم کا معزز ترین خاندان تھا۔ وہ تمام عیوب جن کی وجہ سے بطارقۂ روم قابل تنزل ہو گئے تھے اُس کی ذات مین موجود تھے۔ مگر باوجود ان عیوب کے وہ مستعد جنگجو نہایت ہی تعلیم یافتہ اور سوسائٹی کا مکمل نمونہ تھا۔

اس کے بعد جو لڑائی چھڑی قمبری اور طیوطون لوگون کے مقابل تھی۔ یہ دونون وحشی قومین تھین جن کی اصلیت کا پتہ نہین۔ اگرچہ نامون سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ قمبری سے کلٹ لوگ مراد ہین۔ اور طیوطون سے مراد عظیم الشان قوم ٹیوٹانک کا کوئی گروہ ہے جو لوگ کہ بحر اسود سے نکل کے مغرب کی جانب پھیل گئے تھے۔ یہ قومین ایطالیہ مین گھس پڑین

تو بھاگ کے ایک جھاڑی مین چھپ رہا جو رومیون مین متبرک تصور کی جاتی تھی۔ یہان اُس کا ایک وفادار غلام ہمراہ تھا۔ قیوس نے اُس جھاڑی کے اندر پہونچتے ہی اُس غلام سے کہا کہ "مجھے مار ڈالو"۔ غلام کو جراُت نہ ہوتی تھی مگر آقا کے حکم سے سرتابی بھی نہ کرسکتا تھا۔ تلوار کا ایک زبردست وار مار ہی دیا۔ مگر جب دیکھا کہ مین نے اپنے ہاتھ سے اپنے آقا کو قتل کیا ہے تو خود بھی اپنی تلوار پر اس طرح گرا کہ اُس کی زندگی کا بھی خاتمہ ہوگیا سینیٹ نے وعدہ کیا تھا کہ جو کوئی گراکچوس کا سر لاے گا اُسے وہ سر سونے سے تول دیا جائے گا۔ اتفاقاً کسی شخص کو قیوس گراکچوس کی لاش مل گئی اُس نے سر کاٹ لیا اور اُس مین گلا گلا سکے خوب سیسہ پلا دیا۔ تاکہ خوب بھاری ہوجاے اور اُس کے عوض مین بہت سا سونا ہاتھ آئے۔ اس کے بعد گراکچوس کے پیرؤن کا تعاقب کیا گیا اور جہان ملے چن چن کے نہایت سفاکی و بے رحمی سے قتل کیے گئے اور اب رومیون مین سفاکی و خونریزی کا مادہ اس سرعت سے بڑھ رہا تھا کہ چند ہی روز پہلے قیوس کے بھائی کے ہنگامہ مین جتنے آدمی مارے گئے تھے اُس کے دس گنے یعنے تین ہزار آدمی اس موقع پر قتل کیے گئے۔

کورنیلیا اب تک زندہ تھی۔ اپنے دونون بے بہا لعلون کے ضائع ہوجانے کے بعد اپنے ایک دیہات کے مکان مین جاکے عزلت گزین ہوگئی۔ جہان وہ سالہا سال تک جی اور ہمیشہ نہایت ہی عزت و حرمت کی زندگی بسر کرتی رہی۔ جب وہ مری تو اُس کی یادگار مین اُس کی ایک مورت بنا کے کھڑی کی گئی۔ اور اُس پر وہی لقب کندہ کر دیا گیا جو اُسے بہت پسند تھا اور اُسے بہت مہنگا ملا تھا۔ یعنی "گراکچی کی مان"۔

فصل دوم

ماریوس (۱۲۱ قبل محمد سے ۸۶ قبل محمد تک)

بوڑھے بادشاہ موری طانیہ یعنی ماسی نِس سا کی وفات پر اُس کے بھتیجے یُوگُرتھا نے تخت پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ اور رومیوں کے مقابلہ مین لڑائی ٹھان دی۔ قیوس ماریوس (دردمی سردار)

سی لاان دنون کونسل تھا۔ اور سینٹ نے باضابطہ طور پر اُسے اس خدمت پر مامور کیا تھا۔ مگر ماریوس کو یہ گوارا نہ تھا۔ اُس نے اپنے گروہ کے لوگون کو جمع کیا اور اُنہین لے کے روم مین چڑھ گیا۔ بطریقون کو وہان سے زبردستی مار کے نکال دیا۔ اور اُس کے ہمراہیون نے اُسے سپہ سالار روم تسلیم کر لیا۔ سی لا اس زغہ سے بھاگ کے اپنے لشکر مین پہونچا اور اُن وفادارون کو جمع کیا جو ہر حال مین اُس کا ساتھ دیتے تھے۔ اُنھین لے کے وہ شہر روم مین آیا۔ پہلے ان لوگون پر غلبہ حاصل کیا اپنی سپہ سالاری کی دوبارہ تجدید کی۔ سینٹ کو پھر حسب سابق بحال اور جمع کیا اور اُس کی پہلی حکومت قائم کی۔ ماریوس اُس کے آتے ہی بھاگ کھڑا ہوا۔ اور سیلا نے میدان خالی پا کے پوپیوس کو رسلنے لیوس قنہ اور قنٹوس اوکتاویوس کو کونسل مقرر کر کے اُن سے حلف لی کہ نظام سلطنت کو اُسی آئین پر قرار رکھین گے جس پر کہ وہ چھوڑے جاتا ہے اور خود اپنا لشکر لے کے مہم پر چلا گیا۔

ماریوس یہان سے بھاگا تو افریقہ کی راہ لی۔ مگر باد مخالف نے سواحل ایطالیہ سے آگے نہ بڑھنے دیا۔ مجبوراً ایطالیہ ہی کے ساحل پر ایک غار مین چھپ کے بیٹھ رہا جس کے دہانہ پر گھاس کا بیہ وہ پڑا تھا۔ مگر قسمت نے لوگون کو اُس کا پتہ بتا ہی دیا۔ جنھون نے گرفتار کر لیا اور شہر منتورنا مین لیجا کے قید کر دیا۔ رومہ کی سینٹ نے قطعی حکم جاری کر رکھا تھا کہ وہ جہان ملے قتل کر ڈالا جائے اس حکم کی تعمیل کے لیے ایک سپاہی قید خانہ مین بھیجا گیا۔ قید خانہ تنگ و تاریک تھا۔ اور ماریوس زمین پر پڑا ہوا تھا۔ وہ سپاہی اندر گھسا تو اُس کی ہیبت اور اندھیرے کے باعث سہما ہوا تھا اور رکا ہوا رہا تھا کہ اُس کی خوف زدہ آنکھون کو نظر آیا جیسے ماریوس کی آنکھون سے شعلے نکل رہے ہین۔ ان شعلون کی بجلی سے اُس پر ادہر دہشت طاری ہوئی۔ اتنے مین ماریوس بادل کی طرح گرج کے بولا۔ "قیوس ماریوس کے قتل کی تجھے جرأت ہو سکتی ہے؟" یہ آواز سنتے ہی وہ سپاہی اُلٹے پاؤن بھاگا اور کمال بدحواسی کے ساتھ چلاتا جاتا تھا کہ "مین اُسے نہین مار سکتا!" "مین اُسے نہین مار سکتا!" اس کے ساتھ ہی اہل شہر کو یاد آیا کہ اُسی ماریوس نے کبھی کس جوش سے اہل ایطالیہ کے حقوق کی حمایت کی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب اُس کے بچانے پر آمادہ ہو گئے۔

اُسے ایک جہاز دیا جس پر سوار ہو کے وہ ساحل افریقہ پر پہونچ گیا۔ یہان وہ قرطاجنہ کے ویرانون کے کھنڈرون اور ستونون مین مارا مارا پھرتا تھا کہ وہان کے رومی والی نے حکم بھیجا "یہان سے چلے جاؤ"

تک لگا لیا (جرمنی) کا جو حصہ رومیوں کے قبضہ میں تھا اُس پر قابض و متصرف ہوگئیں - اور چند سال اُن وحشیوں کو سخت نقصان پہونچاتی رہیں - روم سے جو فوج اُن کی سرکوبی کو گئی اُسے شکست دے دی - یہان تک کہ ماریوس نے پہونچ کے پہلے شہر اُکس کے پاس اور پھر شہر ملان کے قریب اُنھیں دو زبردست شکستیں دیں - اِس آخری شکست کے بعد اُن وحشیون میں سے جتنے لوگ زندہ بچے انھون نے اپنے جورو بچون کو قتل کر کے خود بھی خودکشی کر لی - اور سلطنت ایطالیہ ہمیشہ کے لیے اُن کی دست برد سے محفوظ ہو گئی -

ماریوس پانچ دفعہ کونسل مقرر ہو چکا تھا - اب رشوتیں دے دے کے اور تفرقہ پسند پہلے ہی لوگون سے طرح طرح کے وعدہ کر کے پھر کونسل منتخب ہوا - پہلے ہی لوگون کی اِن دنون روما الکبریٰ میں یہ حالت ہو رہی تھی کہ ارکان سینیٹ کو جو اس وقت تک نہایت ہی معزز و محترم سمجھے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے - اور انھیں سلطنت کا دشمن تصور کرتے - اس زمانہ میں سرکش گروہ کا سب سے زیادہ پسندیدہ مسئلہ یہ تھا کہ ایطالیہ کے دوسرے باشندون کو بھی روم کا سٹیزن تسلیم کیا جائے - مگر سینیٹ کو اس تجویز کے ساتھ اختلاف تھا - جو ڈرتے تھے کہ اگر اس قدر کثیر التعداد نئے ووٹ دینے والے پیدا ہو گئے تو لوگون پر ہمارا جو کچھ اثر ہے تشریف لیجائے گا - آخرکار اہل ایطالیہ نے اپنا مقصد پورا کرنے کے لیے ہتھیار اُٹھائے - اور ماریوس اُن کے مقابلہ پر مجبور کیا گیا - یہ لڑائی جو سوشل وار (تمدنی لڑائی) کہلاتی ہے تین سال تک ہوتی رہی - اور آخر سنہ ۸۸ قبل مسیح میں اس بات پر ختم ہوئی کہ رومی سٹیزن ہونے کے حقوق تمام اہل ایطالیہ کو دے دیے گئے سوا سامنی قوم والون کے جو اب تک لڑے جاتے تھے - چند شرطیں البتہ ایسی لگا دی گئی تھیں جن سے سینیٹ والون کو امید تھی کہ وہ اصلی رومیون کو ووٹ ملنے سے محروم نہ ہونے دیں گی -

اِدھر روم میں تو یہ جھگڑے بپا رہے اُدھر پونطوس کا بادشاہ متھرڈیٹس ارض مشرق میں قوت پکڑ کے دولت روم کے لیے ایک بڑا بھاری خطرہ بن گیا - اس کے مقابلہ کو ایک لشکر روانہ ہونے والا تھا جس کی سپہ سالاری کے لیے ماریوس اور سلا دونون ساعی تھے -

اب ماریوس ساتویں بار کونسل مقرر ہوا - مگر اس عہدے سے بہرہ یاب ہونے کی زیادہ مہلت نہ ملی جلاوطنی کی مصیبتوں نے اُس کے تمام قویٰ بیکار کر دیے تھے۔ اور کونسل منتخب ہونے کے سولھویں دن ۶۵۶ قبل محمد میں مرگیا - جبکہ اُس کی عمر اکہتر برس کی تھی - اگر اس سے دس سال پہلے ہی وہ مر جاتا تو غالباً اُس کے حق میں بھی اچھا ہوتا اور دولت روم کے حق میں بھی - کیونکہ نہ وہ ذلیل و بے خانمان ہوتا اور نہ یہ قتل عام ہوتا -

فصل سوم

سی لا - (۶۵۹ قبل محمد سے ۶۴۷ قبل محمد تک)

متھریڈاطیس شاہ پونطوس جس کے مقابلہ پر سی لا روانہ ہوا تھا سوا ہنی بال کے رومیوں کو اور جتنے حریفوں سے مقابلہ کرنا پڑا اُن سب میں زیادہ قابل و ہنرمند فرمانروا تھا - وہ قدیم شاہانِ ایران کی نسل سے تھا اور یونانی مذاق کی تعلیم پائی تھی پچیس زبانوں میں گفتگو کر سکتا تھا - اور فنِ طب کا ایک متبحر عالم تھا - اُس کی مستعدی و جفاکشی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ قابلِ حیرت تھی اور اکثر ایسا ہوا کہ جب لوگوں کو ہر طرف سے مایوسی ہوئی تو اُس نے کوئی نہ کوئی تدبیر سوچ کے صورتِ فلاح ضرور پیدا کر لی - مگر اس کے ساتھ ہی وہ دغاباز اور ظالم بھی تھا - اُس کی سلطنت کا آغاز ہی اس سے ہوا کہ ماں اور بھائی کو قتل کر ڈالا - رعایا میں سے بھی اکثر لوگ اُس کی شمشیرِ خون آشام کی نذر ہوئے - اور اُس کے عیوب میں سے ایک یہ بھی تھا کہ بڑا شرابی تھا -

ایشیا کے جو ممالک قلمرو روم میں داخل تھے اُن کا ایک بڑا حصہ اُس نے اپنے قبضہ میں کر لیا - اور اُن تمام شہروں میں جو رومیوں کی حکومت سے آزاد ہونا چاہتے تھے احکام جاری کر دیے کہ جتنے رومی یا اہل اطالیہ ملیں ایک معینہ شب کو صبح ہونے سے پہلے قتل کر ڈالے جائیں - اس حکم کو اہلِ ایشیا نے بڑی خوشی سے قبول کیا کیونکہ رومیوں کا سلوک اُن کے ساتھ بہت ہی بُرا تھا غرض بڑا بھاری قتل عام ہوا جس میں نہ عورتیں چھوڑی گئیں نہ بچے اور تقریباً اسّی ہزار آدمی مار ڈالے گئے - اس کے بعد اُس نے یونان میں لشکر بھیجا اور اسے فتح کیا اور بہت سے

جو شخص یہ حکم لایا تھا ماریوس نے اُس کی صورت دیکھی اور بے پروائی سے کہا "اُس سے جا کے کہہ دینا کہ اِن ویران کھنڈروں میں تم نے قیدی ماریوس کو بیٹھے دیکھا ہے"

اس اثنا میں رومۃ الکبریٰ میں وہ واقعات پیش آئے کہ جن دو کو سلّا رومی ملک کا مختار کر کے گیا تھا اُن میں باہم نزاع پیدا ہوئی۔ اور سِنّہ اپنے حریف سے مغلوب ہو کے جلا وطن کر دیا گیا۔ سِنّہ کو پتہ لگ گیا کہ ماریوس قرطاجنہ کے کھنڈروں میں موجود ہے اُس کے پاس پیام بھیجا کہ آپ آ کے میری مدد کیجیے۔ یہ پیام سنتے ہی ماریوس نہایت طیش کے ساتھ واپس آیا اور وہی چیتھڑے لگائے ہوئے جو قرطاجنہ کے کھنڈروں میں پہنے تھا جسم پر پہنے روم میں داخل ہوا۔ اب تک نہ اُس نے خط بنوایا تھا اور نہ بال منڈوائے تھے اور صورت بالکل وحشی درندوں کی سی ہو رہی تھی۔ ساحل اطالیہ پر قدم رکھتے ہی اہل اطالیہ اور مفرور غلاموں کا ایک زبردست لشکر اُس کے گرد جمع ہو گیا جسے لے کے روم پر حملہ آور ہوا۔ رومۃ الکبریٰ کے مضبوط پھاٹک دھاوا کر کے کھلوائے۔ اور انتقام کی کارروائی شروع کر دی۔ سلّا کے دوستوں کی بڑی بھاری تعداد قتل کر ڈالی گئی۔ جن میں بڑے بڑے نامور و معزز ارکان سینٹ بھی تھے۔ مظالم اس پر بھی ختم نہیں ہوا۔ ماریوس جب فتحیابوں کی شان سے شہر کی سڑکوں پر گزرا تو عام حکم دے دیا کہ جس کسی کے سلام کا میں جواب نہ دوں وہ بلا تامل قتل کر ڈالا جائے۔ اور ایک خلقت عظیم اُس کے قدموں سے نیچے کاٹ کے ڈال دی گئی۔

یہ قتل و خونریزی روزانہ جاری تھی۔ اور غلاموں کی دست برد نے ایسا ہنگامہ مچا رکھا تھا کہ رومۃ الکبریٰ ایک ہیبت اور غضب الٰہی کا نمونہ بن گیا۔ یہاں تک کہ کوئنطوس سرطوریوس نام ایک معزز سردار روم کو غصہ آ گیا جس نے حماقت سے ماریوس ہی کی طرفداری کی تھی۔ وہ اپنے سپاہیوں کو لے کے نکلا اور فتنہ انگیز غلاموں کے انبوہ پر ٹوٹ پڑا۔ اور ایسا قتل عام کیا کہ ایک ہی شب میں اُس نے چار ہزار غلاموں کو نیزوں سے چھید کے ڈال دیا۔ یوں کوئنطوس کی عنایت سے خونریزی موقوف ہوئی۔

جماعت روزانہ قتل ہو جاتی۔ یہان تک کہ ارکان سینیٹ نے گھبرا کے اور اس بے اطمینانی سے عاجز آ کے التجا کی کہ آپ ایک ساتھ بتا دیجیے کہ کون کون لوگ قتل ہون گے اور کون زندہ رکھے جائین گے۔ تاکہ جن لوگون کو زندہ رہنا ہے اُن کے سامنے سے موت کا دھڑکا دور ہو۔ اُن کی درخواست کے مطابق سلا نے واجب القتل لوگون کی ایک فہرست بنا کے فورم مین آویزان کرا دی۔ جس مین تقریباً نو ہزار آدمیون کے نام درج تھے۔ مگر آخر مین یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ "جن لوگون کے نام بعد یاد آئین گے اس فہرست مین اضافہ کر دیے جائینگے" اس مین صرف اُنھین لوگون کے نام نہ تھے جو خاص سلا کے دشمن تھے۔ بلکہ اُس کے ہمراہیون پیروون اور سپاہیون مین سے بھی اگر کسی کو کسی سے عداوت و مخالفت تھی تو اُس بیچارہ کا نام بھی اس مین موجود تھا۔ بہت سے ایسے بھی تھے جن سے سلا کے کسی ہمراہی سے زمینداری کے متعلق ڈانڈا مینڈی تھی۔ چنانچہ ایک غریب سہمے ہوئے آدمی کی زبان سے اس فہرست مین اپنا نام دیکھ کے یہ الفاظ نکلے۔ "آہ! میری موت کا باعث میرا مقام البا دا الامکان ہے" یہ کہہ کے چند ہی قدم گیا ہوگا کہ سلا کے ایک سپاہی نے تیر بھونک کے اُس کا کام تمام کر دیا۔

یہی کشت و خون اطالیہ کے تمام صوبون اور ضلعون مین جاری تھا۔ یہان تک کہ بعض علاقے خاصۃً علاقہ سامنی ام بالکل ویران و تباہ ہو گئے۔ بہ ہزار خرابی بصرہ سلا کی خون کی پیاس بجھی اور اب وہ اُس حکومت کے از سرِ نو قائم کرانے پر آمادہ ہوا جسے ماریوس اور قنہ نے درہم برہم کر دیا تھا۔ اس کام مین اُس نے نہایت ہی دانائی و قابلیت ظاہر کی مگر اس اعلیٰ طرز حکومت کو دیکھ کے اور افسوس ہوتا ہے کہ جن ہاتھون سے اُس کی بنیاد پڑی وہ کتنی بڑی خونریزی کر چکے تھے۔ اور کتنے بڑے کشت و خون کے بعد روما کی پبلک کو یہ حکومت نصیب ہوئی۔

جب تمام انتظامات قائم ہو گئے۔ اور اس نظام حکمرانی نے سٹی زن لوگون کی تعداد بہت بڑھا دی تو سلا نے ڈکٹیٹر کے عہدہ کو چھوڑ دیا اور اپنے علم و فضل کے مذاق کے مطابق لٹریری کامون مین مشغول ہوا۔ خود اپنا ایک تذکرہ لکھا۔ اور

منصور شہروں پر قابض ہو چکا تھا۔ سی لا اپنے رومی لشکر کو لیے ہوئے آ پہونچا۔ اُس کا پرچم اپنا قبضہ کیا اور متھرا ڈیٹس کو اس طرح متواتر شکستیں دیں کہ آخر اُس نے مجبور ہو کے صلح کی درخواست پیش کر دی۔

سی لا نے یہ درخواست خوشی سے قبول کی۔ کیونکہ ان دنوں اُسے رومۃ الکبریٰ سے بالکل کمک یا رسد نہ ملتی تھی اور گرد و نواح کے علاقوں کو لوٹ لوٹ کے وہ اپنی زندگی بسر کرتا اور فوج کو پال رہا تھا۔ علاوہ بریں اُسے وطن واپس جانے کی بھی جلدی تھی تاکہ اپنے اُن دوستوں کے خون کا بدلہ لے جو ماریوس کے طرفداروں کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے۔ انھیں اسباب سے اُس نے متھرا ڈیٹس کو اس بات پر مجبور کر کے کہ اپنے مفتوحہ علاقہ کا ایک بڑا حصہ واپس کر دے صلحنامہ پر دستخط کیے اور رومۃ الکبریٰ کی راہ لی۔

سِنّہ تو خود اپنے ہی ایک سپاہی کے ہاتھ سے مارا جا چکا تھا مگر باغیوں کا گروہ اب تک روم پر قابض تھا۔ وہ لوگ سی لا کے مقابل فوج کشی کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ مگر سی لا کے پہونچتے ہی سرکش سپاہی جن کا معمول تھا کہ کوئی ممتاز افسر ملا اور اُس کے ساتھ ہو گئے اپنی جماعت سے ٹوٹ ٹوٹ کے اُس سے آ ملے۔ فقط تھوڑے سے سامنی لوگ مخالفت پر اڑے رہے جن کو خاص روما کی شہرپناہ کے نیچے اُس نے فاش شکست دی۔ تین ہزار کو اسیر کر لیا۔ اور فتحمندی کے ساتھ شہر روم میں داخل ہوا۔

اب سی لا کے انتقام لینے کی باری آئی۔ اُس نے ماریوس سے بھی بڑھ کے بلکہ بدرجہا زیادہ خونریزی کی۔ اور تمدن کے قوانین نظام عالم کے سفید صفحہ پر جتنے دھبے اُس کا جاہل فریق بھی نہیں لگا سکتا تھا اُس نے باوجود تعلیم یافتگی کے اپنے ہاتھ سے لگا دیے۔ اُس کی خونریزی کا آغاز اس سے ہوا کہ پہلے تو وہ تین ہزار سامنی اسیر قتل کیے گئے۔ اور جب اُن کے چیخنے چلانے کا شور وہاں پہونچا جہاں ارکان سینیٹ جمع تھے اور اُن کا خیال اُس شور کی طرف متوجہ ہوا تو سی لا نے کہا "آپ اپنا اجلاس کیے جائیے۔ یہ چند بدمعاشوں کا شور ہے جنھیں سزا دی جا رہی ہے۔" اس کے بعد سی لا کو سینیٹ نے ڈکٹیٹر مقرر کیا۔ وہ ہر روز سوار ہو کے نکلتا اور جن لوگوں کو اپنا دشمن تصور کرتا اُن کی ایک کثیر التعداد

لوگون سے الگ رہتا۔ ان باتون کی وجہ سے لوگ اُسے ہر صحبت مین ناپسند کرتے اگرچہ بظاہر سب کو اُس کی تعظیم کرنا پڑتی۔

مگر قی قرو اور تاقودولوژن مین سے سپہ گر اور بہادر کوئی بھی نہ تھا۔ اس دور مین جمہوریت رومہ کی فوج کا افسر اعلیٰ قیوُس پوم پے ای یوُس ماگ نوُس تھا جو زیادہ تر پوم پے ای اعظم کے نام سے مشہور ہے۔ جس نے نہایت کمسنی ہی کے زمانہ مین سپہ گری زیر نگرونی اپنے آپ کو چمکانا شروع کر دیا تھا۔ ملکی خدمات پر وہ اسپین صقلیہ اور افریقہ مین بھیجا گیا تھا۔ قبل اس کے کہ کسی اعلیٰ خدمت پر مامور ہو ہنوز پچیس ہی برس کی عمر تھی اُسے بڑی شہرت کی عزت و ناموری حاصل ہو گئی۔ جہان کہین وہ والی ملک بنا کے بھیجا گیا وہ ملک سرسبز ہو گیا۔ اور وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے ہاتھون کو ہمیشہ سخت گیری و ستم گری سے روکے رہا جس مرض مین سارے رومی سردار مبتلا تھے۔ وہ خراج گزار و مفتوح رعایا کو نا انصافی و بے رحمی سے محفوظ رکھتا تھا۔ بحیرۂ روم کو اُس نے دریائی لٹیرون کے ایک گروہ سے صاف کر دیا۔ اُن لوگون نے قی لی قیا کے قلعہ کو اپنا مامن قرار دے کے سمندر مین آفت مچا رکھی تھی جو کوئی رومی جہاز یونان کی طرف روانہ ہوتا اُسے گھیر کے پکڑ لے جاتے۔ اور جو لوگ اُن کے ہاتھ مین گرفتار ہوتے اُن کو بہت کچھ زر فدیہ لے کے چھوڑتے۔ اسی طرح اُس کے پاس کے سواحل پر سے مرد و عورت اور بچون کو پکڑ لے جاتے۔ اور غلامون کی طرح دیگر مقامات مین لے جا کے فروخت کر ڈالتے۔

پوم پے ای ان بحری ڈاکوؤن پر غالب آیا۔ اُن کے قلعۂ قی لی قیا تک مین جا کے اُن کا محاصرہ کیا اور یہان تک مجبور کیا کہ اُنھون نے اپنے جہازون کو اور خود اپنے تئین اُس کے حوالہ کر دیا۔ ان لوگون کو مغلوب و مقہور کر کے اُس نے بجائے اس کے کہ اُنھین پکڑ کے قتل کروا دے یا بازارون مین فروخت کرے یہ کارروائی کی کہ اُنھین اُن شہرون مین جو ساحل سے فاصلہ پر تھے آباد کر دیا۔ اُن کے لیے پیشہ اور مشاغل پیدا کیے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی روز بعد وہ لوگ امن دوست اور متمدن

عجیب بات یہ ہے کہ اُس کے کمیشن ہونے کے دوسرے ہی دن مر گیا۔ موت کا سبب یہ ہوا کہ کسی ناگوار امر پر غصہ سے چلایا۔ ایسا غیش آیا کہ ایک رگ پھٹ گئی۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ مدت سے کسی سخت مرض میں مبتلا تھا جسے سخت بیماری کی مرض کی طرح پر قدرت نے اُس پر نازل کیا تھا۔ بہر تقدیر اُس کی موت سنہ ۷۸ قبل مسیح میں ہوئی۔

فصل چہارم

(پومپے کی واپسی ۷۸ قبل مسیح سے ۶۲ قبل مسیح تک)

سلا دستور العمل کو جس حالت میں چھوڑ گیا تھا وہ تقریباً بیس سال تک قائم رہی۔ اس مدت میں سب سے زیادہ سربرآوردہ شخص مارکوس طلیوس سسرو تھا۔ اصلیت کے لحاظ سے اُس کا شمار سواروں کے طبقہ میں تھا۔ اور پیشہ کے اعتبار سے وہ مقنن تھا۔ بڑا صاحب علم تھا۔ اور فصاحت و بلاغت میں دیموستھنیز کے بعد اُسی کا درجہ ہے۔ اس کی رائے ہمیشہ صائب رہتی۔ اور ملک کی فلاح و بہبودی میں لگا رہتا۔ اُس میں تبختر وغیرہ کی قسم کے چند عیوب بھی تھے۔ مگر باوجود اُن کے عہد قدیم کے مصلحان ملک میں سے کسی کا دامن اس قدر بے داغ نہیں ہے جس قدر کہ اس کا تھا۔ اپنے قونسل ہونے کے زمانہ میں اُس نے سلطنت کے خلاف ایک سازش کا پتہ لگایا جس کا سرغنہ لوکیوس سرجیوس قاطلینا نام ایک بدمعاش تھا۔ اس موقع پر اُس نے جو فصاحت و بلاغت کا جوہر دکھایا ہے اُس کے مشہور ترین کمالات علمی میں شمار کیا جاتا ہے۔ اپنے دوستوں کے نام اُس نے جو خطوط لکھے تھے وہ بھی اِس وقت تک موجود ہیں جن کو دیکھ کے رومیوں کے اوضاع و اطوار اور اس عہد کے خیالات کی تصویر نظر کے سامنے آجاتی ہے۔

مارکوس پورقیوس کاتو بھی اُس زمانہ کا ایک نہایت ہی منصف مزاج اور راست باز شخص تھا مگر پیشینہ سابق لوگوں کی طرح اُس کا بھی یہ خیال تھا کہ ایک سنسر کی قابلیت اسی میں ہے کہ درشت مزاج ہو۔ اور اُس کا طرز عمل ناگوار ہو۔ چنانچہ وہ نہایت مغرور تھا۔ اور اپنے تبختر کو اس طریقہ سے ظاہر کرتا کہ میل جول میں درشتی تھی۔ اور وضع و لباس میں

مخالف تھے۔ ارس طوبلوس نے ایک طلائی انگور پوم پے ای کے سامنے نذرانہ میں پیش کر کے اُسے اپنا طرفدار بنانا چاہا۔ مگر جب دیکھا کہ بظاہر وہ ہرقانوس کا طرفدار معلوم ہوتا ہے تو لپک کے بیت المقدس میں پہونچا اور لڑنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ مگر پوم پے ای بھی اُس کے پیچھے ہی تعاقب کرتا ہوا جا پہونچا۔ شہر کو محاصرہ کر کے فتح کر لیا۔ اور اس رومی فاتح پوم پے ای کی جرأت یہاں تک بڑھی کہ ہیکل سلیمانی کے اندر داخل ہوا۔ اسی قدر نہیں حرم الحرم کے اندر بھی گھس گیا جدھر قدم بڑھانے کی کسی اسرائیلی کو بھی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اس کی سزا میں پوم پے ای پر کوئی فوری عذاب تو نہیں نازل ہوا مگر لوگوں کو نظر آ گیا کہ اسی بے ادبی کے وقت سے اقبال نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اُس نے ہرقانوس کو فرمانروا اور مقتدائے دین بنایا۔ انطی پاس نام ایک ادومی نژاد شخص کو بھی جو ملت موسوی کا پابند تھا دولت روم کی طرف سے محافظ ارض یہود اقرار دے دیا جو ہرقانوس پر بالادست تھا۔

فصل پنجم

پہلا اتحاد ثلثہ (۳۳ قبل محمد سے ۱۹ قبل محمد تک)

پوم پے ای یہ اولوالعزمی کا سفر ختم کر کے جب رومۃ الکبریٰ میں پہونچا تو دیکھا کہ اتنے دنوں کی عدم موجودگی سے میری ہردلعزیزی میں بڑا فرق آ گیا ہے۔ اور لوگوں کا زیادہ تر رجحان لی قی نیوس قراس سوس کی جانب ہے۔ جو دولتمند کے لقب سے مشہور تھا۔ اور جس نے چند فراز شدہ سواروں اور قیوس یولیوس قیصر کا ہنگامہ فرو کر دیا تھا۔

یولیوس قیصر (جولیس سیزر) اعلیٰ خاندان بطارقہ سے تھا۔ اس کے خاندان کو دعویٰ تھا کہ وہ لوگ اے لیاس کے بیٹے یولوس کی نسل سے ہیں اور اُسی کے نام سے اُن کا خاندانی لقب بھی ماخوذ ہے۔ لیکن اُس کی چچی کی شادی ماریوس کے ساتھ ہو گئی تھی جس تعلق کی بنا پر اُسے شورش پسند لوگوں کی جماعت سے بھی ایک واسطہ پیدا ہو گیا تھا۔ ماسوا اس کے اُس نے غور کیا تو صاف نظر آیا کہ ادنیٰ طبقہ والے رومیوں کا

بن گئے۔ اس کے بعد اُس نے متھری داطیس کے مقابلہ مین فوج کشی کی جو تھوڑے زمانہ سے بثی نیا پر قبضہ کرنے کے لیے ایک رومی لشکر سے لڑ رہا تھا جس کا سپہ سالار لوقیوس تھا۔ لوقیوس کی اس مہم کو پورا کرنے کے لیے پوم پے ای آپہونچا تو متھری داطیس کی دشواریان بڑھ گئین۔ تاہم وہ بڑا بہادر اور ہوشیار فرمان روا تھا۔ جان پر کھیل کے نہ مغلوب ہو سکنے والے جوش سے لڑا۔ جب اپنے پہلے لشکر کے تباہ و غارت ہو جانے کا اندیشہ ہوا تو اُس نے نیا لشکر جمع کر لیا۔ اور حیرت انگیز ہوشیاری اور مستعدی ظاہر کی۔ مگر اس کا کوئی علاج نہ تھا کہ خود اُس کے بیٹے فارناقیس نے اُس کے ساتھ دغابازی کی۔ ایسے نازک وقت پر رومیون کے ہاتھ مین اسیر ہونے کی ذلت سے بچنے کے لیے اُس نے زہر کھا لیا۔ اتفاقاً اُسے ایک مدت سے دھڑکا لگا رہتا تھا کہ کوئی مجھے زہر نہ دے دے جس سے بچنے کے لیے اُس نے اپنے آپ کو تریاقی اجزا کے استعمال کا اس قدر عادی بنا لیا تھا کہ زہر کا اُس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ جب یون بھی زور نہ چلا تو اپنے ایک غلام کے ہاتھ سے اپنے آپ کو قتل کرا ڈالا۔

پوم پے ای نے اس لڑائی کے اثنا مین سارے علاقہ مشرق مین بڑی بھاری عظمت حاصل کر لی۔ اور ایک بار شہر دمشق مین ایک دربار کیا جس مین بارہ سے کم باج گزار صاحبان تاج و تخت شریک نہ تھے۔ جن مین ایک انطیوکوس ایشیا طیقوس تھا جو کہ خاندان سلوقوس نکاطور کا آخری وارث تھا۔ اُسے طگرانیس شاہ ارمن نے ارض شام سے نکال کے باہر کر دیا تھا اور اب چونکہ اُس کا حریف متھری داطیس کے ساتھ مغلوب و مقتول ہو چکا تھا لہذا اُس نے رومیون سے التجا کی کہ اپنے خاندانی تخت پر بٹھایا جائے مگر رومی سردار پوم پے ای نے اس کی شنوائی نہ کی۔ اور ارض شام دولت روم کا ایک صوبہ بنا لی گئی۔ بطلیموس اولے طیس یعنی نے نواز بھی اس دربار مین تھا جو مختلف انقلابون کے باعث تخت مصر سے محروم ہو گیا تھا۔ وہ دولت روم کے ایک دوست کی حیثیت سے مملکت مصر پر پھر قابض و متصرف کیا گیا۔

• ہرقانوس اور ارسطو بولوس جو بھائی بھائی تھے وہ بھی پوم پے ای کے دربار مین شریک تھے۔ یہ دونون ارض فلسطین کی حکومت کے دعویدار اور ایک دوسرے کے

کرحملہ آوروں مین سے بہت کم لوگ اُن کے ہاتھ سے جان بر ہوکے گھر جاتے جسو پوٹامیا
(ا رضِ عراق) کے میدانون مین داخل ہوتے ہی قراس سوس دشمنون کے نرغہ مین گھر گیا۔
اُس کے بہت سے ہمراہی سوار دلدل مین پھنس کے رہ گئے۔ غرض رومی سپاہیون مین سے
سوا چند لوگون کے جنھین قیوس قاسیوُس لانجی نیوس نام ایک افسر ارض شام مین واپس
لے آیا سب کے سب ہلاک ہوگئے۔ خود قراس سوس کا یہ حشر ہوا کہ پارتھیا کے بادشاہ
نے اُس کا سر کاٹا۔ اور اُس کی حرص و ہوس پر مضحکہ اُڑانے کے لیے سونا گلا کے اُس کے
منھ مین بھر دیا۔ قراس سوس اگرچہ غریب الوطنی مین مارا گیا مگر اپنے بیٹے کے لیے ایک
بڑی بھاری دولت چھوڑ گیا تھا۔ بیٹا حد سے زیادہ فضول خرچ تھا۔ ساری دولت
چند ہی روز مین اُڑا دی۔ اور جب مفلس ہوا تو لوگ بنانے اور ذلیل کرنے کے لیے
اکثر اُسے قراس سوس دی ویس یعنی قراس سوس دولت مند کے لقب سے پکارا کرتے
ادھر قراس سوس پر تو یہ آفتین نازل ہوئین اُدھر قیصر علاقۂ گال مین پہونچا
تو وہان فتوحات کا سلسلہ شروع کردیا۔ وہان وہ مسلسل نو سال تک رہا۔ اور اُس زمانہ
مین سخت معرکہ آرائیون کے بعد اُس نے سارے گالیا کو فتح کرکے وہان کے تمام دلیر
باشندون کو مغلوب و مطیع بنا لیا۔ اور اُس کی کارگزاریون سے گالیا بھی دولت روم کا
ایک صوبہ بن گیا۔ اسی سلسلہ مین یولیوس قیصر نے دو مہمین جزیرۂ انگلستان پر بھی بھیجین۔
کیونکہ یہی پہلا رومی سردار ہے جس نے پہلے پہل کوشش کی کہ انگلستان کو بھی قلمرو روم مین
داخل کرے۔ اُس کی ان دو مہمون مین سے پہلی مرتبہ تو اُسے صرف اس قدر کامیابی
حاصل ہوئی کہ ساحل انگلستان پر لڑ بھڑ کے اُتر گیا۔ اور دوسری بار دریائے ٹیمس کے
شمالی علاقون تک بڑھ گیا۔

مگر اس سارے زمانہ مین باوجود ان کامیابیون اور کارگزاریوں کے اُس کی اصلی
غرض یہ نہ تھی کہ سلطنت کی خدمت بجا لائے اور دولت روم کو ترقی دے۔ بلکہ اُس کا دلی مقصد
یہ تھا کہ ایسی اعلیٰ درجہ کی فوج تیار کرے جو اُس کی ذات سے وابستہ اور اُس کی جان نثار
ہو تاکہ اُس کی مدد سے وہ سینیٹ پر غالب آئے اور ساری دولت روم پر قابض و متصرف ہوجائے

ساتھ دینے سے مین سلطنت مین اعلیٰ قوت بھی حاصل کرسکون گا اور سینیٹ کی قوت کو بھی توڑ سکون گا۔ دراصل وہ عجیب وغریب کارنامون کا شخص تھا۔ بہت تعلیم یافتہ۔ بڑا انشا پرداز۔ اور اعلیٰ ترین سپہ سالار تھا۔ مگر عیب تھا تو یہ کہ نہایت ہی شہوت پرستی اور کاہلی کی زندگی بسر کرتا تھا۔ مزاج کے اعتبار سے اپنے اکثر ہم عصرون سے اچھے اگرچہ بالذات ظالم وجابر نہ تھا لیکن اس کی بھی پروانہ تھی کہ میری اولوالعزمی پر کتنی جانین قربان ہوگئین۔

پومپے ای نے جب یہان پہونچ کے یہ رنگ دیکھا کہ سینیٹ کو میری ایشیا کی اعلیٰ کارگزاریون کی تصدیق کرنے مین بھی تامل اور پس وپیش ہے تو بے صبری مین اُس سے ایک بڑی بھاری غلطی ہوگئی جو اُس کی زندگی کی تمام لغزشون سے بڑھی ہوئی تھی۔ اور جس نے دولت جمہوری روم کی آزادی کو ہمیشہ کے لیے پامال کر دیا۔ وہ غلطی یہ تھی کہ اُس نے سیزر اور کراسس کے ساتھ ایک معاہدہ کرلیا۔ جس کا منشا یہ تھا کہ تینون مل کے ایک ہوجائین۔ اس معاہدہ کا نام رومی زبان مین ٹرائی یوم ویرات (اتحاد ثلثہ) قرار دیا گیا۔ اس عہد نامہ کی رو سے تینون کا فرض تھا کہ ایک دوسرے کے ممد ومعاون رہین۔ اور سلطنت کو اپنا مطیع بنالے اور اُس کے دشمنون کے زیر کرنے مین بھی تینون اپنی اپنی قوت سے دوسرون کی رفاقت کرین۔ آخر سینیٹ کو ان سردارون کی عظمت ماننے پر مجبور ہونا پڑا۔ چنانچہ اُس نے سیزر کو گالیا (جرمنی) کی سلطنت اور ایک فوج دی۔ کراسس کو ایشیا کا صوبہ دیا۔ اور پومپے ای نے مشرق مین جو کارگزاریان دکھائی تھین اُن کی تصدیق کی اور اُسے اسپین کا پروکونسل بنا دیا۔

کراسس اپنی خدمت پر روانہ ہو کے یروشلیم (بیت المقدس) مین پہونچا جہان جاتے ہی اُس نے حرم ربانی کا خزانہ لوٹ لیا۔ اور وہان سے فوج لے کے پارتھیا والون کے مقابلہ کو روانہ ہوگیا۔ جب سے ارض شام قلمرو روم مین داخل کر لی گئی تھی پارتھیا ایک سرحدی علاقہ بن گیا تھا۔ وہان ایک جنگجو قوم آباد تھی جو نہایت ہی اچھے شہسوار اور بڑے چابکدست تیر انداز تھے۔ اُن کی لڑائی کی یہ شان تھی کہ دشمن جب حملہ کرتے بھاگ کھڑے ہوتے مگر دُور سے تیرون کا ایسا مینھ برسا دیتے تھے

ین رہا کہ اُترون یا نہ اُترون مگر آخر دل مضبوط کرکے اُتر پڑا۔ اور اُسی وقت سے ضرب المثل کے طور پر یہ محاورہ پڑگیا کہ جو کوئی شخص گو مگو کے عالم سے یکسوئی کرکے کسی مہم میں قدم رکھ دے۔ اُس کی نسبت کہتے ہین کہ "روبی قون سے پار ہو گیا" جیسے ہی یہ خبر رومتہ الکبریٰ مین پہونچی سینیٹ نے پوم پے ای کو اپنی حمایت پر مامور کیا۔ اِن دنون روم مین کوئی زبردست لشکر موجود تھا اور نہ فوری طور پر کوئی ایسا لشکر مرتب کیا جا سکتا تھا جو قیصر کے کارآزمودہ سپاہیون کا مقابلہ کر سکے۔ پوم پے ای فوج جمع کرنے کے لیے جنوبی اٹالیہ مین گیا۔ پھر یونان کی راہ لی۔ اس سفر مین تمام ارکان سینیٹ۔ کونسل۔ اور تقریباً وہ تمام اشخاص جو پُرانی وضع سلطنت سے علاقہ رکھتے تھے اُس کے ساتھ ساتھ تھے پوم پے ای فوج کی جستجو ہی کرتا رہ گیا اور قیصر نے پوم پے ای کے اُن لشکرون کو جو اسپین مین تھے شکست دے کے رومتہ الکبریٰ پر قبضہ کیا اور اُس کے تعاقب مین یونان کی راہ لی۔ پوم پے ای اپنی کمزوری دیکھ کے مقابلہ سے بچتا تھا مگر آخر اُسے مقابلہ کرنا ہی پڑا۔ تھسلی کے شہر فرسالا مین ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی جس مین غریب پوم پے ای شکست کھا کے بھاگا۔ بال بچون کو لے کے جہاز پر سوار ہوا اور اسکندریہ کی راہ لی۔ جس بطلیوس کی اُس نے تاج بخشی کی تھی اور صاحب سریر سلطنت بنایا تھا وہ تو مر چکا تھا مگر اُس کے بیٹے سے امید تھی کہ اگلے حقوق کا کچھ پاس و لحاظ کرے گا۔ جیسے ہی بندرگاہ مین داخل ہوا ایک کشتی اُس کے استقبال کو آئی اور وہ ایک شریف رومی شخص کے ساتھ اُتر کے کنارے گیا۔ کشتی ساحل سے لگی اور اُس نے کشتی سے قدم باہر نکال کے زمین پر رکھا ہی تھا کہ ایک دغاباز رومی نے پیچھے سے آکے پہلو مین چھری بھونک دی۔ اور پوم پے ای اُسی جگہ ڈھیر ہو گیا۔ اُس کا سر کاٹ لیا گیا۔ بے دھڑ کی لاش رات تک دریا کنارے پڑی رہی یہان تک کہ اُس شریف رومی نے جو اُس کے ساتھ اُترا تھا اور ایک دوسرے رومی سپاہی نے مل کے جہازون کے ٹوٹے ہوئے تختے جمع کرکے ایک چتا بنائی اور لاش کو اُس پر رکھ کے جلا دیا پوم پے ای کی بی بی اور اُس کے بیٹے نے اپنے جہاز پر سے اُس کو مارے جاتے دیکھا تو

پوم پے ای روم ہی مین مقیم رہا۔ اُس کی فوج اُس کے پاس تھی اور اُس کے نائب اُس کے نام سے اسپین پر حکومت کر رہے تھے۔ اہل رومہ کے خوش کرنے اور دارالسلطنت کی سوسائٹی مین وقار حاصل کرنے کے لیے اُس نے دھوم دھام سے کئی ضیافتین کین جن مین وحشی درندون کی لڑائیون کے عظیم الشان تماشے دکھائے گئے۔ انھین ضیافتون مین پہلے گینڈا اہالی روم کے سامنے پیش کیا گیا جس کی صورت سے رومۃ الکبریٰ والون کی نگاہین ناآشنا تھین۔ علاوہ برین ان دعوتون مین پانچ سو شیر ببر قتل ہوئے۔ ڈراما کے کھیل بھی ہوئے۔ اور سوارون کے کرتب بھی دکھائے گئے۔ اور پوم پے ای نے ان قومی دعوتون مین یہان تک اولوالعزمی دکھائی کہ خود اپنے صرف سے ایک نیا ایمفی تھیئٹر تعمیر کرا دیا۔

ابتدا اُس سے اور قیصر سے بڑی دوستی تھی۔ اور اُس سے اس قدر وابستہ تھا کہ اپنے اثر کو اُس کی موافقت مین کام مین لاتا۔ اور سنیٹ کو کبھی سر نہ اُٹھانے دیتا۔ لیکن جب قیصر کی خودغرضانہ اولوالعزمیان زیادہ نمایان اور عالم آشکارا ہونے لگین تو پوم پے ای نے اپنے اگلے اصول پھر اختیار کر لیے اور جوش و خروش کے ساتھ سلطنت کی تائید کرنے لگا۔ قیصر علاقۂ گال کو پوری طرح مغلوب کر کے واپس روانہ ہوا اور مارقوس انطونیوس نام اپنے ایک دوست کے ذریعہ سے جو ٹری بیون کی خدمت پر مامور تھا سنیٹ کے سامنے یہ درخواست پیش کی کہ پوم پے ای کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ میرے داخلے سے پہلے اپنی فوج کو توڑ دے۔ اُس کی اس درخواست کے قبول کرنے سے انکار کیا گیا اور انطونیوس مذکور رومۃ الکبریٰ سے بھاگ کے قیصر کے پاس پہونچا اور اُسے اطلاع دی کہ آپ کا روم مین آنا خطرے سے خالی نہین۔

مگر قیصر نے اُس کی پروا نہ کی۔ اپنے لشکر کو لے کے اور آگے بڑھا۔ اور گو ممانعت تھی کہ بغیر سنیٹ کی اجازت کے کوئی لشکر اُس کی قلمرو مین نہ داخل ہو وہ کمال بے باکی کے ساتھ سرزمین روم مین گھس آیا۔ علاقۂ گال اور قلمرو ایطالیہ کی سرحد پر ایک ندی ہے جو روبے قون کہلاتی ہے۔ اُس سے پار ہوتے وقت قیصر چند لمحون تک پس و پیش

بطلیموس دریائے نیل مین ڈبو دیا گیا۔ دو سال کے بعد یولیوس قیصر مصر کو چھوڑ کے ایشیا کی طرف روانہ ہوا۔ وہان سو دن کے اندر متھرداطیس کے دغا باز بیٹے فرناقیس کو شکست دے کے مطیع فرمان بنایا۔ اور جہاز پر سوار ہو کے افریقہ کی راہ لی۔ جہان قاتو اور پومپی کی جمہوریت کے اور بہت سے زبردست حامی جمع تھے۔ اور اُن لوگون نے موریطانیہ کے بادشاہ یُوبا سے تعلقات بڑھا لیے تھے۔

یہان بھی لڑائی ہوئی۔ اور قیصر نے مقام تھاپسوس مین ایک دوسری نمایان اور مکمل فتح حاصل کی۔ اب قاتو نے اپنے دوستون کو اُبھارا کہ شہر عتیقہ کے تحفظ مین استقلال دکھائین مگر کچھ نتیجہ نہ ہوا۔ تب اُس نے جہان تک بنا اس بات کی کوشش کی کہ انھین ہاتھ سے بچا دے۔ مگر اب وہ بالکل مایوس تھا۔ اور اُسے یقین ہو گیا کہ رومۃ الکبریٰ سے آزادی اور جمہوریت تشریف لے گئی۔ حمیت نے اس کو بھی گوارا نہ کیا کہ فتحیاب قیصر سے معافی قبول کر لے۔ وہی امید و آرزو کا جلوہ اُس کی نظر کے سامنے نہ تھا۔ آخر سب طرف سے مایوس ہو کے اپنے چھُری مار لی۔ اُس کے دوستون نے اُسے زندہ پایا اور زخم باندھ دیا لیکن قاتو نے اپنی پٹی خود ہی نوچ کے پھینک دی اور اُسی کے صدمے سے مر گیا۔ قیصر جب اُس کی لاش پر پہونچا تو اُس کی لاش بیجان کی طرف خطاب کر کے کہا "او قاتو! تیرے حسد نے اِس کو بھی گوارا نہ کیا کہ اپنی جان بچانے ہی کی عزت مجھے دے" [illegible]

اب رومۃ الکبریٰ اور اُس کی ساری قلمرو کا پورا مالک قیصر تھا۔ جمہوری سلطنت کے تمام حامیون نے یا تو اطاعت قبول کر لی یا مارے گئے۔ اور سنیٹ مجبور تھا کہ اُس کی مرضی پر چلے۔ اور اُس کا تابع فرمان رہے۔ وہ مدت العمر کے لیے ڈکٹیٹر مقرر ہو گیا۔ اور اُن کارروائیون کے بعد رومۃ الکبریٰ مین واپس آیا تو مسلسل چار دن چار ٹریمفون کی عزت حاصل کی ان ٹریمفون مین اُس کے فتوحات مشرقیہ کے اظہار کی غرض سے ایک جھنڈا نکالا گیا جس کے پھریرے پر یہ الفاظ لکھے تھے "وینی۔ وی ڈی۔ وی سی" (مین آیا۔ مین نے دیکھا۔ مین نے فتح کیا۔) ان الفاظ سے اُس کا یہ اشارہ تھا کہ مین نے کس آسانی سے جھٹ پٹ فرناقیس کی فتح حاصل کر لی اس کے بعد اُس نے

نور اجہاں کا لگا اٹھا دیا۔ اور اُس بے وفا سرزمین سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ پوم پے ای کا بیٹا ملس طلوس نشو و نما پاکے ایک معزز و ممتاز شخص ثابت ہوا جو اپنے باپ کی بہت سی خوبیوں کا وارث تھا

فصل ششم

(یولیوس قیصر ۱۹ قبل محمد سے ۶۱ قبل محمد تک)

پوم پے ای کے تعاقب میں یولیوس قیصر بھی ارض مصر میں پہونچا۔ سرزمین مصر پر قدم رکھتے ہی اُس کے حریف کا سر اُس کے سامنے لاکے پیش کر دیا گیا۔ جسے دیکھ کے اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ کیونکہ اگلی دوستی کے ساتھ خدا جانے کیا کیا باتیں اور کون کون صحبتیں یاد آ گئیں اس کے بعد یولیوس مصر کی تخت نشینی کا جھگڑا چکانے میں مصروف ہوا۔ سابق فرمان روا بطلمیوس اولے طیس مرتے وقت وصیت کر گیا تھا کہ اُس کا بیٹا بطلمیوس اور بیٹی قلوبطرہ (کلیوپیٹرا) بالاشتراک سلطنت کریں۔ لیکن نوعمر بادشاہ نے اپنی ہوشیار بہن کو نکال باہر کیا۔ قلوبطرہ نے بھائی کو بے مہر دیکھ کے ایک فوج جمع کر لی اور آمادہ ہوئی کہ اپنے حقوق کو بزور شمشیر حاصل کرے۔ لیکن یہ سن کے کہ یولیوس قیصر ہر دارِ روم اسکندریہ میں آیا ہوا ہے فریادی بن کے اُس کی خدمت میں حاضر ہوئی یہاں پہونچ کے معلوم ہوا کہ قیصر کے دربار تک رسائی محال ہے تو پُرفن قلوبطرہ نے یہ چال چلی کہ اپنے آپ کو کپڑوں کے ایک گٹھر میں بند کروا دیا۔ اور ایک شخص تاجرانہ حیثیت سے اُس گٹھر کو لے کے قیصر کے محل میں پہونچا۔ اُس کے سامنے جب وہ گٹھر کھولا گیا تو اُس میں سے قلوبطرہ نکلی جس کے دلفریب حسن و جمال کو دیکھ کے قیصر مبہوت رہ گیا۔ رعب حسن سے ہنوز لب ہلانے کی جرأت نہ ہوئی تھی کہ قلوبطرہ نے فریاد کرنا شروع کی۔ اور اُس کی دلکش آواز اور ناز آفرینی کی اداؤں نے اُس کے دل پر اور بھی قبضہ کر لیا۔ الغرض قلوبطرہ کے حسن کے جادو سے یولیوس قیصر کو ایسا گرفتار کیا کہ دو سال تک مصر ہی میں پڑا رہا۔ اور سوا قلوبطرہ کی نازبرداری کے دنیا و مافیہا سے بے خبر تھا۔ یولیوس نے بلا تکلف قلوبطرہ کو ملکۂ مصر بنا دیا۔ اور اُس کا بھائی

شاہی کے لقب کو نہ چاہتا ہو مگر شاہی اقتدارات ضرور اپنے ہاتھ مین لینا چاہتا تھا۔

اب قاسیوس (وہ جو فراس سُوس کی فوج کے چند باقی ماندہ لوگون کو لے کے چلا گیا تھا)۔ قاتو کا داماد مارقوس یونیوس بروطوس جو رومۃ الکبریٰ کے سب سے بڑے کونسل کی نسل سے تھا۔ اُس کا چچازاد بھائی دقی موس اور روم کے چند اور لوگ یہ دیکھ کر کہ ایک شخص واحد نے جمہوریت کی بنیاد اُکھاڑ کے پھینک دی ہے آمادہ ہوئے کہ اپنے خنجر ون تھام لے کے ملک کی آزادی کو بچائیں۔ قاسیوس اور بروطوس دونون کی جان صرف قیصر کی رحم دلی سے بچی تھی۔ اور دقی موس بھی اُس کے جھنڈے کے نیچے لڑ چکا تھا۔ اور اُس کا دلی جان نثار، رنج و راحت کا شریک۔ اور بڑا اچھا دوست سمجھا جاتا تھا۔ اور ابھی اسی زمانہ مین قیصر کے ہاتھون سے اُسے گال کی حکومت عطا ہوئی تھی۔ مگر اگلے حقوق کو فراموش کر کے یہ تینون نمک حرامی پر آمادہ ہو گئے۔ اور مارچ کی ۱۵ تاریخ قیصر کے قتل کے لیے مقرر کی۔ قیصر خاص سینٹ کی عمارت مین مقیم تھا۔ اس سازش کے متعلق کچھ افواہین بھی مشہور رہو ئین۔ اور ایک نجومی نے قیصر کو متنبہ کر دیا کہ مارچ کی ۱۵ کو ہوشیار رہیے گا۔ قیصر کی بیوی نے ایک مہیب خواب بھی دیکھا اور میان کو سمجھایا کہ اس دن آپ گھر سے باہر نہ جائیے گا۔ اتنے مین دقی موس بروطوس اُس سے آ کے ملا۔ اُسے باہر کی سیر کا شوق دلایا اور کہا محض ایک خواب کی بنیاد پر گھر مین چھپ کے بیٹھ رہنا نہایت ہی نہ زیبا ہے۔

قیصر اُس کے بہکانے سے باہر نکلا تھا کہ سڑک پر وہ نجومی نظر آیا جس نے پیشین گوئی کی تھی اُس کی طرف دیکھ کے مسکرایا اور کہا "وہ مارچ کی ۱۵ تو آ گئی" نجومی نے جواب دیا "ہان حضور آ تو گئی مگر ابھی گزر نہین گئی ہے"

اس کے بعد باہر کے دیوان خانہ مین جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھا اُن پندرہ سازشیون نے اُس کے گرد حلقہ باندھ لیا جو اُس کے قتل پر مامور تھے۔ پھر اُن مین سے ایک نے اُس کے سامنے ایک عرضداشت پیش کی۔ قیصر نے اُس کے منظور کرنے سے انکار کیا۔ لفظ انکار کے ساتھ ہی اُس پر ایک چھری کا پڑی۔ وار کھاتے ہی اُس نے مزاحمت شروع کی اور ارادہ کیا کہ ان لوگون کے حلقہ مین سے نکل بھاگے لیکن نہ نکلنے پایا اور ہر طرف سے اُس پر ضربین ہونے لگے۔

لوگون کو بہت سا غلہ اور روپیہ تقسیم کیا۔ اپنے سپاہیون کو زمینین دین۔ سٹی زن شپ یعنی رومی نژاد ہونے کے حقوق زیادہ وسیع کیے اور اس طریقہ سے اپنی ہردلعزیزی بہت بڑھا لی۔

یولیوس قیصر کو منجملہ اور باتون کے کیلنڈر (تقویم) کی اصلاح مین بھی شہرت حاصل ہے۔ کیلنڈر کا لفظ "کلنڈ" سے نکلا ہے جو کہ لاطینی زبان مین مہینہ کے پہلے دن یعنی غرہ کا نام ہے۔ اس لیے کہ اُس زبان مین مہینہ کے دن مختلف ناموں سے یاد کیے جاتے تھے۔ رومیون کے حساب کے مطابق اس وقت تک سال کبھی بہت بڑا ہوتا تھا اور کبھی بہت چھوٹا چنانچہ گرمیون اور جاڑون کا وسط بجائے سال کے صحیح ایام مین واقع ہونے کے خزان اور بہار مین جا پڑتا تھا۔ اس خرابی کے دُور کرنے کے لیے قیصر نے حکم دیا کہ آیندہ سے سال ۳۶۵ دن کا ہوا کرے۔ اور چونکہ سال کا حقیقی زمانہ ۳۶۵ دن اور ۶ گھنٹون کے قریب ہوا کرتا ہے اس لیے ہر چوتھے برس جبکہ گھنٹون کا شمار ۲۴ کو پہونچ جائے ایک دن اور بڑھا دیا جائے۔ اس حساب سے یہ فائدہ ہوا کہ برس کا زمانہ آفتاب کی اصلی رفتار سے پیچھے نہین پڑنے پاتا۔ چھٹا سلخ فروری دو دفعہ گنا جاتا تاکہ حساب پورا ہو جائے۔ یہ ۳۶۶ دن کے برس "بس سکس ٹیل" کہلاتے تھے۔ قیصر نے یہ کام بھی کیا کہ بلاد قرطاجنہ اور کورنتھ کو پھر تعمیر کرایا جنھین ایک صدی پہلے رومیون نے مسمار کر دیا تھا۔

قیصر کی یہ مقصوبہ قوت و شوکت روز بروز ترقی کرتی جاتی تھی۔ اور اس کے صاف آثار پائے جاتے تھے کہ اُسے عملی طور پر شاہی حاصل کرنے کی خواہش ہے۔ امپراطور لوگ یعنی فتحمند سپہ سالاران فوج جس قسم کے سدا بہار ہار پہنا کرتے تھے ویسے ہی ہار وہ ہمیشہ پہنے رہتا۔ اُس کے دوستون نے اُس کی مورت کو شہریاری کی تمام علامتون سے آراستہ و مزین کیا۔ اگرچہ اُس کا مقولہ تھا کہ مجھے اپنا نام قیصر ہی زیادہ عزیز ہے مین بادشاہ بننا نہین چاہتا۔ اور مارک انطونی نے جب اُس کے سامنے ایک تاج شاہی پیش کیا تو عام لوگون کے سامنے اُس کے لینے سے بچا۔ اُس نے انکار کر دیا۔ مگر اس مین شک نہین کہ چاہے وہ

نہ تھا اس لیے سینیٹ سے بے وفائی کرنے پر فوراً آمادہ ہو گیا تاکہ انطونی سے مل جائے۔ اُدھر لے پی دوس نے بھی جو یولیس قیصر کا ایک افسر فوج تھا دیکھا کہ کامیاب ہونے والے یہی معلوم ہوتے ہیں لہذا وہ بھی اُن سے آملا۔ فقط دقی موس بروطوس رہ گیا اُس کے ساتھی افسران فوج نے خود ہی اُس کا ساتھ چھوڑ دیا یوں بے دست و پا ہو کے اُس نے کوشش کی کہ مقدونیہ کے علاقہ میں بھاگ جائے مگر گال کے ایک شخص نے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اب انطونی لوپی دوس اور اوقتاویانوس تینوں دریائے اری دانوس کے کنارے ملے اور باہم معاہدہ کیا کہ پانچ سال کے لیے ہم تینوں کا اتحاد ثلثہ قائم ہو تاکہ اُن لوگوں سے میدان صاف کریں جنھیں ہم اپنا دشمن سمجھتے ہوں۔ قیصر کے خون کا انتقام لیں۔ اور پرانی جمہوریت کو بیخ و بن سے اکھاڑ کے پھینک دیں۔ مختصر کے طور پر ایک نئی فہرست واجب القتل لوگوں کی تیار کی گئی جو سی لا کی فہرست سے بھی بڑی تھی۔ اور بدنیتی میں اُس سے بدرجہا زیادہ ناپاک تھی۔ کیونکہ سی لا کا قتل عام اُس کے خیال کے مطابق سلطنت کی بھلائی اور جمہوریت کے برقرار رکھنے کے لیے تھا اور ان متحدین ثلثہ کا قتل عام اس غرض سے تھا کہ سلطنت کا تختہ اُلٹ دیں لے پی دوس نے خود اپنے سگے بھائی کا نام اس جانستان فہرست میں درج کیا۔ انطونی نے اپنے چچا کا نام لکھا۔ اور زور دیا کہ تی قرو کا نام بھی واجب القتل لوگوں میں شامل کیا جائے۔ انطونی کو اس اعلیٰ درجہ کے نامور سجاد و بیان سے ذاتی پرخاش تھی علاوہ بریں اُسے اس لیے ناپسند کرتا تھا کہ قانون سلطنت کے طرفداروں میں سب سے زیادہ باثر شخص وہی ہے۔ ان وجوہ سے اُس کے قتل پر تینوں کا اتفاق ہو گیا تی قرو اپنے فورمیوم کے دیہاتی مکان میں تھا کہ موت کا حکم سنانے والا ایلچی جا پہونچا۔ تی قرو کے غلاموں نے اُسے ایک ڈولی میں بٹھا کے ارادہ کیا کہ لے بھاگیں۔ لیکن سپاہیوں نے پیشتر ہی سے آ کے گرفتار کر لیا اور تی قرو نے نہایت ہی بردباری سنجیدگی سے اُن کی تلواروں کے سامنے اپنے کو پیش کر دیا۔ جو کمال سنگدلی سے کاٹ کے انطونی کے پاس بھیجا گیا۔ انطونی کی بی بی فلویا اُسے دیکھ کے بے انتہا خوش ہوئی اور اس بات کے انتقام میں کہ تی قرو اُس کے شوہر کے ملزم ٹھہرانے میں بڑے جوش و فصاحت کی تقریر کی تھی اپنے گیسو کی سلائی سے اُس کی زبان چھید دی۔

تی قرو نہایت ہی معزز و معمر آدمی اور وہ مشہور مورخ بھی تھا۔ مگر ان تینوں شخصوں نے اُس کے علاوہ ہزاروں بیگناہوں کو نہایت ہی سفاکی و سنگدلی سے قتل کیا۔ قاتلوں کے

مرتے وقت بروطوس کی صورت دیکھ کے یہ الفاظ اُس کی زبان سے نکلے "اے تو بروتا (ای بروطوس تو بھی ہے؟) یہ کہتے ہی اُس نے اپنا چہرہ چادر مین چھپا لیا۔ پھر زمین کی طرف جھکا اور پومپے ای اعظم کی مُورت کے نیچے گر کے مر گیا۔ یون سنہ ۶۱۵ قبل محمد مین مارچ کی ۱۵ ارکو دنیا کا بہت بڑا اقبال بہت بڑا الوالعزم اور نہایت مستقل مزاج بہادر اپنی عمر کے چھپنویں برس مین دغابازی کے بُزدلانہ حملون سے مارا گیا۔

فصل ہفتم

(دوسرا اتحاد ثلثہ سنہ ۶۱۵ قبل محمد سے سنہ ۶۳۱ قبل محمد تک)

یولیوس قیصر کے بعد رومۃ الکبریٰ مین بڑی پریشانیان پیدا ہوئین۔ پُرانی جمہوریت کے طرفدار جن کا سرغنہ قی قرو تھا اس واقعہ پر بہت خوش ہوئے۔ اور اُنھین اطمینان ہوا کہ ہمین پھر آزادی حاصل ہو گئی۔ لیکن مارک انطونی نے ادنیٰ طبقہ کے لوگون اور سپاہیون کو اُبھار کے قیصر کے قاتلون سے خون کا انتقام لینے کا شور مچوا دیا۔ چنانچہ وہ لوگ گھبرا کے مجبور ہوئے کہ ملک چھوڑ کے کسی طرف بھاگ جائین مارقوس بروطوس نے تواُیشیا کی راہ لی۔ دقی موس اپنے ولایت گال کو روانہ ہوا۔ اسی اثنا مین انطونی نے قیصر کا وصیت نامہ اور اُس کی ساری جائداد اپنے قبضہ مین کر لی جسے وہ اپنے بھتیجے قیوس اُقطا دیوس اور اپنی بہن یُولیا کے پوتے کے لیے چھوڑ گیا تھا۔

اقطادیوس جب اٹھارہ برس کا نوعمر لڑکا تھا روم مین آ کے اپنے چچا کے خاندان کا وارث اور اُس کا متبنیٰ قرار پایا تھا۔ یہان اُس نے قیوس یولیوس قیصر اُقطادیانوس کا لقب اختیار کیا تھا یہ دیکھ کے کہ انطونی نے مجھے قیصر کے ورثہ سے محروم کر دیا ہے اُس نے ناراضی ظاہر کی۔ اور سنیٹ کا طرفدار بنا۔ لیکن انطونی اب یولیوس قیصر کی پُرانی کار آزمودہ فوج کا سردار تھا اور علانیہ بغاوت کر رہا تھا۔ اور دقی دس بروطوس نوعمر قیصر اقطادیانوس مذکور۔ اور مارقوس اے می لیوس لے پی دوس والی گال مین سے ہر ایک شمالی ایطالیہ مین ایک جداگانہ لشکر لیے ہوئے اُس کی مخالفت پر تیار تھا۔

• نوعمر قیصر کو تھوڑے ہی زمانہ مین نظر آیا کہ دراصل میرا نفع اسی مین ہے کہ اپنے چچا کے لشکر کو راضی رکھون۔ اور چونکہ طبیعت کا زیرکا تھا اور دور اندیش تھا اور چندان قول و قرار کا پابند بھی

مضمون کا فرمان بھیجا کہ حاضر قتل قیصر کے شہر طرسوس میں حاضر ہو کے جوابدہی کرے۔ یہ فرمان نہایت درشت اور توہین کرنے والے الفاظ میں تھا لیکن قلوبطرہ اپنے حسن و جمال کی دلفریبیوں اور اپنی نرگس فتان کے جادو سے خوب واقف تھی بظاہر ڈرا نہیں اور دل میں کہا کہ گُڑ سے جو مرے تو زہر کیوں دو۔ فوراً عذر خواستہ دربار میں حاضر ہونے کے لیے چل کھڑی ہوئی۔ جہاں تک سمندر میں جانا تھا اپنے معمولی جہازوں میں گئی۔ مگر دریائے قدموس کے دہانے میں داخل ہوتے وقت اُس نے ایسی شان و شوکت کا سفر اختیار کیا کہ نہ کبھی دیکھا گیا تھا اور نہ سُنا گیا۔ اُس کی کشتیاں نہایت زرق برق اور عجیب رعنائی کی وضع کی تھیں۔ پتواروں پر چاندی کے پتر چڑھے ہوئے تھے اور بادبان ارغوانی رنگ کے تھے۔ خاص اُس کی کشتی عجوبی سج کے عروس زیبا بنا دی گئی تھی جس پر ارغوانی بادبان کے نیچے زربفت کا شامیانہ کھنچا ہوا تھا اور اُس کے نیچے ملکہ قلوبطرہ یونانیوں کی حسن کی دیوی وینس زہرہ کے روپ اور لباس میں گاؤ تکیے سے پیٹھ لگائے بیٹھی تھی۔ خوبصورت خوبصورت نوعمر لڑکے کیوپڈ (عشق کے دیوتا) کے روپ میں اُس کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ اُن میں سے کوئی پنکھا جھلتا۔ اور کوئی [illegible] خوبصورت [illegible] جل پریوں کی شکل میں دریا میں اُتر کے [illegible] کشتی کو اپنے ہاتھوں سے کھینچے لیے جاتی تھیں۔ بعض کشتی کو [illegible] تھیں اور بعض پانی سے کھیلتی جاتی تھیں۔ کشتی پر خوشگوار ترنم سے [illegible] میں گانا ہوتا جاتا تھا جو دیوتاؤں کا آسمانی نغمہ تصور کیا جاتا۔ اور خوشبوؤں کی لپٹیں کشتی سے نکل نکل کے دریا کے دونوں جانب میدانوں میں مہکتیں۔ اور جس کے دماغ میں پہنچتیں مست و ازخود رفتہ ہو جاتا۔ راستہ بھر یہ عالم رہا کہ جس کسی نے دیکھا یقین کر لیا کہ یہ انسان نہیں آسمانی دیوی ہے دنیا کی سیر کو اُتر آئی ہے۔ اور واقعی اُدھر دونوں جانب [illegible] میدانوں میں سوا دیوتاؤں کے آنے کے اور کوئی عقیدہ نہ تھا ہر شخص کا خیال [illegible] اسی کے اور کسی جانب نہ جاتا تھا۔ انطونی نے طرسوس میں دربار کرتے کرتے

لیے حسب حیثیت معقول انعام تجویز کیے گئے تھے۔ اور یہ حالت تھی کہ غلام اپنے آقاؤن پر ہاتھ صاف کرتے۔ بھائی بھائی کی جان لیتا۔ اور بیٹے باپون کے خون مین ہاتھ رنگتے۔ مقتولون مین صرف وہی لوگ نہ تھے جو اتحاد ثلثہ کے مخالف تھے بلکہ بہت سے وہ لوگ بھی تھے جن کی زمینون اور دولت کا لوگون کو لالچ تھا۔ ان مظلومون مین ایسے کمسن بچے بھی تھے جن کی امارت و ریاست نے لوگون کے دلون مین آتش حرص حسد بھڑکا رکھی تھی۔ غرض که بے اعتباری دہشت اور خونریزی سارے ایطالیہ مین پھیلی ہوئی تھی۔

آخرکار جب جی بھر کے خونریزی ہوچکی تو انطونی اور اقطاویانوس دونون مقدونیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جہان بروطس اور قاسیوس نے فوجین جمع کرلی تھین اور اُن کی مخالفت پر آمادہ تھے۔ شہر فلپی مین ایک عظیم الشان لڑائی ہوئی جس مین قاسیوس کے آدھے لشکر کو شکست ہوگئی اور بروطس غالب تھا۔ قاسیوس نے یہ خیال کرکے کہ معاملہ ہاتھ سے نکل گیا اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ مجھے قتل کرکے میرا کام تمام کردو۔ اُس نے اس حکم کی تعمیل کی۔ دوسرے دن پھر میدان نبرد گرم ہوا جس مین بروطس کو بھی شکست ہوگئی۔ اپنی فوج کے بھاگنے کے بعد وہ میدان سے ہٹ کے ایک تنگ گھاٹی مین آیا۔ اور جب شام ہوئی تو اپنے دوستون سے رخصت ہو کے الگ ہوا اور اپنے آپ کو خود اپنی تلوار کی نوک مین چھید کے جان دے دی۔ اور فرمانروائی سلطنت جمہوری کے راستہ سے تمام کانٹے دور ہوگئے۔

باب ہشتم

انطونی اور قلوبطرہ (سنہ ۴۲ قبل مسیح سے سنہ ۳۰ قبل مسیح تک)

اس فتح کے بعد قیصر اقطاویانوس اور انطونی جدا ہوئے۔ قیصر رومۃ الکبریٰ مین واپس گیا اور انطونی نے مشرق کی راہ لی کہ وہان کی حکومت کو اپنے قبضۂ تصرف مین لائے۔ ملکۂ مصر قلوبطرہ پر یہ الزام عائد کیا گیا تھا کہ بروطس اور قاسیوس کے مقابلہ مین اُس نے اتحاد ثلثہ کو کوئی مدد نہین دی۔ چنانچہ اسی جوش مین انطونی نے اُس کے نام اس

قلوبطرہ اور انتحاد ثلثہ روم کے اِس دل از دست دادہ رُکن میں شرط ہوئی کہ دیکھیں ایک دوسرے کی دعوت میں شان وشوکت اور بے جگرانہ حوصلہ مندی کے لحاظ سے کون سبقت لیجاتا ہے - اور کون زیادہ دولت لٹاتا ہے - انطونی نے تو خیر جو کچھ سامان کیا کیا مگر قلوبطرہ نے اپنی دعوت کے موقع پر کہا "تمھارا شوق وصال ایسا بڑھا ہوا ہے کہ میں ایک گھونٹ پر دس لاکھ روپئہ اُڑا دون گی" اور یہ کہہ کے اپنی ایک انتی سے اسی قیمت کا ایک بڑا بھاری موتی نکال کے سرکہ کے ایک جام مین ڈالا اور جب وہ گھل گیا تو اُٹھا کے پی گئی - اس کے ساتھ کا دوسرا موتی جو دوسرے کان کی انتی مین تھا زمانۂ مابعد مین دو ٹکڑے کر کے وینس دیوی کے سنگھار مین صرف کیا گیا - کہتے ہین کہ انطونی کے باورچی خانہ مین ہر وقت آٹھ بڑے جنگلی سور بھُنتے نظر آتے تھے - تاکہ جب خاصہ طلب ہو بلا انتظار چُن دیا جائے -

اب انطونی کو اپنے فرائض یاد آئے - ملکۂ قلوبطرہ سے رخصت ہو کے مشرق کی راہ لی - اور پارتھیاوالون پر فوج کشی کی - مگر اس مین کامیاب نہ ہو سکا - اسی زمانہ مین اُس نے ارض یہودا کے تخت پر ادومی خاندان والے انطی پاس کے بیٹے ہیرودڈ (ہیرودوطوس) کو تخت پر بٹھایا - اُس کا باپ انطی پاس وہی شخص تھا جسے پومپے ای نے رومیون کی جانب سے کلکٹر مقرر کیا تھا - ہیرودڈ نے مکابی خاندان کے آخری وارث ہرقانوس کی خوبصورت بیٹی مریم سے شادی کی تھی - بس اس کے سوا اور کسی حق سے اُسے تخت شاہی نہین پہونچتا تھا - جسے اُس نے زبردستی اور دغا بازی سے حاصل کیا - لیکن مقتدائی کی خدمت کسی طرح اُسے نہین مل سکتی تھی اس لیے حضرت ہارون کے خاندان مین سے جس شخص کو اُس نے منتخب کیا وہی ملت یہود کا مقتدائے اعظم بنا دیا گیا -

انطونی ایک مرتبہ روم جانے پر مجبور ہوا تھا وہان اپنی بی بی فلویا کے مرنے کے بعد اُس نے قیصر کی بہن اُقطاویہ سے شادی کر لی - اُقطاویا ایک شریف و باعصمت خاتون تھی - اور اس کی مستحق نہ تھی کہ اُس کا ہاتھ انطونی کے ایسے ایک نفس پرست اور

ناگہاں کیا دیکھا کہ سارے شہر والے اور وہ بھی جو اُس کے دربار میں حاضر تھے دریا کی طرف دوڑے جاتے ہیں۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دریا میں ونیس دیوی جی آج مصر کو آئی ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد قلوبطرہ کے خدام نے آ کے عرض کیا کہ "ملکۂ مصر آپ سے ملنے کو آئی ہیں" انطونی نے کہا "تو اُن سے کہو کہ یہاں تشریف لائیں۔ اور میری دعوت قبول کریں" قلوبطرہ نے دل میں خیال کیا کہ میری کشتی کا ساز و سامان اور میری دیویوں کی سی آمد کا جلوہ اگر انطونی کی نظر سے نہ گزرا تو کچھ بات نہ ہوئی۔ کہلا بھیجا کہ "پہلے آپ میری دعوت قبول کریں پھر میں تو حاضر ہی ہوں گی" انطونی لوگوں کی زبان سے اُس کی شان و زیبائی کے حالات سُن سُن کے خود ہی مشتاق ہو رہا تھا بلا تکلف دریا کنارے کی راہ لی۔ وہاں کا منظر دیکھ کے اُس کے ہوش و حواس بجا نہ رہے۔ اور خود ملکہ کی صورت زیبا دیکھی تو وہ نظر ہی وداع طاقت تھی۔

صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ

اب قلوبطرہ کے عروسانہ زرنگار بجرہ میں انطونی کی دعوت کا سامان ہوا۔ وہاں کا ساز و سامان۔ وہاں کی محفل عیش و طرب۔ وہاں کا نغمہ و سرود۔ وہاں کا حسن و جمال۔ وہاں کی زیبائی و رعنائی۔ غرض ہر چیز انسان کی دنیوی قوت و قدرت سے مافوق نظر آتی تھی۔ ان سب سے زیادہ دل لبھانے اور جادو کرنے والی پری جمال ملکہ کی باتیں تھیں۔ چند ہی لمحوں کی صحبت میں انطونی قلوبطرہ پر ایسا مفتون و شیدا ہوا کہ دین و دنیا فراموش ہو گئے۔ اولوالعزمی و حکمرانی کے جتنے منصوبے اس کے ذہن میں تھے سب لوح دل پر سے محو ہو گئے۔ اب وہ قلوبطرہ کے تیر نظر کا بسمل تھا۔ اور قلوبطرہ اُسے اپنی زلف گرہگیر کا ایک بیخود اور بے بس اسیر بنا کے اسکندریہ میں کھینچ لے گئی۔ اور وہاں ان دونوں عاشق و معشوق کا ناز برداری و ناز آفرینی میں مشغول ہو جانا اس قدر عادت سے گزرا ہوا تھا کہ آج تک دنیا میں حیرت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ اُن کی عیش و عشرت کی صحبتیں اُن کی شاہانہ بلند حوصلگیاں۔ اور اُن کے جشن طرب ایسے غیر معمولی درجہ کے تھے کہ لوگوں کو اُن کے حالات سُن کے آج تک مشکل سے باور آتا ہے ایک بار ملکہ

دب گیا۔ اور ایسی ہیبت زدہ ہوئی کہ اپنے جہازوں کو پیچھے ہٹانے کا حکم دیا۔ اُس کے جہازوں کو میدان سے ہٹتے دیکھ کے سب لوگوں کے حواس جاتے رہے اور سارا مصری بیڑا میدان چھوڑ کے دم کی دم میں بھاگا۔ سب لوگوں کو واپس جاتے دیکھ کے مجبوراً انطونی نے بھی میدان چھوڑ دیا۔ اور اپنے بیڑے کے پیچھے پیچھے اُس نے بھی اسکندریہ کی راہ لی۔

اسکندریہ میں پہونچتے ہی انطونی و قلوبطرہ پھر عیش و عشرت اور رقص و سرود میں پڑ گئے۔ وہاں دن رات جشن طرب تھا۔ اور عشق و محبت کی صحبت میں کسی کو یاد بھی نہ آیا کہ قیصر آکتیویس تعاقب کرتا ہوا اور نہایت تیزی کے ساتھ بڑھتا چلا آتا ہے۔ آخر قیصر سمندر کا راستہ طے کر کے دہانۂ نیل میں آ پہونچا۔ پہونچتے ہی اُس نے اپنے جی میں کچھ ایسی حکمت عملی سے کام لیا کہ خود فروش ملکۂ مصر نے اُس کے برتاؤ کو دیکھ کے دل میں کہا "کیا مضائقہ ہے اگر انطونی مغلوب ہو گیا ہے تو میں اپنے حسن و جمال کے اسلحہ سے اب قیصر کو بھی اپنا اسیر دام کروں گی" یہ خیال آتے ہی اُس نے خود ہی موقع دے دیا کہ جہازوں کا بیڑا اور شہر دونوں بلا مزاحمت قیصر کے قبضہ میں ہو جائیں۔

اُس کے بعد اپنی دو جان نثار سہیلیوں کو ساتھ لے کے برج میں چلی گئی جسے اُس نے دیگر شاہان مصر کی طرح اپنے مقبرے کی حیثیت سے تعمیر کرایا تھا۔ اُس کے وہاں جاتے ہی شہر بھر میں افواہ اُڑی کہ ملکہ قلوبطرہ نے خودکشی کر لی۔ انطونی جو وفور محبت سے ایک گھڑی بھی بغیر قلوبطرہ کے جی نہ سکتا تھا یہ وحشت ناک خبر سنتے ہی اس قدر پریشان ہوا کہ خودکشی پر آمادہ ہو گیا اور خود ہی اپنی تلوار اپنے سینہ میں بھونک لی۔ یہ کاری زخم کھانے کے بعد پلنگ پر پڑا ہوا تھا کہ خبر آئی "قلوبطرہ مری نہیں زندہ ہے۔ اور اس بات کی آرزو مند ہے کہ آپ بھی اُسی برج میں تشریف لے چلیں جس میں وہ ہے"۔ وہ فوراً آمادہ ہو گیا۔ اور لوگ اُس کے پلنگ کو اُٹھا کے اُسی برج کے پاس لے گئے۔ قلوبطرہ چونکہ برج کا دروازہ بند کئے بیٹھی تھی اس لیے اُس کے پلنگ کو رسیوں میں باندھ کے اوپر کھینچا۔ اور کوٹھے کے ایک دریچہ کے راستہ سے اُسے اندر کر لیا۔ انطونی اوپر پہونچتے ہی عجیب جوش اور بیتابی کے ساتھ قلوبطرہ سے لپٹ گیا۔ اور اسی حالت میں اُس کی روح پرواز کر گئی۔

لیکن قلوبطرہ ابھی تک نا امید نہ تھی۔ اپنے دلربائی و دلستانی کے تمام کرشموں کو کام میں لا کے تھک گئی اور قیصر کے دل پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ اب اُس کے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اب اگر میں قیصر کے ہاتھ لگ گئی تو رومۃ الکبریٰ میں اُس کے ٹرائمف کے جلوس میں نکالی جاؤں گی۔ اس

[illegible] کے ہاتھ [illegible] جیسے اُس کے ماتھ کسی طرح [illegible]
[illegible] بصرہ [illegible] تھا۔ شادی کی جو [illegible]
[illegible] مروانہ ہو گیا۔ اس [illegible]
[illegible] اُسے [illegible]
[illegible] کی [illegible] اس [illegible]
[illegible] کو کبھی پروا نہ کی۔ اور [illegible]
[illegible] دیا اور [illegible] کہ اُس کے ساتھ شادی ہو [illegible]
[illegible] سے ساتھ رہ چکی تھی۔

قیصر اکٹاویانوس پھر تو اس وقت سے لگا ہوا تھا کہ جو عظمت و شوکت قیصر جولیس کو حاصل تھی مجھے بھی حاصل کرو اور سلطنت میں پھر کوئی سہیم و شریک نہ باقی رہے اپنے حریف کے مغلوب کرنے کے لیے کوئی بہانہ ڈھونڈھ رہا تھا۔ کیونکہ اتحاد ثلاثہ کے تیسرے رکن لے پی ڈیوس کو جو تینوں میں کمزور تھا اُس نے بیکار کرکے گوشے میں ڈال ہی دیا۔ فقط انطونی باقی تھا اُس سے مخالفت کرنے کے لیے پورا بہانہ ہاتھ آگیا۔ فوراً ایک زبردست بیڑا تیار کیا گیا۔ اور تمام رومی لوگ جن کے دلوں میں اس غصہ کی آگ بھڑک رہی تھی کہ مشرق کی ایک ظالم شہوت پرست اور رونا باز ودلفریب عورت کے شوق میں اکٹاویہ کی ایسی شریف وپاکدامن خاتون کی توہین کی گئی اور اُسے طلاق دے دی گئی قیصر کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے۔ الغرض رومیوں کا ایک زبردست لشکر جہازوں پر سوار ہو کے بڑے جوش وخروش سے روانہ ہوا۔ ادھر سے انطونی اور قلوپطرہ اپنے بیڑے کو لے کے اور اپنے جہازوں پر سوار ہو کے اُن کے مقابلہ کو چلے اور راس اقطیوم کے پاس جو علاقہ اپیارس میں واقع ہے اور سمندر کے اندر دور تک بڑھ آئی ہے دونوں بیڑوں کا سامنا ہوا۔ اور بڑی بھاری بحری لڑائی شروع ہو گئی۔ یہ لڑائی دیر تک ہوتی رہی اور کسی جانب فتح کے آثار نہیں نمایاں ہوتے تھے کہ ناگہاں قتل و خونریزی اور جہازوں کے [illegible] اور ڈوبنے کا ہولناک منظر دیکھ کے قلوپطرہ کا دل

رہتے تھے - اگرچہ قیصر کو اُن کے حال پر مطلق ترس نہ آتا [illegible] ... [illegible] کے سپرد کیا - ایک [illegible]
شفقت پہونچ ہی گیا جو اُن کے باپ کی مطلقہ اورد [illegible] ... اور قیصر کی شہر [illegible]
اختیار تھا جس نے اُن دونوں کو اپنے بے مہر شوہر کی یاد [illegible] ... [illegible] طرح اپنے [illegible]
اہتمام سے پالا اور تعلیم دلائی - اور آخرکار لڑکی کی بیٹی جچ [illegible] ... کی شادی موری [illegible] بادشاہ
کر ... اتھ کر دی -

[illegible]

اوغسطوس قیصر (سنہ ۳۱ قبل مسیح سے سنہ ۱۴ عیسوی تک)

انطونی اسکے مرتے ہی قیصر اقطاو یانوس سکے سارے دشمن فنا ہو گئے [illegible] کی جرأت
نہ تھی - اور سلطنت روم کا اکیلا وہی مالک تھا - وہ ایسی الوالعزمی [illegible]
چچا کو بادشاہی نصیب ہوئی تھی - اُس نے اوغسطس [illegible] کا لقب اختیار کیا جس [illegible]
جو کسی معبد یا مقدس مقام کی طرح اچھوتی اور متبرک و محترم [illegible]
اُس کے چچا یولیوس یا جولیوس کے نام کی یادگار [illegible] جولائی [illegible]
اُس کے لقب اوغسطوس (آگسٹس) کی یادگار میں اگست کے نام سے مشہور [illegible]
[illegible] اظہار کے لیے امپراطور کا لقب اختیار کیا جس کے معنی [illegible]
شہنشاہ کے ہو گئے - کیونکہ خود اُس کا مقصد [illegible]
تمام مجسٹریٹوں کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیے تھے اور [illegible]
وہ یا [illegible] میں بہت بھاگتے تھے [illegible]
[illegible] باہم لڑتے لڑتے تھک گئے تھے سمجھ [illegible]
حکومت ذرا چین سے بیٹھیں - اور آرام کریں [illegible]
لوگوں کو معاملات سلطنت میں دخل [illegible]
اُن کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی - اور بجا [illegible]
سارے ممالک ایطالیہ اور تمام رومی نو [illegible]

ذلت سے بچنے کی کوئی تدبیر نہ بن پڑتی تھی۔ آخر عاجز آ [illegible] ہی خودکشی پر آمادہ ہوگئی۔ اسی خیال سے
اقطاویانوس قیصر سب سے زیادہ اسی اہتمام [illegible] لہ اس نہایت خوبصورت و پُرفن اور
باشان و شکوہ ملکہ کو زندہ گرفتار کرے۔ برج کے چاروں [illegible] مقرر تھا کہ اُس برج
کوئی پرندہ بھی پر نہ مار سکتا تھا۔ اُس کے اندر نہ کوئی شخص جانے پاتا تھا اور نہ کوئی چیز
جا سکتی تھی۔ مگر پہرے والوں نے غفلت یا حماقت سے انجیروں کا ایک ٹوکرا اندر پہنچ جانے دیا۔
اس کے چند ہی گھنٹوں کے بعد قیصر کے پاس قلوبطرہ کا ایک خط آیا جس میں اس بات کی التجا کی
گئی تھی کہ "میرے بچوں کی جان بخشی کی جائے اور اجازت دی جائے کہ میری اور انطونی کی لاشیں ایک ہی مقبرہ میں
دفن کی جائیں" اس خط کے دیکھتے ہی قیصر کو خیال گزرا کہ معلوم ہوتا ہے اس ملکہ کو میرے قابو سے نکل
جانے کا موقع مل گیا۔ فوراً سوار ہو کے اُس برج کی راہ لی۔ سب طرف عالم خاموشی طاری تھا۔
اور برج کا راستہ بھی کھلا ہوا تھا۔ اندر جا کے دیکھا تو نظر آیا کہ ملکہ قلوبطرہ شاہانہ لباس پہنے شاہی پلنگ پر
آرام کر رہی ہے۔ اُس کی دونوں سہیلیوں میں سے ایک اُس کے پاؤں کے پاس لیٹی ہے اور دوسری
سرہانے گھٹنے ٹیکے کھڑی ہے اور تاج کو دونوں ہاتھوں سے سنبھالے ہے جو قلوبطرہ کے سر پر رکھا
ہوا ہے۔ اُس کے ساتھ ہر طرف خاموشی ہے اور موت کا سناٹا۔ قیصر نے پوچھا "کیا یہ اچھا کیا؟"
جو تاج سنبھالے تھی بولی "اچھا اور بہت اچھا! ایسی عالی مرتبہ ملکہ کے یہی شایان تھا" یہ جواب دے
کے وہ بھی زمین کی طرف جھکی اور گر کے مر گئی۔ اب قیصر کو اس بات کی جستجو ہوئی کہ قلوبطرہ نے کیونکر
جان دی۔ اُس کے بازو میں بازوبند کی طرح ایک چھوٹا کالا سانپ جو افعی کہلاتا ہے لپٹا ہوا ملا جو غالباً
انجیروں کے ٹوکرے میں بند کر کے اُس کے پاس پہنچا دیا گیا تھا۔

مصر کی سلطنت اسی قلوبطرہ کے دم تک رہی۔ اُس کے بعد ملک مصر دولت روم میں ملحق کر کے
روم الکبریٰ کا ایک صوبہ بنا لیا گیا۔ اور اقطاویانوس قیصر دولت اور خود اسی سے لقب شہنشاہ روم پر پہنچ
گیا۔ اُس کی ٹریمف یعنی اُس کے داخلہ کا جلوس نہایت ہی شاندار تھا۔ قلوبطرہ کی ایک مورت اپنے
اُسی شاہی پلنگ پر سوتی ہوئی جلوس میں نکالی گئی جس کے پیچھے پیچھے اُس کا بیٹا اسکندر اور اُس کی
بیٹی قلوبطرہ تھی۔ جو زمانہ میں اپنے ماں باپ کے شاندار مفاخر کی بنیاد پر اپالو (دیوتا) اور ڈیانا
(دیوی) کے ناموں سے یاد کیے جاتے تھے۔ اور غلاموں یا اسیروں کی طرح اپنے دشمنوں کے درمیان

ان ایجنٹوں یا قیصر کے عہدہ پر بہت سا پیچ ہو گیا تھا۔ اب اغسطوس نے ایطالیہ کے باہر بھی بہت سے لوگوں کو سٹیزن ... کے حقوق دے دیئے۔ جو شخص سٹیزن ہونا چاہے وہ کسی صوبہ میں ہو اور گرفتار ہوا اس سے کوئی محصول وصول کیا جاتا اور نہ صوبجات کے والی اُن کو سزا دے سکتے۔

اغسطوس نے جب اعلیٰ درجہ کی قوت پوری طرح حاصل کر لی تو پھر خونریزی سے ہاتھ روک لیا کیونکہ اس کے خیال میں حکمرانی کی بہترین پالیسی یہ تھی کہ اپنے قوانین کی نرمی کے ذریعہ سے لوگوں کے دلوں میں اپنی محبت کو ترقی دے۔ اس کوشش میں وہ نہایت کامیاب ہوا۔ امن و امان کے قائم رہنے سے علم و فضل نے اُس کے دور میں اس قدر ترقی کی کہ آج تک جس بادشاہ کے عہد کی نسبت یہ خیال ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ اس میں علم و فضل ترقی پر تھا اور اعلیٰ درجہ کے مصنفین موجود تھے اُسے "عہد اغسطوس" کہتے ہیں۔ طی طوس لی ویوس نے اُس کے زمانہ میں ایک تاریخ روم لکھی مگر افسوس کا اُس کا ایک بڑا حصہ فنا ہو گیا۔ دیہاتی زندگی کے مشاغل پر ورجل شاعر نے اپنی اعلیٰ درجہ کی نظم لکھی۔ اور خاص شہنشاہ کی فرمائش سے اُس نے دو ایک اور نظمیں اے نیاس کی سرگردانیوں اور رومین قوم کی پہلی برکتوں پر تحریر کرنا شروع کیں۔ ہوراق اور اووڈ بھی زندہ موجود تھے۔ اور اُن کے کلام کو خود شہنشاہ اور اُس کے دو بڑے دوست اگریپا اور مےقناس بہت پسند کرتے تھے۔ اسی مےقناس نے ہوراق کے حال پر ایسی فیاضیاں کیں کہ اُس کا نام مربی علم و فن کی حیثیت سے ضرب المثل ہو گیا۔

اغسطوس بیرونی ممالک پر حملہ کرنے میں بہت ہی کم مصروف رہا۔ اور اب اُس کے عہد میں لڑائی دیوتا یانوس کے مندر کا دروازہ بند ہو گیا۔ شروع بنائے روم سے اس وقت تک یہ تیسری بار اس خونریز دیوتا کا مندر بند ہوا تھا۔ کیونکہ رومی لوگ امن و امان کی برکتوں سے لطف اُٹھا کے خوشیاں منا رہے تھے۔ شہنشاہ کی دانائی و قابلیت کی تعریف کرتے تھے کہ اُس کی بدولت باہر کی ساری لڑائیاں رک گئیں اور ملک کے اندرونی جھگڑے بھی دور ہو گئے۔

اسی کے عہد میں حضرت مسیح پیدا ہوئے جن کی ولادت نے دنیا کی تاریخ میں نیا انقلاب پیدا کر دیا۔

